نظام ربوبیت

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

☆ محترم حضرات! عید الاضحیٰ کا دن عظیم دن ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمام عالم اسلام کی مرکزیت کیلئے اس دن کو بڑی عظمت عطا فرمائی۔ ذوالحجہ میں حج کو بھی مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حج کی عبادت کو بڑی عظیم عبادت قرار دیا ہے اور اس میں شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حج میں مالی اور بدنی عبادتوں کو جمع کر دیا ہے۔ لیکن آپ جانتے ہیں کہ حج تو صرف کعبہ کے طواف اور عرفات میں ٹھہرنے کا نام ہے۔ (وقوف عرفہ) جو نویں تاریخ کو ہوتا ہے۔ یہ دونوں چیزیں حج کے ارکان ہیں اور باقی امور حج کے واجبات سنن میں سے ہیں۔ خواہ رمی جمار ہو یا وقوف منیٰ ہو یا مزدلفہ وغیرہ۔ آپ جانتے ہیں کہ عرفات بھی مکہ مکرمہ کے نواح میں ہے اور خانہ کعبہ خود مکہ مکرمہ کے اندر ہے تو حج کرنیوالے نویں تاریخ کو عرفات میں ہوں گے یا خانہ کعبہ کے طواف کیلئے مسجد حرام میں ہوں گے۔ اگرچہ لوگ عالم اسلام کے گوشے گوشے سے وہاں جمع ہوتے ہیں۔ مگر یہ سعادت صرف انہی لوگوں کو حاصل ہوتی ہے جو وہاں پہنچ جاتے ہیں۔ (دسویں ذوالحجہ) اس دن کو تمام عالم اسلام میں مرکزیت حاصل ہے۔ دنیا کا کوئی گوشہ ایسا نہ ہوگا کہ جہاں مسلمان نہ ہوں اور اس دن کی عظمت کا مظاہرہ نہ ہو رہا ہو۔ تو میں عرض کر رہا تھا کہ عرفات اور خانہ کعبہ ایک مخصوص مقام میں ہیں اور اس خاص جگہ میں ہیں۔ لیکن اس دن (نویں ذوالحجہ) اللہ تعالیٰ نے تمام عالم اسلام کیلئے مرکزیت کا حامل قرار دیا ہے اور بلاشبہ یہ ایک عظیم دن ہے۔ یہ دن سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی قربانی کی یاد کو تازہ کرتا

ہے اور جسکا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بیان فرمایا۔ اسکی تفصیل اللہ تعالیٰ کے پیارے حبیب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے بیان فرمائی۔ یہاں اسکی تفصیل بیان کرنیکا وقت نہیں۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا خواب بیان فرمایا۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے سیدنا حضرت اسماعیل علیہ السلام کو بلا کر کہا

یبنی انی اری فی المنام انی اذبحک فانظر ماذا تری

ترجمہ☆ اے میرے بیٹے! بیشک میں نے خواب میں دیکھا کہ میں تمہیں ذبح کر رہا ہوں۔ تو (اب) تم غور کرلو تمہاری کیا رائے ہے۔ (الصفت آیت ۱۰۲)

☆ شائد آپ یہ سمجھیں کہ یہ تو خواب کی بات ہے۔ تو اسکا جواب یہ ہے کہ یہ میرا اور تمہارا خواب نہیں۔ یہ انبیا علیہ السلام کے خوابوں میں سے خواب ہے۔ یقین کیجئے کہ نبی کا خواب صرف خواب ہی نہیں ہوتا بلکہ وہ امر الٰہی ہوتا ہے' وحی خداوندی ہوتی ہے۔ اسلئے حضرت اسماعیل علیہ السلام نے عرض کیا

قال یابت افعل ماتومر ستجدنی ان شاء اللہ من الصابرین

ترجمہ☆ کہنے لگے ابا جان! آپ کیجئے جس کام کا آپ کو حکم دیا گیا ہے۔ انشاء اللہ عنقریب آپ مجھے صبر کرنے والوں میں پائیں گے۔ (الصفت آیت ۳۰۱)

☆ یعنی ابا جان! آپکو جو امر کیا گیا ہے وہ کر گزریئے انشاء اللہ آپ مجھے صابرین میں سے پائیں گے۔ تو حضرت اسماعیل علیہ السلام نے یہ نہ کہا کہ جو آپ نے خواب دیکھا ہے اسکے مطابق عمل کیجئے بلکہ یہ کہا

یابت افعل ماتومر

ترجمہ☆ اے ابا جان! آپ کیجئے جس کام کا آپ کو حکم دیا گیا (البیان)

☆ معلوم ہوا کہ نبی کا خواب خواب نہیں ہوتا بلکہ وہ امر الٰہی ہوتا ہے گویا ابراہیم علیہ السلام کو امر الٰہی ہوا کہ آپ اپنے بیٹے کو ذبح کریں۔ چنانچہ آپ نے اپنے بیٹے کو ذبح کرنے میں کوئی تردد نہیں کیا۔ اپنے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو نیچے لٹایا اور انکے حلقوم پر

چھری کو چلایا اور اللہ تعالیٰ کی حکمت کا تقاضہ یہ تھا کہ چھری دنبہ کی گردن پر چلے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو بچالیا اور چھری دنبے پر چلی۔ اگرچہ چھری حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے حلقوم پر رکھی تھی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس خیال سے چھری چلائی کہ میں اپنے بیٹے اسماعیل علیہ السلام کو ذبح کر رہا ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کا لقب ذبیح اللہ قرار پایا اور خوب سمجھ لیجئے کہ اسوقت حضرت ابراہیم علیہ السلام جیسا باپ حضرت اسماعیل علیہ السلام جیسے بیٹے کو سکون اور اطمینان قلب، خوشی اور راحت کیساتھ ذبح کر رہا ہے۔ تو کیا کوئی باپ بشری تقاضوں کے پیش نظر اسقدر سکون قلب اور خوشی کیساتھ اپنے بیٹے کو ذبح کر دے گا۔ کیا ممکن ہے؟ ہرگز نہیں۔ اگر کوئی باپ اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں ایسا کرے گا بھی تو اسکے دل میں بے چینی اور اضطراب ضرور ہوگا۔ مگر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دل میں ذرہ برابر بھی بے چینی اور بے قراری پیدا نہیں ہوئی۔

☆ کیوں؟ اسکی کیا وجہ تھی؟

☆ اسکی وجہ یہ تھی کہ بے چینی اور بے قراری محبت کے غلبہ کی بنا پر ہوتی ہے۔ اسکے مقابلے میں اگر بکرا وغیرہ ذبح کریں تو کوئی بے چینی اور اضطراب پیدا نہیں ہوتا ہے۔ اسلئے کہ اس بکرے کی محبت ہمارے اعصاب پر غالب نہیں آتی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بیٹے کی محبت کا غلبہ کیوں نہ ہوا؟ اسلئے کہ آپ خلیل اللہ ہیں اور آپ علیہ السلام مقام خلقت پر فائز ہیں۔ آپ علیہ السلام کو خلت کا مرتبہ دیا گیا تو جب آپ علیہ السلام نے اپنے بیٹے کی گردن پر چھری پھیری تو بیٹے کی محبت پر اللہ تعالیٰ کی محبت کا غلبہ ہوگیا اس بنا پر آپ علیہ السلام پر سکون قلب اور اطمینان تھا۔ نہ کہ بے چینی اور بے قراری اور پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی شان؟ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وکذلک نری ابراھیم ملکوت السموت والارض

ترجمہ☆ اور اسطرح ہم نے دیکھائی ابراہیم علیہ السلام کو ساری بادشاہی (کل مخلوقات) آسمانوں اور زمینوں کی (الانعام)

☆ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سب کچھ دیکھا کوئی چیز نگاہ ابراہیم علیہ السلام پر مخفی نہ تھی تو یہ کیسے ہوسکتا ہے دنبہ انکی نظر سے مخفی ہو جائے۔ مگر اللہ تعالیٰ کی محبت بیٹے کی محبت پر اسقدر غالب ہوئی کہ غلبہ حال محبت میں آپ علیہ السلام کی توجہ ادھر ادھر مبذول نہ ہوئی کہ چھری بیٹے کی گردن پر چل رہی ہے یا دنبہ کی گردن پر۔ یہی کمال غلبہ محبت الٰہیہ کا ہے اور یہی مقام خلت کا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر اس مقام کو دنیا کے سامنے پیش کیا۔

☆ بہرحال میرے عرض کرنیکا مقصد یہ تھا کہ قربانی کی اصلی حیثیت خدا کی وہ محبت ہے جس محبت کے جذبے سے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے چھری چلائی تھی۔ تو آج ہم اس رسم کو پورا کرتے ہیں اور کم وبیش ہر مسلمان اپنے دل میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس محبت اور طریقہ مقدسہ کا احترام دل میں رکھ کر اور خدا کی تعمیل کا تصور ذہن میں قائم کر کے اور دل سے تعمیل کر کے قربانی کرتا ہے۔ اسلئے میں کہتا ہوں کہ وہ یقیناً ماجور ہے اسکو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ قدس میں اجر ملے گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ

اس دن قربانی کا خون بہانے سے بہتر اور کوئی کام نہیں ہے۔

☆ کیونکہ یہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی یادگار ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ابراہیم علیہ السلام کی نگاہ سے تو کوئی چیز مخفی نہ تھی کیونکہ

وکذلک نری ابراھیم ملکوت السموت والارض

ترجمہ☆ اور اسطرح ہم نے دکھائی ابراہیم کو ساری بادشاہی (کل مخلوقات) آسمانوں اور زمینوں کی)

☆ اور پھر یہ کیسے چھپا رہ گیا کہ چھری اسماعیل علیہ السلام کی گردن پر چلا رہا ہوں یا دنبہ

پر؟

☆ یقیناً حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے ہی کو ذبح کرنے کیلئے اپنے بیٹے کی گردن پر چھری رکھی لیکن جب اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی بجائے دنبے کو وہاں رکھدیا تو بیشک یہ مت کہو کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نظر میں کوئی کوتاہی یا کمی تھی بلکہ نگاہ خلیل تو ملکوت السموت الارض کو دیکھ رہی تھی مگر خدا کی محبت کا غلبہ اتنا تھا کہ آپ علیہ السلام کی توجہ ادھر ادھر مبذول نہ ہوئی کہ میں بیٹے کو ذبح کر رہا ہوں یا دنبے کو۔ اس لیے انکا امتحان پورا ہوگیا اور آج ہمارے دل میں خدا کی محبت کو وہی جذبہ ہے۔

☆ میرے محترم دوستو اور عزیزو! اسی جذبہ محبت کا یہ کرشمہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے عالم ارواح میں تمام بنی آدم کو جمع کر کے اور ان سے عہد لیا۔

واذ اخذ ربك مبن بنی آدم من ظهورهم ذريتهم

ترجمہ☆ اور (یاد کیجئے اے محبوب) جب آپ ﷺ کے رب نے بنی آدم کی پشتوں سے انکی اولاد کو نکالا۔ (الاعراف ۱۷۲)

☆ یعنی یاد کیجئے (محبوب ﷺ) کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی ذریت اور انکی اولاد کی پشتوں سے انکی اولاد کو لے لیا۔ انکی ذریت کو لے لیا۔ اللہ تعالیٰ نے مثالی صورت میں عالم ارواح میں انکو پھیلا دیا اور اللہ تعالیٰ نے ان سب سے عہد لیا۔ "**واشهدهم علی انفسهم**" (اور انکی جانوں پر انہیں گواہ بنایا) اور ان سے کہا "**الست بربكم**" فرمایا کیا میں تمہارا رب نہیں؟ "**قالوبلی شهدنا**" (سب نے کہا کیوں نہیں (یقیناً تو ہمارا رب ہے) ہم نے گواہی دی)

☆ یعنی ہم نے گواہی دی اس بات کی کہ تو ہمارا رب ہے اور یہ گواہی کس بنا پر تھی؟ یہ گواہی بلاشبہ محبت کی بنا پر تھی کیونکہ انسان کی فطرت میں پہلے ہی سے خدا کی محبت تھی اور وہ (انسان) اللہ تعالیٰ کی محبت اس دنیا میں لیکر آیا۔ مگر وہ لوگ ناکام ہوئے جنہوں نے انبیاء کو چھوڑ کر خدا کو تلاش کیا اور جنہوں نے انبیاء کی تعلیمات کی روشنی میں خدا کو تلاش کیا وہ کامیاب ہوئے۔ وہ کامیاب ہوں یا نہ ہوں مگر انکا رب کو تلاش کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ ان میں رب کی تلاش کا مادہ (محبت) ضرور موجود ہے اور وہ تلاش کا مادہ دراصل وہ جذبہ محبت ہے جسکو ہم نے لیکر "**عالم ارواح**" میں "**بلی**" کا نعرہ لگا کر اس دنیا میں آئے اور رب کو تلاش کیا۔ اب بتایئے کہ رب کو تلاش کرنے کے بعد پھر اسکے احکام کی خلاف ورزی کرنا یہ تو عہد کو توڑنے والی بات ہے۔ ارے! خدا کی ربوبیت کے اقرار کرنے کے کیا معنی ہیں؟ کہ اے اللہ تعالیٰ تو ہمارا رب ہے تو پھر رب کے حکم کے خلاف تو کوئی کام نہیں ہونا چاہئے۔ کیونکہ عالم ارواح کا عہد ہے کہ تو ہمارا رب ہے اور جو تیری ربوبیت کا نظام ہوگا وہ ہمیں قبول ہوگا یہ نہیں ہوسکتا کہ ربوبیت کا اقرار کریں اور نظام ربوبیت کا رد کردیں۔ اگر ایسا ہو جائے تو گویا۔ ہم نے اس عہد کو توڑ دیا ہے۔

☆ آج ہم اسی اس عہد کو تازہ کرنا ہے کہ اے اللہ تعالیٰ ہم نے تیرے رب ہونے کا جو عہد کیا تھا وہ یہ تھا کہ اب ہم تیرے نظام ربوبیت کو برقرار رکھیں گے۔

☆ نظام ربوبیت کیا ہے؟

☆ نظام ربوبیت اسلامی نظام کا دوسرا نام ہے اور نظام ربوبیت دراصل اس "نظام مصطفیٰ" کا نام ہے جس کیلئے لوگوں نے جانیں دیں گولیاں کھائیں جیلوں میں گئے ہماری بہو بیٹیاں اور ہماری مائیں بیوہ ہوئیں اور کتنے طفل ان سے جدا ہو گئے اور کس قدر خون بہہ گئے اور قوم کو کس قدر تکالیف ہوئیں۔ اسی نظام مصطفیٰ کیلئے قرآن کریم نے ہمیں ایک بات بتائی۔

الذی ان مكنهم فی الارض اقاموالصلوة واتو الزكوة وامروا المعروف و نهو

اعن المنکر وللہ عاقبة الامور

ترجمہ☆ وہ لوگ (ایسے ہیں کہ) اگر ہم انہیں زمین میں سلطنت عطا فرمائیں (تو) وہ نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں اور نیکی کا حکم کریں اور برائی سے روکیں اور سب کاموں کا انجام اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے (الحج ۴۱)

☆ عزیزان محترم! تیس برس گزر چکے۔ آپ نے دیکھ لیا کہ ہم کس حال میں ہیں (کہ ابھی تک نظام مصطفیٰ نافذ نہیں ہوا)

وما علینا الا البلاغ

معارف اسم محمد ﷺ

ومبشراً برسول یاتی من بعدی اسمه احمد

ترجمہ☆ اور ایک (عظمت والے) رسول کی خوشخبری سناتا ہوا جو میرے بعد تشریف لائیں گے ان کا نام احمد ہے۔ (سورۃ الصف ۶)

☆ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حضور اقدس ﷺ کی بشارت دی اور یہ دونوں نام (احمد اور محمد ﷺ) پہلے سے ہیں بیہقی شریف کی حدیث ہے کہ آدم علیہ السلام جنت میں داخل ہوئے تو دیکھا۔

کان مکتوبا علی باب الجنة لا اله الا الله محمد رسول الله ﷺ

ترجمہ☆ کہ جنت کے دروازوں پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ لکھا تھا۔

کان مکتوبا علی ساق العرش لا اله الا الله محمد رسول الله ﷺ

ترجمہ☆ عرش کی پائے پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ لکھا تھا۔

وکان مکتوبا علی اوراق الاشجار الجنة لا اله الا الله محمد رسول الله ﷺ

ترجمہ☆ اور جنت کے درختوں کے پتوں پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ لکھا ہوا تھا۔

☆ لفظ "محمد" کیا تھ سرکار ﷺ کا نام کسی انسان نے کسی گھر والے نے کسی اپنے اور پرائے نے نہیں رکھا بلکہ خود اللہ تعالیٰ نے رکھا ہے۔ اگر یہاں گھر والوں میں سے یہ نام کسی نے رکھا ہو تو جنت کے دروازوں پر، عرش کے پائے پر اور جنت کے درختوں کے پتوں پر "محمد" سرکار ﷺ کا نام کون لکھتا رہا؟ تو گویا جس اللہ تعالیٰ نے جنت کے دروازں پر، جنت کے درختوں کے پتوں پر یہ نام لکھا اسی اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب پاک کا نام "محمد" رکھا اور اسلیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا

محمد رسول الله

ترجمہ☆ محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ

ترجمہ☆ ”نہیں ہیں“ محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ۔لیکن وہ اللہ ﷻ کے رسول ہیں۔

بما نزل علی محمد

ترجمہ☆ جو محمد ﷺ پر نازل کیا گیا۔(سورۃ محمد)

☆ اور اللہ ﷻ نے صاف صاف ارشاد فرمایا

وما محمد الا رسول

ترجمہ☆ اور محمد ﷺ (معبود نہیں) صرف رسول ہیں۔(سورۃ آل عمران)

☆ محمد ﷺ کی نسبت ”الی الالوھیت“ رسول ہونے پر محصور ہے آپ ﷺ ”الٰہ“ نہیں بلکہ رسول ہیں اور قرآن میں اللہ ﷻ نے واضح ارشاد فرمایا کہ

قل انما انا بشر مثلکم

ترجمہ☆ (اے حبیب ﷺ کافروں سے) فرما دیجئے میں (الوہیت کا مدعی نہیں بلکہ معبود نہ ہونے میں) تم جیسا بشر ہوں۔

☆ یعنی میرے محبوب ﷺ! فرما دیجئے کہ اگر میں تمہاری مثل بشر ہوں تو دنیا و آخرت، علم و عمل اور جسم و روح میں نہیں بلکہ ”الٰہ“ نہ ہونے میں، میں تمہاری مثل بشر ہوں جیسے تم ”الٰہ“ نہیں اور قرآن کی آیات ایک دوسرے کی وضاحت کر رہی ہیں۔قرآن کا ایک حصہ دوسرے کی تفسیر کر دیتا ہے۔لہٰذا یہ حق ہے کہ میرے آقائے نامدار محمد عربی ﷺ کا بشریت پر محصور ہونا بھی بالنسبت الی الالوھیت ہے۔اب اگر اسکے باوجود بھی کوئی سرکار ﷺ کی رسالت اور نورانیت کی نفی کرتا ہے اور وہ یہ کہتا ہے کہ ”وہ بشر ہیں نور کہاں؟“ تو افسوس صد افسوس بشریت پر حضور ﷺ کا ”حصر“ سرکار کی نورانیت اور رسالت کے مقابلے میں نہیں ہے بلکہ وہ ”الوھیت“ کے مقابلے میں ہے کیونکہ آپ ”الوھیت“ کا وصف نہیں رکھتے آپ ﷺ بالنسبت ”الی الالوھیت“ ”محصور البشریت ہیں۔اس آیت کریمہ سے حضور سید عالم ﷺ کی نورایت کی نفی کرنا خود بے نور ہونے کی دلیل ہے۔خوب یاد رکھیے کہ اسکے دل میں نور ایمان نہیں۔

☆ محترم حضرات! لفظ ”محمد“ جامع کمالات ہے۔مدثر، مزمل، یٰسین، طٰہٰ الرسول اور النبی وغیرہ کے معنی اسمیں پائے جاتے ہیں۔اب میں انکی تفصیل کیا بیان کروں؟ ایک ”النبی“ کے معنی کی تفصیل ہی نہیں ہو سکتی۔

☆ لفظ نبی کے شرعی معنی یہ ہیں

ھو انسان بعثه الله تعالیٰ الی الخلق لتبلیغ احکامه

ترجمہ☆ وہ مقدس انسان کہ جسکو اللہ ﷻ نے اپنے احکام کی تبلیغ کیلئے اپنے بندوں کی طرف بھیجا ہو۔”شرح عقائد نسفی۔کیونکہ ”النبی“ عربی زبان کا لفظ ہے عربی زبان کی لغت میں ”النبی“ کے آٹھ معنی ہیں اور اس کے تین ماخذ ہیں۔اگر کسی کے ذہن میں لفظ ”النبی“ کے تین ماخذ نہیں پائے جاتے تو وہ اپنی کم علمی پر ماتم کرے اور ”النبی“ کے تین ماخذ یہ ہیں۔

”نبأ“ ”نبوۃ“

”نباوۃ“

ان تین ماخذوں کے اعتبار سے لفظ ”النبی“ کے آٹھ معنی ہوئے

۱☆	النبی	المخبر	خبر دینے والا
۲☆	النبی	المخبر	خبر دیا ہوا
۳☆	النبی	الخارج	ایک جگہ سے دوسری جگہ نکلنے والا

۴☆ النبی المخرج ایک جگہ سے دوسری جگہ نکلا ہوا

۵☆ النبی الظاہر ظاہر (کمال ظہور کی صفت رکھنے والا)

۶☆ النبی الطریق الواضح طریق واضح (واضح راستہ)

۷☆ النبی السامع الصوت الخفی ہلکی سے ہلکی آواز سننے والا

۸☆ النبی المقام المرتفع رفعت اور بلندی والا

☆ نبی شرعی میں مذکورہ بالا آٹھوں معنی پائے جاتے ہیں اور نبی شرعی کون ہوتا ہے؟ نبی شرعی وہ ہوتا ہے جو احکام خداوندی سے خبردار کیا جاتا ہے اور ارشادات خداوندی کی خبر اپنی امت کو دیتا ہے اور ہر خبر دینے والا نبی نہیں ہوتا۔ ورنہ اخبار رسائل والے جورات دن خبر دیتے ہیں سب نبی ہو جائیں۔

۱☆ مگر غیب کی خبر دینے والا ہی نبی ہوتا ہے اسلئے وہ المخبر ہوئے۔

۲☆ اور وہ (نبی) اللہ تعالیٰ کے بندوں کو خبر دیتا ہے اسلئے وہ مخبر ہوئے۔

۳☆ آپ ﷺ کی ذات اقدس نجات آخروی کا روشن راستہ اور معرفت خداوندی کا وسیلہ ہے اسلئے آپ ﷺ طریق واضح ہیں۔

۴☆ اللہ تعالیٰ کا نبی دشمنوں کی انتہائی ایذ ارسائی کے بعد بحکم ایزدی ایک جگہ سے دوسری جگہ جاتا ہے اسلئے وہ خارج ہوئے۔

۵☆ کفار کی طرف سے شدید عداوت کی بناء پر اسکا اخراج عمل میں آتا ہے۔ اس اعتبار سے وہ مخرج ہوئے۔

۶☆ نبی وحی الٰہی کی صوت خفی اور ہلکی سے ہلکی آواز سنتا ہے۔

۷☆ نبی علامات نبوت یعنی معجزات و آیات کا حامل ہونے کی وجہ سے کمال ظہور کی صفت سے متصف ہوتا ہے اسلئے وہ ظاہر بھی ہے۔

۸☆ جسمانی و روحانی اعتبار سے اللہ تعالیٰ کے نبی کا مقام سب سے بلند ہوتا ہے۔ اسلئے اسمیں رفعت اور بلندی کے معنی بھی پائے جاتے ہیں۔

☆ اور پھر خاص طور پر یہ مفہوم ذہن میں رکھا جائے کہ "السامع الصوت الخفی" کہ نبی ہلکی اور خفی سے خفی آواز کو سنتا ہے۔ آپ قرآن میں دیکھیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا تخت لشکر ہوا پر اڑا جا رہا تھا۔ جب سلیمان علیہ السلام کا تخت بمع لشکر وادی نملہ سے گزر رہا تھا تو چیونٹیوں کی ملکہ نے اپنی چھوٹی چھوٹی چیونٹیوں سے کہا

قالت نملة یایها النمل ادخلوا مسٰکنکم

ترجمہ☆ ایک چیونٹی بولی اے چیونٹیو! تم اپنی رہائش گاہوں میں داخل ہوجاؤ (کہیں) سلیمان علیہ السلام اور اسکے لشکر تمہیں کچل نہ ڈالیں یعنی تم اپنے اپنے سوراخوں میں داخل ہوجاؤ کہ کہیں تمہیں حضرت سلیمان علیہ السلام کا لشکر بے خبری کی حالت میں اتفاقاً روند نہ دے۔

☆ چیونٹیوں کی ملکہ جب یہ بات چیونٹیوں سے کہہ رہی تھی قرآن کہتا ہے

فتبسم ضاحکا من قولها

ترجمہ☆ تو سلیمان علیہ السلام اسکی بات سے مسکرا کر ہنس پڑے۔ (سورۃ النمل ۱۹)

☆ یعنی حضرت سلیمان علیہ السلام چیونٹیوں کی اس بات سے مسکرا کر ہنس پڑے۔ آپ بتائیں رات دن ہم چیونٹیوں کیساتھ رہتے ہیں ہم نے تو کبھی ان کی آواز نہیں سنی اور حضرت سلیمان علیہ السلام نے چیونٹیوں کی آواز کو سن لیا۔ شاید آپ یہ کہیں کہ یہ بات تو حضرت سلیمان

علیہ السلام کیلئے خاص تھی۔

☆ لیکن میرے آقا ﷺ کی شان اللہ اکبر! اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیوں کو جو جو کمال عطا فرمائے ان سب کمالات کو اپنے حبیب ﷺ کے دامن میں رکھ دیا۔ گویا مرکزِ کمال، مرکزِ حسن و جمال جناب محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات ہے۔ اسلئے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کا نام "محمد ﷺ" رکھا ہے۔ حضور ﷺ تو عرش کی آوازیں بھی سنتے ہیں۔

قال رسوله الله عرج لی حتی ظهرت مستوی اسمع فیه صریف الاقلام

ترجمہ ☆ حضور ﷺ نے فرمایا کہ پھر مجھے اور بلند کیا گیا۔ حتیٰ کہ میں ایک ایسے مقام پر چڑھ گیا جہاں میں نے قلموں کی آواز سنی۔

☆ اور پھر عرش کہاں، حضرت سلیمان علیہ السلام کا تخت اور چیونٹیوں کی آواز کہاں؟

☆ محترم حضرات! آپ کو بات سمجھ آئے یا نہ آئے۔ میں ایک بات بتائے دیتا ہوں۔ یہ خصائل کبریٰ کی حدیث نہیں۔ بلکہ بخاری شریف کی حدیث ہے۔ سرکار ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو بلایا اور فرمایا۔

☆ اے بلال رضی اللہ عنہ! وہ عمل بتا جسکی وجہ سے میں نے جنت میں اپنے آگے تمہارے چلنے کی آواز سنی۔ لوگ کہیں گے کہ حضور ﷺ کو حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے عمل کا پتہ نہیں تھا۔

☆ لیکن یہ بتاؤ کہ جس عمل کا حضور اقدس ﷺ کو پتہ ہی نہ ہو (حضور ﷺ کے علم کے بغیر وہ عمل کر رہا ہو) تو کیا وہ بدعتی ہوگا کہ نہیں ہوگا۔ تو وہ بدعتی ہوگا تو کیا بدعتی جنت میں جائے گا۔

☆ سرکار ﷺ کے پوچھنے کی وجہ یہ نہیں تھی کہ سرکار ﷺ کو علم نہیں تھا بات اور تھی (اور وہ یہ کہ) سرکار ﷺ یہ چاہتے تھے کہ اے بلال رضی اللہ عنہ! کیونکہ تم اس عمل کی وجہ سے یہ فضل اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پا چکے ہو لہذا تم وہ عمل بیان کرتا کہ لوگوں کو بھی اس عمل کا شوق پیدا ہو۔ سرکار ﷺ نے فرمایا

☆ میں نے اپنے آگے جنت میں تیرے چلنے کی آواز اپنے کانوں سے سنی۔

☆ آپ ایمان سے بتائیں کیا معراج کی رات، حضرت بلال رضی اللہ عنہ حضور اقدس ﷺ کیساتھ گئے تھے؟ قطعاً نہیں تو آواز کہاں سے پیدا ہوئی؟ تو سرکار ﷺ نے سنا کیا؟ ارشد سعید۔ یہ میرا بیٹا ہے میں نے کل اسے "مختصر المعانی" پڑھائی ہے۔ اس میں یہ بات ہے کہ صدق و کذب کا مدار متکلم اور خبر کے اعتماد پر ہے۔ صدق (صدور) کا مطلب واقع کے مطابق اور مطابقت پر ہے۔ ارے! یہاں تو واقعہ کا تصور بھی نہیں ہے۔ سرکار ﷺ نے اپنے آگے جنت میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے چلنے کی آواز کو سنا۔ حضور ﷺ آواز کو کب سنیں گے؟ جب آواز کا وجود ہوگا اور آواز کا وجود کب ہوگا؟ جب حضرت بلال رضی اللہ عنہ چلیں گے اور چلیں گے کب؟ جب حضرت بلال رضی اللہ عنہ جنت میں ہونگے۔ ارے! وہ جنت میں حضور ﷺ کیساتھ گئے نہیں پھر چلے نہیں۔ جب چلے نہیں تو آواز پیدا ہوئی نہیں تو حضور ﷺ نے سنا کیا؟ تو کیا حضور اکرم ﷺ کی بات غلط ہو سکتی ہے؟ کیا واقع کے خلاف ہو سکتی ہے۔ ہرگز نہیں اور یہ واقعہ سرکار ﷺ معراج کی رات کا بیان فرما رہے ہیں۔ معراج کی رات حضرت بلال رضی اللہ عنہ سرکار ﷺ کیساتھ نہیں گئے تھے۔

☆ لیکن اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کیلئے اس بات پر قادر ہے کہ ایک ہی وقت میں انہیں دو جگہ موجود فرما دے تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ ایک ہی وقت میں زمین پر بھی موجود تھے اور آسمان پر بھی۔

السلام علیك ایها النبی ورحمته الله و برکاته السلام علینا و علی عباد الله الصالحین

☆ بہرحال! میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ کیا حضور اقدس ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے چلنے کی آواز کو سنا کہ نہیں سنا؟

☆ اب اس کی دو صورتیں ہیں۔

☆ ایک صورت تو یہ ہے کہ حضرت بلال ؓ کو ایک ہی وقت میں معراج کی رات کو دو جگہ مان کر ایک بڑا پہاڑ اپنے سینے پر رکھ لیا اگر تم نے بیان کیا تو تمہاری مہربانی۔

☆ دوسری بات یہ ہے کہ سیدنا محمد ﷺ نے واقعہ سے پہلے حضرت بلال ؓ کے آگے چلنے کا سن لیا۔ جبکہ قیامت کا دن پچاس پچاس ہزار سال کا ہوگا۔ اتنی لمبی مدت کے بعد پیدا ہونیوالی آواز کو حضور اقدس ﷺ پہلے سن رہے ہیں۔

☆ یہاں ایک شبہ پیدا ہوتا ہے کہ حضرت بلال ؓ حضور اقدس ﷺ کے غلام ہیں لیکن حضرت بلال ؓ حضور اقدس ﷺ کے آگے آگے جنت میں داخل ہوئے۔ جبکہ غلام کا کام ہے پیچھے چلنا "فاتبعونی" "میرے پیچھے رہو۔ حضرت بلال ؓ آگے کیسے چلے؟

☆ اسکا جواب یہ ہے کہ حضرت بلال ؓ خدا کی قسم میرے آقا ﷺ کے خادم بن کر آگے چلے اور وہ خدمت سر انجام دی جو آگے جا کر ہی انجام دی جا سکتی ہے۔ اس حدیث پاک کو امام کبلی اور غالباً ابن حذیفہ ؓ نے بھی روایت کیا ہے۔ حضور اقدس ﷺ اپنی اونٹنی پر سوار ہونگے اور اونٹنی کی مہار حضرت بلال ؓ کے ہاتھ میں ہوگی اور مہار پکڑنیوالا آگے آگے ہوتا ہے ویسے ہی حضرت بلال ؓ آگے آگے جنت میں داخل ہوں گے۔ مجھے ایک اور واقعہ یاد آیا کہ جب محمود غزنوی کی سواری نکلنے والی ہوتی تھی تو غلام ایاز پہلے آگے نکل جاتے تھے کہ کسی نے ایاز سے کہا۔

☆ اے ایاز! اپنی قدر کو پہچان محمود غزنوی پیچھے آرہا ہے اور تو آگے نکل آیا ہے۔

☆ اسنے کہا کہ تم یہ نہ سمجھو کہ میں بادشاہ کی توہین کیلئے آگے نکل آیا ہوں بلکہ

من ستارہ صبحا

کہ در طریق ادب

ہمیں در پیش

روی آفتاب می

آفتد

☆ میں وہ صبح کا ستارہ ہوں کہ جو آفتاب کے طلوع ہونے سے پہلے نکلتا ہے کہ لوگ سمجھ لیں کہ آفتاب عالم طلوع ہونیوالا ہے۔

☆ بلاشبہ وہی آواز ہے جو قیامت کے دن حضرت بلال ؓ کی اونٹنی کے آگے آگے چلنے میں جنت میں پیدا ہوگی۔ یہ ہے انبیاء کا ادراک اور علم۔ آواز بھی پیدا نہیں ہوئی۔ میرے آقا ﷺ نے پہلے ہی سن لی۔ کیوں؟ اسلئے نبی کی عقل اور حواس کا مقابلہ کائنات کی عقلیں اور حواس نہیں کر سکتے اور نبی کو جو خبر ملتی ہے اسکا مقابلہ دنیا کی کوئی چیز نہیں کر سکتی۔ کیونکہ نبی کو غیب کی خبر ملتی ہے۔ اب غیب کی خبر کوئی کہاں سے لائے گا؟ یہ تو اللہ تعالیٰ ہی غیب کی خبر دے گا اسکو ملے گی اور اللہ تعالیٰ غیب کی خبریں اپنے نبیوں کو دیتا ہے۔

وما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء (آل عمران ۱۷۹)

ترجمہ☆ اور اللہ تعالیٰ کی شان نہیں کہ تم کو غیب پر مطلع کرے۔ ہاں اللہ تعالیٰ چن لیتا ہے جسے چاہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔

☆ یعنی اللہ تعالیٰ ہر ایک کو غیب کی خبریں نہیں دیتا۔ اللہ تعالیٰ اپنی غیب کی خبروں کیلئے اپنے نبیوں کو چن لیتا ہے۔

☆ بہر حال! اللہ تعالیٰ نے ہر کمال اپنے محبوب ﷺ کو عطا فرمایا اور اسلئے سرکار کا نام محمد ﷺ رکھا۔ معراج کی رات سرکار زماں و مکاں کو نیچے چھوڑ گئے۔ اگر فلسفیوں سے پوچھیں کہ زمانہ کیا ہے؟ تو وہ کہیں گے کہ "زماں مقدر بحرکت" "مقدار حرکت زمانہ ہے" اور وہ فلک

الحرکت کی مقدار کو زمانہ کہتے ہیں۔ جب آقائے نامدار حضور اقدس ﷺ عرش کے اوپر گئے تو متحرک نیچے رہا اور جب متحرک نیچے رہا تو مقدار حرکت بھی نیچے رہی اور جب حرکت نیچے رہی تو گویا زمانہ نیچے رہا اور مکان بھی نیچے رہا۔ مکان کیا ہے؟ فلسفیوں سے پوچھیں کہ مکان کیا ہے؟ تو بتائیں گے کہ "جس میں حاوی کا سطح باطن محوی کے سطح ظاہر سے مماس کرے" مکان کہتے ہیں حاوی اور محوی نیچے رہ گیا یعنی حاوی کا سطح باطن اور محوی کا سطح ظاہر نیچے رہ گیا تو نتیجہ یہ ہوا کہ مکان نیچے رہ گیا اور محمد مصطفیٰ ﷺ اونچے ہو گئے۔

☆۱ النبی – لخبر

☆۲ النبی – الخبر

☆۳ النبی – الخارج ☆٤

النبی – الخرج

☆۵ النبی – الظاہر

☆٦ النبی الطریق الواضح

☆۷ النبی السامع الصوت الخفی ☆۸

النبی – المقام المرتفع

☆ آٹھ معنی النبی کے ہوئے آپ آٹھ معنی کی کیا بات کرتے ہیں؟ میں بار ہا کہہ چکا ہوں کہ جو کمال و جمال جو خوبی اور وصف سب جہاں جمع ہوں اسی کو محمد کہتے ہیں اور یہ میں نہیں کہتا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

ان اللہ ملئکۃ یصلون علی النبی یا یھا الذین امنوا صلوا علیہ وسلمو تسلیما (احزاب ۵٦)

☆ کی آیت کی تفسیر میں امام بخاری نے امام المفسرین حضرت العالیہ رضی اللہ عنہ جو سیدنا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھنے والے ہیں کا قول روایت کیا ہے؟

صلواۃ اللہ ثناءہ علیہ عند الملائکۃ

ترجمہ ☆ اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں کے نزدیک اپنے حبیب ﷺ کی ثنا فرماتا ہے۔

صلواۃ اللہ ثناءہ علیہ عند الملائکۃ

☆ یہ جملہ بڑا چھوٹا سا ہے مگر اسکے معنی اتنا وسیع ہیں کہ سب کچھ ختم ہو سکتا ہے مگر اسکے معنی ختم نہیں ہو سکتے کیونکہ

ان اللہ ملئکۃ یصلون علی النبی یا یھا الذین امنوا صلوا علیہ وسلمو تسلیما

☆ میں "یصلون" ایک مضارع کا صیغہ ہے تمام علماء کے نزدیک یہ ایک مضارع استمرار ہے اسمیں مضارع استمرار کے معنی پائے جاتے ہیں تو اسکا یہ مطلب ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی صلواۃ میں استمرار ہے اللہ تعالیٰ کی صلواۃ دائماً اور مستقلاً ہے اور صلواۃ کیا ہے؟ صلواۃ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں کے نزدیک اپنے محبوب ﷺ کی ثنا فرما رہا ہے اور ثناء کیا ہے؟ ثناء کا معنی ہے کسی کی تعریف یعنی کسی کی خوبیاں بیان کرنا۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب ﷺ کی خوبیاں بیان فرما رہا ہے اور یہ خوبیاں فرمانے کا سلسلہ ختم نہیں ہوتا کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ثناء کا سلسلہ دائماً مستقلاً جاری ہے۔ اگر ثناء کا سلسلہ ختم ہو جائے تو دوام اور استمرار کہاں رہا؟ اور خوبیوں کا سلسلہ تب ختم ہو جب خوبیاں ختم ہو جائیں۔ میرے آقا ﷺ آپ پر کروڑوں الصلواۃ والسلام ہوں نہ آپ ﷺ کی خوبیاں ختم ہوتیں ہیں نہ خوبیوں کا بیان۔

☆ کیا خوبیاں عیب کی ہوتی ہیں یا حسن و جمال کی ثناء حسن کی ہوتی ہے۔ نہ کہ عیب کی عیب کوئی خوبی کی بات نہیں خوبی کی بات حسن تو معلوم ہوا کہ میرے آقا ﷺ میں خوبیاں ہیں۔ عیب ہے ہی نہیں خوبیوں کے بیان کا سلسلہ تب ختم ہو جب کوئی عیب اور نقص آئے اور جب کوئی عیب اور نقص آئے گا تو اللہ تعالیٰ کی ثناء کا بیان ختم ہو جائے گا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی ثناء میں دوام اور استمرار ہے اسلئے میرے آقا ﷺ مخلوقیت میں سب عیبوں سے پاک ہیں۔ آپ ﷺ سراپا حسن و جمال ہیں۔

☆ عیب کا تصور ہی آپ ﷺ کی بارگاہ میں رہ نہیں پاتا لفظ "محمد" کے معنی ہی بے عیب ہیں ویسے لفظ "محمد" اسم مفعول کا صیغہ ہے۔ مگر یہ مبالغہ کے معنی بھی دیتا ہے۔ اسلئے جب محدثین نے لفظ "محمد" کا ترجمہ کیا تو پڑھ کر گلستان ایمان میں بہار آ گئی۔ اے ملا علی قاری تجھ پر کروڑوں رحمتیں ہوں آپ لفظ "محمد" کا ترجمہ فرماتے ہیں

الذی حمد مرة بعد مرة والذی حمد کرة بعد کرة

ترجمہ☆ محمد وہ ہے جسکی بار بار تعریف کیجائے اور بے شمار حمد کی جائے۔ (القاموس المحیط ج اول ص ۲۹۹)

☆ آپ کہیں گے کہ بار بار اور بے شمار حمد تو اللہ ﷻ کی ہوتی ہے۔ اللہ ﷻ فرماتا ہے۔

سبح اللہ ما فی السموت والارض

ترجمہ☆ اللہ ﷻ کی تسبیح کی ہر اس چیز نے جو آسمانوں اور زمینوں میں ہے۔ (سورۃ الحدید ا)

☆ اور اللہ ﷻ فرماتا ہے

وان من شیء الا یسبح بحمد

ترجمہ☆ اور کوئی چیز نہیں جو اسکی حمد کیساتھ اسکی تسبیح نہ کرتی ہو۔ (بنی اسرائیل ۴۴)

☆ یعنی کائنات کا کوئی ذرا نہیں جو اللہ ﷻ کی حمد نہ کرتا ہو سب سے زیادہ اور بار بار حمد تو اللہ ﷻ کی ہوتی ہے اور ہم ہر نماز میں الحمد للہ رب العالمین پڑھتے ہیں۔ اسلئے محمد اللہ ﷻ کا نام ہونا چاہئے تھا کیونکہ لفظ محمد کے معنی ہیں "بار بار اور بیشمار حمد کیا ہوا" لیکن اللہ ﷻ کا نام "محمود" ہے "محمد" نہیں۔ میرے آقا ﷺ کا نام پاک "محمد" بھی اور "محمود" بھی کیا آپ نے وہ حدیث پاک نہیں پڑھی جو حضرت حسان بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ نے بارگاہ نبوت میں عرض کیا۔

وشق لہ من اسمہ لیجلہ فذ و العرش محمود وھذا محمد

ترجمہ☆ کہ اللہ ﷻ نے ایک ہی لفظ سے اپنا نام نکالا ہے اور اپنے محبوب کا بھی۔ عرض کرتے ہیں کہ عرش والا محمود ہے اور یہ محمد جلوہ گر ہیں۔

☆ بلاشبہ اللہ ﷻ کی حمد بار بار ہوتی ہے اور بے شمار ہوتی ہے اللہ ﷻ خود فرماتا ہے

وانمن شیء الا یسبح بحمدہ

ترجمہ☆ اور کوئی چیز نہیں جو اسکی حمد کیساتھ اسکی تسبیح نہ کرتی ہو۔ (بنی اسرائیل ۴۴)

☆ یعنی کائنات کا ہر ذرہ جن وانس، پرند وچرند، جمادات ونباتات الغرض کائنات کی تمام مخلوق حمد باری تعالیٰ کرتی ہے "امنا و صدقنا" مگر محمد ﷺ کی حمد کون بیان کرتا ہے؟ ابھی بخاری شریف سے حضرت ابوالعالیہ رضی اللہ عنہ کا قول میں نے پڑھا ہے کہ

صلواة اللہ ثناء علیہ عند الملئکة

ترجمہ☆ محمد ﷺ کی حمد تو خود خالق فرما رہا ہے اور خالق کی حمد تو مخلوق کرتی ہے۔

☆ کس کی حمد زیادہ ہوگی؟ خالق کی حمد زیادہ ہوگی یا مخلوق کی؟ جسکی حمد زیادہ ہوگی وہی "محمد" ہوگا کہ محمد ﷺ کی حمد اللہ ﷻ فرما رہا ہے۔ اسکا مطلب یہ نہیں کہ حضور ﷺ کی تعریف اللہ ﷻ سے زیادہ ہے بلکہ یوں کہو کہ اللہ ﷻ اپنے محبوب ﷺ کی جو تعریف فرما رہا ہے اسلئے کہ وہ (محبوب) ہیں (اللہ ﷻ) کے حسن وجمال کا آئینہ ہے۔

انا مراة جمال الحق

ترجمہ☆ میں حق کے جمال کا آئینہ ہوں۔

☆ اللہ ﷻ تو اپنے حسن وجمال کے جلووں کی تعریف فرما رہا ہے۔ تو جب اللہ ﷻ نے اپنے حسن وجمال کی تعریف فرمائی تو وہ اللہ ﷻ کی تعریف ہوئی۔ اسلئے حضور ﷺ کی جتنی تعریف کرو گے اللہ ﷻ کی تعریف ہوگی۔ معلوم نہیں یہ لوگ حضور ﷺ کی تعریف سے کیوں گھبراتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حضور کی تعریف مت کرو۔

☆ حضور ﷺ کے حسن کی تعریف اللہ ﷻ کے حسن کی تعریف ہے کیونکہ حضور ﷺ کا حسن اللہ ﷻ کے حسن کا جلوہ ہے۔ حضور ﷺ کا علم اللہ ﷻ کے علم کا جلوہ ہے۔ حضور ﷺ کی قدرت اللہ ﷻ کی قدرت کا جلوہ ہے لہٰذا جو سیدنا مصطفیٰ ﷺ کے کمالات کی تعریف ہے وہ ہر کمال اللہ ﷻ کے کمال کی تجلی ہے تو جب رسول ﷺ کا ہر کمال اللہ ﷻ کے کمال کی تجلی ہے تو رسول ﷺ کی جو تعریف ہوگی۔ خدا کی قسم! وہ رسول ﷺ کی تعریف بعد کو ہوگی پہلے اللہ ﷻ کی تعریف ہوگی۔ اب یہ شبہ بھی دور ہوگیا کہ یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کی تعریف اللہ ﷻ سے زیادہ کرتے ہیں۔ ہم نے "صلوٰۃ اللہ ثناء علیہ عند الملئکۃ" کی بنا پر محمدیت کے پہلو کو واضح کیا ہے اور اللہ ﷻ اپنے محبوب کی خود ہی تعریف فرما رہا ہے۔

☆ محترم حضرات! غالب کا عقیدہ کیسا بھی ہو مگر وہ ایک شعر اچھا کہہ گئے ہیں

غالب ثنائے خواجہ

بیزداں گزا

کاں ذات پاک

مرتبہ دان محمد

است

☆ اللہ ﷻ نے اپنے محبوب کو اپنے حسن و جمال کا آئینہ بنایا۔ اسلئے انکے مرتبہ اللہ ﷻ کے سوا کون جان سکتا ہے؟

لم تعرفنی حقیقۃ غیر ربی

☆ جب ان ﷺ کے مرتبے کو اسکے سوا کوئی جان ہی نہیں سکتا۔ تو ان ﷺ کی شان اللہ ﷻ کے سوا کون بیان کرسکتا ہے؟ ہم تو تعریف اپنے نفع کی خاطر کرتے ہیں کہ جسکا کھاتے ہیں اسی کا گاتے ہیں ورنہ حضور ﷺ کی تعریف اللہ ﷻ ہی کرتا ہے۔

صلوٰۃ اللہ ثناء علیہ عند الملئکۃ

☆ عزیزان محترم! لفظ محمد کے معنی ہر حسن و جمال کا مجسمہ حسن و جمال سے متصف ہر خوبی والا اور ہر عیب سے پاک کے ہیں۔

☆ لوگ کہتے ہیں کہ تم نے رسول کو بے عیب کہہ دیا جبکہ ہم بچپن سے اللہ ﷻ کا بے عیب ہونا سنتے آئے ہیں گویا تم نے رسول ﷺ کو اللہ ﷻ بنا دیا۔

☆ میں کہتا ہوں۔ اللہ ﷻ ہر عیب سے پاک ہے اور رسول بھی ہر عیب سے پاک ہے۔ مگر الوہیت کا ہر عیب سے پاک ہونا اللہ ﷻ کی شان کے لائق ہے اور رسول ﷺ کا ہر عیب سے پاک ہونا رسول ﷺ کی شان کے لائق ہے۔ اللہ ﷻ کیلئے اولاد عیب ہے مگر حضور اقدس ﷺ کیلئے نسل کا نہ ہونا عیب تھا۔ جب آپ ﷺ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم ؓ فوت ہوئے تھے تو دشمن نے آپ ﷺ کو بے اولاد ہونے کا طعنہ دیا تھا مگر اللہ ﷻ نے اس دشمن کی نسل کو منقطع کردیا اور آپ ﷺ کو خیر کثیر عطا فرما کر آپ ﷺ کی نسل کو حضرت فاطمہ الزاہرہ ؓ سے جاری کردیا۔ اللہ ﷻ کیلئے نسل کا ماننا عیب ہے اور رسول اقدس ﷺ کیلئے نسل کا نہ ماننا عیب ہے۔ اللہ ﷻ بھی عیب سے پاک ہے اور رسول بھی عیب سے پاک ہے۔ اللہ ﷻ شان الوہیت میں عیب سے پاک ہے اور حضور محمد ﷺ شان نبوت میں عیب سے پاک ہیں۔ میں صاف کہتا ہوں اللہ ﷻ خالق ہوکر بے عیب ہے اور آپ ﷺ عبد ہوکر بے عیب ہیں۔ لہٰذا اللہ ﷻ کی بے عیبی انکی شایان شان ہے یہ کہنا کہ تم نے رسول کو خدا بنا دیا ہے یہ تمہاری غلط فہمی ہے۔

☆ بہرحال! اللہ ﷻ فرماتا ہے

وما محمد الا رسول

☆ اللہ ﷻ نے حضور ﷺ کو محمد ﷺ فرما کر رسول ہونے پر محصور فرما دیا اور "محمد" کے کیا معنی ہیں یعنی جسکی بار بار اور کثرت سے حمد و ثناء ہوتی ہو۔ وہی "محمد" ہوتا ہے۔

☆ عزیزان محترم! اللہ ﷻ واحد اور احد ہے لیکن اسکی شان کا ظہور عالم کثرت سے ہوتا ہے اگر عالم کثرت ہمارے سامنے نہ ہو تو اسکی شانوں کا ظہور نہ ہوتا تو ہم اسکی حمد وثناء کیسے بیان کرتے؟ بہر نوع! میرے آقا ﷺ مظہر شان الوہیت' مظہر ذات واجب اور مظہر اسم اللہ ﷻ ہیں۔ اس اعتبار سے حضور ﷺ تمام کثرت کا مبدا اور منتہا ہیں۔ لہذا اللہ ﷻ کی جتنی شان جتنے اوصاف وکمالات اور حسن وجمال حضور ﷺ کی ذات میں ظاہر ہوئے اور کہیں ہو ہی نہیں سکتے۔ اللہ ﷻ نے اپنے حسن کو جہاں جس جگہ ظاہر فرمایا اس حسن کا جلوہ اپنے حبیب ﷺ میں رکھ دیا بس بات ختم ہو گئی۔

☆ اے سنیو! تمہیں مبارک ہو تم بڑے خوش نصیب ہو۔ تمہارا ذہن حضور ﷺ کی خوبیوں اور آپ ﷺ کے حسن وجمال کو تلاش کرنے کا کام کرے گا۔ تمہارے علم کی شعاعیں کتب تواریخ' کتب واحادیث اور علوم دینیہ کی کتب میں پھیلیں گی اور تمہاری نگاہوں کا ہر پہلو میرے آقا ﷺ کے حسن وجمال عظمت علم قدرت اور اختیار کو ثابت کرنے کیلئے اٹھے گا۔ لیکن اسکے برعکس وہ لوگ بھی ہیں جو اس کوشش میں ہیں کہ معاذ اللہ کہ کہیں کوئی عیب اور نقص نظر آ جائے۔ کہیں حضور ﷺ کے علم کی نفی کہیں آپ ﷺ کی قدرت واختیار کی نفی مل جائے اور وہ اپنے علم کو حضور ﷺ کے کمال کی نفی تلاش کرنے کیلئے استعمال کر رہا ہے۔ وہ علم' علم ہی نہیں وہ جہل ہے۔ اے سنی! تیری مثال اس بلبل کی سی ہے جو جب اڑتی ہے تو اسکی نگاہ پھولوں کی تلاش میں ہوتی ہے کہ کہیں نظر آ جائے اور وہ اتر جائے اور ان لوگوں کی مثال (گدھ) کرگس کی سی ہے کہ جب اڑتا ہے تو اسکی نگاہ بھی رہتی ہے کہ کہیں کوئی مردار نظر آئے تو وہ اتر جائے بس اپنا اپنا مقدر اور اپنا اپنا نصیب۔

☆ بہر نوع! وہ لوگ نصیحت اور عبرت حاصل کریں جو مسلمانی دعویٰ کے باوجود حضور ﷺ میں نقص اور عیب تلاش کرنیکی کوشش میں رہتے ہیں۔ ایسا وطیرہ تو قرون اولی کے لوگوں نے بھی اختیار نہیں کیا تھا جو ایمان نہیں لائے تھے۔ (وہ محمد ﷺ کہہ کر نقص تلاش کرنیکے قائل نہیں تھے)۔ آخر میں ایک حدیث پر ایک بات کہہ کر کلام کا سلسلہ ختم کرتا ہوں۔ اس حدیث پاک کو طبرانی اور ابوداؤد شریف کے علاوہ اور محدثین نے بھی روایت کیا ہے۔ آپ لوگوں نے ابوداؤد میں پڑھا ہوگا کہ مشرکین مکہ نے آپ ﷺ کا نام لیکر ہجو۔ مذمت اور برائی کے طور پر قصیدے لکھنے شروع کئے۔ انہوں نے سوچا کہ ہم محمد بھی کہتے ہیں اور معاذ اللہ "محمد" میں عیب اور نقص بھی تلاش کرتے ہیں۔ گویا ہم اپنا منہ آپ ہی کالا کرتے ہیں اب دو ہی صورتیں ہیں یا محمد کہنا چھوڑ دیں یا عیب نکالنا چھوڑ دیں۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے عیب تو نکالنا ہی ہے کیونکہ ہماری دشمنی ہمیں مجبور کرتی ہے کہ معاذ اللہ انکی شان میں گستاخی کریں ہجو کریں۔ چنانچہ انہوں محمد کہنا چھوڑ دیا اور اب انہوں نے "مذمم" کہنا شروع کر دیا جسکے معنی ہیں مذمت کیا ہوا تو اب وہ حضور ﷺ کی ہجو محمد کہہ کر نہیں کرتے تھے۔ بلکہ مذمم کہہ کر کرنے لگے تھے کہ مذمم میں یہ نقص ہے' یہ خرابی ہے۔ مشرکین مکہ نے اب تو آپ ﷺ کا نام لینا بھی چھوڑ دیا ہے۔ اب آپ ﷺ کی شان میں جو ہجو کرتے ہیں تو لفظ مذمم بول کر کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ لفظ مذمم میں یہ خرابی ہے' یہ عیب ہے' یہ نقص ہے تو سرکار ﷺ نے کیا فرمایا؟ میرے آقا ﷺ آپ ﷺ کی عظمتوں کو کائنات جھک کر سلام کرتی ہے میں تو اس قابل بھی نہیں کہ جھک کر سلام کروں میں کیا کروں میرا دل بارگاہ نبوت کی عظمتوں کے سامنے جھکتا ہے۔ جب سرکار ﷺ کے سامنے یہ کہا گیا کہ وہ محمد ﷺ نہیں کہتے بلکہ "مذمم" کہہ کر ہجو کرتے ہیں تو سرکار ﷺ نے یہ فرمایا

ابوهر الا تعجبون كيف يصرف الله عنى شتم قريش ولعنهم يشتمون مذمما وانا محمد

ترجمہ ☆ بخاری میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت محمد ﷺ نے فرمایا کیا تم کو تعجب نہیں آتا کہ کیونکہ حق تعالی میری طرف سے قریش کی گالی اور لعنت کو پھیرتا ہے وہ گالی

دیتے ہیں کہ مذمم کو اور میں تو محمد ہوں۔

☆ اے میرے غلاموں! ذرا دیکھو تو سہی کہ اللہ عزوجل نے انکی بدگوئی کو کس طرح مجھ سے دفع فرمایا؟ وہ کسی نام کو برا کہتے ہوں کہا میں تو محمد ﷺ ہوں۔

☆ اللہ عزوجل نے اپنے محبوب ﷺ کو "محمد" فرمایا اور انہیں کے نور مبین کو اللہ عزوجل نے اپنے نور کی تجلی سے ظاہر فرمایا اور پھر اس نور مبین کی تجلی فرمائی اور پھر اس نور کی تجلی کے حصے بنائے اور پھر ان تجلی کے حصوں کو تقسیم فرمایا (ان سے) زمین و آسمان عرش و کرسی لوح قلم اور فرشتوں کو پیدا فرمایا۔ وہی نور مبین جسکے جلوؤں سے کائنات کو پیدا فرمایا۔ 70000 حجابات عظمت میں ترتیب پاتا رہا پھر آدم علیہ السلام کی پشت پناہی کیلئے وہی نور مبین پشت مبارک میں رکھا گیا اور نور مبین کے جلوے حضرت آدم علیہ السلام کی پیشانی میں چمکتا رہا اور وہی نور مبین حضرت آدم علیہ السلام اور حوا علیہا السلام سے لیکر سرکار ﷺ کے والدین کریمین طیبین طاہرین حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اور حضرت بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا تک پہنچا اور وہ نور مبین آمنہ طاہرہ طیبہ رضی اللہ عنہا کے شکم اقدس سے بروز پیر بارہ ربیع الاول کے مبارک مہینے میں صبح صادق کے وقت جلوہ گر ہوا۔ صبح صادق کے وقت حکمت یہ تھی کہ رات تو بھی میرے محبوب ﷺ کی ولادت کی برکتوں سے مستفید ہو جا اور اے دن تو بھی میرے محبوب ﷺ کی ولادت کے لمحات سے مستفید ہو جا۔ اگر کوئی یہ کہے کہ ایسا وقت مغرب کو بھی ہوتا ہے لیکن اس میں بڑا فرق ہوتا ہے کیا؟ کہ مغرب کے وقت دن جارہا ہے اور ظلمت آرہی ہے۔ لیکن صبح صادق کیوقت رات جارہی ہے اور دن آرہا ہے اندھیرا جارہا اور روشنی آرہی ہے ظلمت جارہی ہے اور نور آرہا ہے کہ

قد جاء کم من اللہ نور و کتاب مبین

ترجمہ☆ بیشک جلوہ گر ہوا تمہارے پاس اللہ عزوجل کیطرف سے نور اور روشن کتاب۔ (المائدہ ۱۵)

☆ امام ابن کثیر نے "البدایہ والنہایہ" میں یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت آمنہ طاہرہ وطیبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ

ترجمہ☆ مجھ سے نور ہی نور ظاہر ہوا اور اس نور مبین سے میرا مکان روشن ہوگیا۔

☆ مکہ مکرمہ روشن ہوگیا اور اس نور مبین کی روشنی میں بصرہ میں موجود ایک قطار میں مڑی ہوئی گردن والے اونٹ کا مشاہدہ فرمایا "انما انا بشر مثلکم" کی آیت پڑھ کر حضور کی نورانیت کی نفی ثابت کرنا ایسا ہے جیسا کہ اس آیت سے رسالت کی نفی ثابت کرنا وہ باطل ہے لہذا یہ بھی باطل ہے۔

☆ میرے آقا ﷺ رسول ہونے پر بالنسبت الی الالوہیت محصور ہیں اور بشریت پر محصور ہوں تو بشریت کی نفی نہیں ہوتی اگر آپ بشریت پر محصور ہوں تو آپ ﷺ کی نورانیت کی نفی نہیں ہوتی اور نور مبین جلوہ گر ہوا۔ ملائکہ آئے حوران جنت آئیں تو سب نے "صلواۃ وسلام" پڑھا۔ لہذا میں چاہوں گا کہ ان کی اقتدا میں ذکر ولادت کی برکات حاصل کرنے کیلئے ذکر ولادت کی خوشی میں حضور ﷺ پر صلواۃ وسلام پڑھیں۔

وما علینا الا البلاغ

عقائد اہل سنت

☆ حضرات محترم! ہم سب مسلمان ہیں اور ہمارا کلمہ طیبہ "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" ہے۔ اسکے معنی ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود "الہ" اور پوجا کے لائق نہیں۔ جناب محمد مصطفی

ﷺ اللہ کے سچے رسول ہیں اور اللہ کے سوا کوئی "الٰہ" نہیں وہ ایک ہی "الٰہ" ہے۔

الٰهكم اله واحد

ترجمہ☆ تمہارا معبود ایک معبود ہے۔(البقرہ ۱۶۳)

☆ توحید سارے دین کی جڑ اور بنیاد ہے کہ اللہ "الٰہ" ہے۔ اللہ فرماتا ہے

ولو كان فيهما الهة الا الله لفسدتا

ترجمہ☆ اگر آسمان اور زمین میں اللہ کے سوا اور معبود ہوتے تو ضرور وہ تباہ ہو جاتے (الانبیاء ۲۲)

☆ سارے جہانوں میں فقط اللہ ہی "الٰہ" ہے۔ اگر اللہ کے سوا کوئی اور "الٰہ" ہوتے تو کیا ہوتا؟ "لفسدتا" تو کائنات کا نظام فاسد ہو جاتا، تباہ ہو جاتا۔ کیوں؟ وجہ یہ تھی کہ "الٰہ" وہ ہوتا ہے کہ جو وہ چاہے وہ ہو جائے۔ اگر اللہ کے چاہنے کے باوجود کچھ نہیں ہوتا تو گویا وہ اللہ ہی نہیں ہے۔ کیونکہ اللہ کیلئے کوئی کام ناممکن نہیں ہے۔

☆ اگر کئی خدا ہوتے تو ہر "الٰہ" یہی چاہتا کہ میری مرضی پوری ہو۔ کوئی چاہتا کہ زید زندہ رہے اور کوئی چاہتا کہ مر جائے تو اسطرح ان "الٰہوں" میں اختلاف ہو جاتا۔ تو نتیجہ کیا ہوتا؟ کہ نظام کائنات درہم برہم ہو جاتا۔ اگر کوئی کہے کہ فساد نہ ہو ان میں کسی ایک کی بات پوری ہو جائے اور دوسرے کی بات پوری نہ ہو تو میں کہوں گا کہ جسکی بات پوری ہو وہی "الٰہ" ہوگا اور جسکی بات پوری نہ ہو سکے وہ "الٰہ" نہیں ہو سکتا لہذا "الٰہ" وہی ایک ہی ہوگا جسکی ہر بات پوری ہو جائے اور وہ کسی کے ماتحت نہ ہو، کسی کے حکم کے نیچے نہ ہو اور نہ کسی سے مغلوب ہو، سب اسکے حکم کے ماتحت ہوں، سب اسکے مغلوب ہوں اور سب اسکے نیچے ہوں اور وہ سب کے اوپر ہو۔ عرب کے مشرک کہتے تھے کہ زمین و آسمان کو اللہ ہی نے پیدا کیا ہے مگر لات، مناۃ، یعوق، نائلہ، نصر بھی "الٰہ" ہیں اور جب حضور ﷺ نے فرمایا "لا الٰہ الا اللہ" اللہ کے سوا کوئی "الٰہ" نہیں۔ تو وہ مشرک کہنے لگے۔

جعل الالهة الها واحدا

ترجمہ☆ یعنی یہ کیسے رسول ہیں کہ جنہوں نے بہت سے معبودوں کا ایک ہی معبود بنا دیا۔(سورۃ ص آیت ۴)

☆ تو پتہ چلا کہ عرب کے مشرک بہت سے معبودوں کے قائل تھے اور معبود وہ ہوتا ہے جو کسی سے مغلوب نہ ہو، وہ سب پر غالب ہو، وہ کسی کا محکوم نہ ہو، وہ سب کا حاکم ہو۔ تو اب یہ تو ممکن نہ تھا کہ بہت سے "الٰہوں" کا حکم بہت سے معبودوں کا حکم سب پر غالب ہو۔ یہ تو محال تھا اور جو چیز محال ہو وہی شرک ہوا کرتی ہے اور جو چیز ممکن ہو وہ شرک ہو ہی نہیں سکتی۔ کیونکہ یہ بات محال تھی کہ لات، مناۃ، یعوق، نصر، نائلہ، ہبل یہ تمام کے تمام "الٰہ" ہو جائیں اور ہبل تمام پر غالب ہو جائے۔ یہ ممکن ہی نہ تھا یہ محال تھا۔ تو اللہ نے فرمایا! تم کتنے بے وقوف ہو تم ایک محال کے قائل ہو گئے۔ حالانکہ اللہ فرماتا ہے

ولو كان فيهما الهة الا الله لفسدتا

ترجمہ☆ اگر آسمان اور زمین میں اللہ کے سوا اور معبود ہوتے تو ضرور وہ تباہ ہو جاتے۔

☆ کیونکہ ہر ایک یہ کہتا کہ اسکی بات پوری ہو اور جسکی بات پوری ہو جائے وہی "الٰہ" ہوگا اور جسکی بات پوری نہ ہو وہ "الٰہ" ہو ہی نہیں سکتا۔ اسلئے اللہ نے الوہیت اور توحید کی یہ دلیل قائم فرمائی کہ

ولو كا فيها الهة الا الله لفسدتا

ترجمہ☆ اگر آسمان اور زمین میں اللہ کے سوا اور معبود ہوتے تو ضرور وہ تباہ ہو جاتے۔

☆ ہم پر الزام ہے کہ ہم انبیاء علیہ اور اولیاء اللہ کیساتھ بعض اعتقادات کے بارے میں شرک کرتے ہیں۔ لیکن میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ہم ایک "الٰہ" کے سوا کسی کو "الٰہ" نہیں مانتے۔ اگر ہم کسی کو "الٰہ" مانتے تو محمد مصطفیٰ ﷺ کو "الٰہ" مانتے۔ خدا کی قسم! ہم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو بھی خدا نہیں مانتے کیونکہ وہ اللہ کے حکم کے نیچے اللہ کے اذن کے

ماتحت' اللہ کے ارادہ اور مشیت کے ماتحت ہیں۔ اللہ کسی کے ماتحت نہیں ہے جب ہم حضور ﷺ کے بارے میں یہ اعتقاد رکھتے ہیں تو کسی نبی یا ولی' خواہ اغواث ہوں یا اقطاب' نجبا ہوں یا نقباء' فرشتے ہوں یا جنات۔ اشارہ ہزار مخلوقات کا ہر فرد اللہ کے حکم کے ماتحت ہے۔ لہذا وہی "الہ" ہے۔ کوئی اور "الہ" نہیں ہوسکتا۔

شبہ

☆ پھر تم نبیوں اور ولیوں کے پاس جانے کا کیوں کہتے ہو۔ تو پھر ان کی بات کیوں کرتے ہو جبکہ "الہ" کی شان یہ ہے کہ

انه هو السمیع البصیر

ترجمہ☆ بیشک وہی خوب سننے والا دیکھنے والا ہے (المومن ۶۰)

☆ وہ عالم الغیب والشہادہ ہے۔ ہمارے ظاہر و باطن سے خوب آگاہ ہے اور پھر اسکا یہ فرمان اقدس بھی ہے کہ

ادعونی استجب لکم

ترجمہ☆ مجھ سے دعا کرو میں (ضرور) قبول کروں گا۔ (المومن ۶۰)

اجیب دعوة الداع اذا دعان فلیستجیبولی

ترجمہ☆ دعا کرنیوالے کی دعا کو (اپنی حکمت کے مطابق) قبول کرتا ہوں جب وہ مجھ سے دعا کرے (البقرہ ۱۸۶)

☆ جب اللہ یہ فرما رہا ہے کہ میں تمہاری حاجت سے آگاہ ہوں اور تمہاری دعاؤں کو سنتا اور قبول کرتا ہوں اور تمہارا عقیدہ بھی یہی ہے کہ ہمارا "الہ" ایک ہے تو پھر ادھر اُدھر تکنے کا کیا مطلب؟

شبہ کا ازالہ

☆ اللہ فقط "الہ" اور "سمیع و بصیر" نہیں ہے بلکہ وہ رازق' خالق اور شافی بھی ہے۔ اللہ فرماتا ہے

وکاین من دابة لا تحمل رزقها الله یرزقها وایاکم

ترجمہ☆ اور کتنے ہی جاندار زمین پر چلنے والے ہیں جو اپنا رزق (اپنے ساتھ) اٹھائے نہیں پھرتے۔ اللہ انہیں رزق دیتا ہے اور تمہیں (بھی) (العنکبوت ۶۰)

وما من دابة فی الارض الا علی الله رزقها

ترجمہ☆ اور زمین پر چلنے والا کوئی (جاندار) نہیں لیکن اللہ (کے ذمہ کرم) پر اسکا رزق ہے (ھود ۶)

خالق کل شیء

ترجمہ☆ ہر چیز کا بنانے والا (الانعام ۱۰۲)

واذا مرضت فهو یشفین

ترجمہ☆ اور جب مجھے بیماری لاحق ہو تو وہی مجھے شفا عطا فرماتا ہے (الشعرا ۸۰)

☆ اور اللہ نے انسان کو مٹی کے ست سے بنایا اور فرمایا کہ

لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم

ترجمہ☆ بیشک ہم نے انسان کو بہترین ساخت میں بنایا (التین ۴)

☆ اللہ نے انسان کو پیدا کیا۔ عورت اور مرد کے اجتماع کے بغیر پیدا کیا؟ ہرگز نہیں۔ خالق بھی اللہ ہے اور سبب بنانیوالا بھی تو اللہ ہے۔ مریض کو شفا اللہ ہی دیتا ہے مگر ڈاکٹر کے پاس جانا پڑتا ہے اسی طرح رزق وہی خدا دیتا ہے مگر زمینوں کی طرف اور دوسرے ذرائع کی طرف رجوع کرنا پڑتا ہے۔ ایک ظاہر ہے اور دوسرا باطن ہے۔ ظاہری سبب بھی وہی پیدا کرتا ہے اور باطنی سبب بھی وہی پیدا کرتا ہے۔ معلوم ہوا اور پتہ چلا کہ اللہ ہی دیتا ہے اور اللہ ہی حاجتیں پوری کرتا ہے اور کھولنے والا ہے۔ مگر اللہ نے جسطرح ظاہری حاجتوں کیلئے ظاہری اسباب بنا دیئے اسیطرح اللہ نے باطنی حاجتوں کیلئے باطنی اسباب بھی بنا دیئے۔

اللہ فرماتا ہے

ولوانهم اذ ظلموآ انفسهم جآءوك واستغفرلهم الرسول لوجد والله توابا رحیما

ترجمہ☆ اور اگر وہ کبھی اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھیں تو آجائے آپ کے پاس پھر مغفرت طلب کرے اللہ سے اور مغفرت طلب کرتا ہے۔ان کیلئے رسول تو ضرور پائے اللہ کو بہت توبہ قبول کرنیوالا۔(النساء۶۴)

☆ اللہ فرماتا ہے جن لوگوں نے اپنی جانوں پہ ظلم کئے گناہ اور ظلم کئے ہوئے ہوئے۔

ولو انهم اذ ظلموآ انفسم جآءوك

ترجمہ☆ تیرے پاس آکر وہ خدا سے مغفرت طلب کریں۔

☆ اور خالی انکا مغفرت طلب کرنا کافی نہیں ہوگا۔

واستغفرلهم الرسول

ترجمہ☆ اور مغفرت طلب کرتا ان کیلئے رسول۔

☆ رسول کی زبان کھلے تو کیا ہوگا؟

لوجدوالله توابارحیما

ترجمہ☆ تو ضرور پائے اللہ کو بہت توبہ قبول کرنیوالا' بے حد رحم فرمانیوالا۔

☆ یہ استغفار کیا ہے؟ یہ دعا ہے اور خود اللہ فرماتا ہے "اجیب دعوۃ الداع اذا دعان" خود خدا نے فرمایا

ادعونی استجب لکم

ترجمہ☆ مجھ سے دعا کرو میں ضرور قبول کروں گا۔

☆ معلوم ہوا کہ جسطرح "واذا مرضت فهو یشفین" کے باوجود ڈاکٹروں کو مریض کی شفایابی کا سبب بنایا اسی طرح "اجیب دعوۃ الداع اذا دعان" اور "ادعونی استجب لکم" کے باوجود "جآءوک" فرمایا اور رسول کو مغفرت کا سبب بنایا اور ان کو بھی دعاؤں کی قبولیت کا سبب بنایا ہے جنکا تعلق رسول سے ہے۔ مجھے اپنا واقعہ یاد آتا ہے کہ میں ایک دن حضور غوث بہاؤ الدین رضی کی بارگاہ اقدس کی زیارت سے صبح کے وقت آرہا تھا تو ایک غیر مقلد میرے پڑوس میں رہنے والا جس سے بے تکلفی تھی راستہ میں مل گیا اور فوراً اشارہ کیا کہ آپ وہاں سے آرہے ہیں تو میں نے کہا ہاں وہیں سے آرہا ہوں۔ کہنے لگا! آپ شرک نہیں چھوڑیں گے۔ میں نے کہا بڑا افسوس ہے ہم تو انکو وسیلہ مانتے ہیں۔ ہمارا معبود "الہ" ایک ہے ہم انکو اللہ کے حکم' اذن اور ارادہ کے ماتحت سمجھتے ہیں۔ یہ (اولیاء اللہ) اللہ کے اذن' حکم اور ارادہ کے بغیر کچھ نہیں کرسکتے لیکن اللہ کے اذن' حکم اور ارادہ سے' یہ سب کچھ کردیتے ہیں۔ اسلئے کہ اللہ نے انکو سبب بنایا ہے۔ لہذا ہم انکو سبب بنا کر جاتے ہیں۔ کہنے لگا یہی تو عرب کے مشرکین کہا کرتے تھے کہ ہمارے یہ بت ہمارے لئے وسیلہ ہیں' میں نے کہا انکو وہ تو معبود مانتے تھے۔ قرآن کہتا ہے

ما نعبدهم الا لیقربونا الی الله زلفی

ترجمہ☆ (وہ کہتے ہیں) ہم انکی عبادت نہیں کرتے مگر صرف اسلئے کہ یہ ہمیں اللہ کے قریب کردیں۔(الزمر۳)

☆ خدا کے قریب کرنیکا عقیدہ تو الگ رہا۔ خدا کے قریب تو وہ کرے گا جو خدا کے قریب ہوگا۔ بت تو خود ہی خدا کے قریب نہیں ہیں۔ جو خود راستہ بھولا ہوا ہو' وہ کس کو راہ بتائے گا؟ بلکہ وہ خود اقرار کرتے ہیں کہ "ہم عبادت کرتے ہیں" معلوم ہوا کہ وہ انکو معبود جانتے ہیں اور انکا قول قرآن میں یوں آیا ہے۔

اجعل الالهة الها واحدا

ترجمہ☆ یعنی یہ کیسے رسول ہیں جنہوں نے بہت سے معبودوں کا ایک ہی معبود بنادیا ہے۔(سورۃ ص۴)

☆ گویا وہ انکو "الہ" مانتے تھے اور "الہ" اسے کہتے ہیں جو کسی کے ماتحت نہ ہو۔

اسلئے انکا عقیدہ یہ تھا کہ خدا کا اذن ہو نہ ہو۔ ہمارا معبود جو چاہے گا کر دے گا۔ خدا اذن نہ دے تب بھی یہ ہماری شفاعت کر دیں گے۔ یہ خدا کے اذن کے محتاج نہیں رہے۔ کیونکہ یہ الوہیت کے درجہ پر فائز ہیں اور جو الوہیت کے درجہ پر پہنچ جائے وہ خدا کے ماتحت نہیں رہتا۔ پھر وہ آزاد ہو جاتا ہے۔ جیسے ریاستیں بڑی سلطنت کے آزاد کر دینے سے خود مختار ریاستیں بن جاتی ہیں۔ اب وہ بڑی حکومت کے حکم کے ماتحت نہیں رہتیں۔ اسی طرح خداوند کریم نے ان چھوٹے چھوٹے خداؤں (بتوں) کو آزاد کر دیا ہے کہ تم میرے حکم کے ماتحت نہیں ہو۔ اب تم جو مرضی آئے کرو۔ نعوذ باللہ من ذالک۔ الحمد للہ۔ ہمارا یہ عقیدہ نہیں ہے۔ ہم تو یہ کہتے ہیں کہ اللہ کے پیارے محبوب حضرت محمد ﷺ بھی خدا کے حکم کے ماتحت ہیں۔ لہذا الوہیت کا تصور بھی قائم نہیں ہوتا۔

شبہ

☆ اب یہ کہ ہم انکے پاس کیوں جاتے ہیں؟

شبہ کا ازالہ

☆ اسلئے کہ اللہ نے ہمیں انہیں کا در دکھایا ہے فرمایا "جآءوک"

شبہ

بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ آیت حضور سید عالم ﷺ کے زمانہ والوں کیلئے ہے۔

شبہ کا ازالہ

☆ تمہارا یہ اصول وہاں بھی غلط ہو گیا کیونکہ "ادعونی استجب لکم" بھی تو صحابہ کے زمانہ میں نازل ہوئی تھی۔ تو صحابہ نے یہ کیوں نہ کہا کہ اے اللہ! ادھر تو "جاءوک" کہ میرے محبوب کے پاس آجاؤ اور اُدھر "ادعونی استجب لکم" کہتا ہے کہ مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔ ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ یہ قرآن فقط حضور ﷺ کی حیات ظاہری کیلئے نہیں ہے بلکہ پورا قرآن ہمیشہ کیلئے ہے۔ لہذا غلط ہے کہ قرآن صرف صحابہ کیلئے ہے۔ بلکہ

تبرک الذی نزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعلمین نذیرا

ترجمہ☆ بڑی برکت والا ہے وہ جسنے فیصلہ کرنیوالی کتاب اپنے (مقدس) بندے پر اتاری تا کہ وہ تمام جہانوں کیلئے ڈرانیوالا ہو۔

☆ بلا قید زمان ومکان اللہ کی کتاب العالمین کیلئے ہے۔

شبہ

☆ اب ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایک امیر آدمی اپنے خرچہ سے مدینے جا کر "جآءوک" کا مصداق ہو سکتا ہے لیکن ایک غریب آدمی کیسے مدینے مبارک پہنچے؟

شبہ کا ازالہ

☆ جو لوگ ظاہری طور پر جا سکتے ہیں وہ جائیں۔ لیکن جو لوگ ظاہری طور پر نہیں جا سکتے وہ باطنی طور پر سرکار ﷺ کی بارگاہ میں حاضری دیں۔ وہ کیسے حاضری دیں؟ وہ اپنے اور سرکار ﷺ کے درمیان فاصلے کیسے ختم کریں؟ اسکا طریقہ خود اللہ نے بتایا ہے۔ اے میرے پیارے محبوب ﷺ! حقیقت ایمان تیری محبت کا نام ہے اور محبت کیا ہے؟ کہ محبّ کے قلب کے اندر محبوب کا سما جانا اور اتر جانا ہے۔ جب کسی کے دل میں محبوب اتر جائے تو محبّ محبوب کے ساتھ ہوتا ہے۔ جیسے زبان نبوت ﷺ نے فرمایا "المرء مع من احب" آدمی اسکے ساتھ ہے جسکو اسکی محبت ہے اور

عن انس لا یومن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین

ترجمہ☆ بخاری اور مسلم میں انس رضی سے روایت ہے کہ حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا کہ تم

میں سے کوئی مومن ہو ہی نہیں سکتا۔ جب تک میری محبت اسکے والدین' اسکی اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ نہ ہو جائے ۔(مشارق الانوار ص ۱۴)

☆ اور جب حضور ﷺ کی محبت ایمان کی حقیقت ہے تو محبت جہاں ہو محبوب وہاں ہوتا ہے۔ مگر فرق اتنا ہے کہ محبوب اور محب کے درمیان حجاب نہ رہے۔ یہ حجاب کیسے دور ہوگا؟ جتنی محبت غالب ہوتی جائیگی حجاب اٹھتا جائیگا۔ یہاں تک کہ جو لوگ حضور ﷺ کی محبت کامل کے درجہ پر پہنچتے ہیں ان کے اور حضور ﷺ کے درمیان کوئی حجاب باقی نہیں رہتا اور قرآن نے بھی اسکی حقیقت واضح فرمائی اللہ فرماتا ہے

النبی اولی بالمؤمنین من انفسھم

ترجمہ☆ یہ نبی ایمان والوں کیساتھ انکی جانوں سے زیادہ قریب ہیں۔(الاحزاب آیت ۶)

☆ اے اللہ کے بندو! تمہاری جانیں تم سے دور ہو سکتی ہیں مگر مصطفی ﷺ تم سے دور نہیں ہو سکتے۔ آپ کہیں گے کہ سرکار ﷺ تو ہمیں نظر نہیں آتے۔ تو میں کہوں گا کہ تو نے اپنے اور حضور ﷺ کے درمیان حجاب قائم کیا ہوا ہے۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی شامیانہ کے نیچے بیٹھ کر سورج کی شعاعوں سے دور ہو جائے۔ اگر آپ شامیانہ ہٹا دیں تو آپ کے اور سورج کی شعاعوں کے درمیان کوئی حجاب اور کوئی دوری نہیں رہے گی۔ اگر ہم معصیت اور گناہ کے حجابات دور کر دیں تو ہم بھی قریب ہو جائیں گے۔ ارے حجاب ڈال کر تم خود دور ہو گئے۔ وہ دور نہیں ہیں۔ "جاءوک" اور جنہوں نے حجاب ہٹایا انہوں نے ان آنکھوں سے جاگتے ہوئے حضور ﷺ کو دیکھا۔ اس پر میں اتنے دلائل پیش کر سکتا ہوں کہ میں بیان کرتے کرتے نہیں تھکوں گا اور آپ سنتے سنتے تھک جائیں گے۔ تفسیر روح المعانی جو علامہ سید محمود آلوسی بغدادی کی ہے۔ پوری تیس جلدوں میں ہے انہوں نے تیئیسویں پارہ میں ان اولیاء اللہ کا ذکر کیا جنہوں نے بعد وصال حضور ﷺ کو جاگتے ہوئے سر کی آنکھوں سے دیکھا اور امام شعرانی نے میزان الکبری میں فرمایا کہ جلال الدین سیوطی رضی نے تیس مرتبہ جاگتے ہوئے سر کی آنکھوں سے دیکھا۔ حضور غوث پاک رضی ایک مرتبہ جامع بغداد میں تشریف فرما تھے۔ وعظ نہیں کہا کرتے تھے تو سرکار ﷺ جاگتے ہوئے تشریف لے آئے اور فرمایا "وعظ کہو یا بنی" پیارے بیٹے وعظ کیوں نہیں کہتے عرض کیا۔ میرے آقا ﷺ! میری زبان کچھ اضطراب پیدا کر دیتی ہے فرمایا "افتحا" منہ کھولو۔ غوث پاک رضی نے منہ کھولا۔ تو حضور ﷺ نے سات مرتبہ اپنا لعاب دہن منہ میں ڈالا۔ اسکے بعد غوث پاک رضی نے وعظ کہنا شروع کیا تو آپ رضی کے وعظ کا یہ عالم تھا کہ وعظ کے دوران وعظ کا لوگوں پر اتنا اثر ہوتا کہ کئی لوگ وہیں فوت ہو جاتے تھے۔

آنکھ والا تیرے جلوہ کا تماشا دیکھے
دیدہ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

☆ خدا کی قسم! قرآن سچ کہتا ہے "جاءوک" اپنی جانوں پر ظلم کرنیوالے تیرے پاس آ جائیں۔ کم از کم اپنے دل کو اتنا قریب کر لیں کہ میں حضور ﷺ کے سامنے ہوں اور حضور ﷺ کی بارگاہ میں اپنے آپ کو حاضر سمجھ کر خود ہی استغفار کرے اور یقین کرے کہ رسول ﷺ بھی میرے لئے استغفار فرما رہے ہیں تو جب ایسا ہوگا تو کیا ہوگا؟ "لوجدوا اللہ توابا رحیما" تو اللہ کو تواب "الرحیم" پائیں گے۔ آئیں گے رسول ﷺ کے پاس اور پائیں گے کس کو "لوجدوا اللہ توابا رحیما" آئیں گے رسول ﷺ کے پاس اور پائیں گے خدا کو۔ تو معلوم ہوا کہ یہاں رسول ﷺ کے بغیر خدا کو کوئی پا نہیں سکتا۔ خدا کی قسم انبیاء و اولیاء "الٰہ" نہیں ہیں۔ اللہ نے انکو وسیلہ بنایا ہے انکو ہماری بخشش کا سبب بنایا ہے وہ سب اللہ کی مشیت' اذن اور ارادے کے ماتحت ہیں۔ کیونکہ الوہیت فقط اللہ کی شان ہے اور کوئی "الٰہ" نہیں

ہوسکتا۔

شبہ

☆ آپ کہیں گے بھائی "من دون اللہ" کا کیا مطلب؟ ادھر آپ کہتے ہیں کہ اولیاء اللہ وسیلہ ہیں ادھر "من دون اللہ" اللہ کے بغیر کوئی تنکا نہیں ہلا سکتا کوئی نفع نہیں دے سکتا۔کوئی ضرر نہیں دے سکتا۔کوئی مکھی نہیں اڑ اسکتا تو یہ کیا بات ہوئی۔

شبہ کا ازالہ

☆ اسکے جواب کیلئے پہلے "من دون اللہ" کا معنی سمجھنا ہوگا۔"من دون اللہ" کا معنی ہے کہ جہاں اللہ کا کوئی حکم نہ ہو۔اللہ کا کوئی اذن نہ ہو یعنی اللہ نہ چاہے اور کوئی چاہے کہ میں تجھے فائدہ پہنچادوں گا تو فائدہ نہیں پہنچا سکتا۔یہ "من دون اللہ" کا معنی ہے اور ہمارا "من دون اللہ" کی سب آیتوں پر ایمان ہے اور یہ ثابت ہوگیا کہ اللہ کے اذن کے بغیر کوئی تنکا نہیں ہلتا اور جہاں اذن آجائے وہاں مردے بھی زندہ ہوجاتے ہیں۔اللہ فرماتا ہے کہ

ابری ء الاکمه والابرص واحی الموتی باذن الله

ترجمہ☆ اور اچھا کرتا ہوں اندھے اور کوڑھی کو اور مردے کو زندہ کرتا ہوں اللہ کے حکم سے (آل عمران ۴۹)

☆ خود نہیں باذن اللہ اللہ کے اذن سے پتہ چلا اللہ کا اذن نہ ہو تو کوئی تنکا نہیں ہلتا اور اللہ کا اذن ہوجائے تو مردے بھی کھڑے ہوتے ہیں۔ہم "من دون اللہ" کی آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں تم بھی تو باذن اللہ کی آیتوں پر ایمان لے آؤ۔

شبہ

اگر آپ سے یہ کوئی اعتراف کرلے کہ سب کچھ اللہ کے اذن سے ہوتا ہے تو جب اللہ کا اذن ہوگا تو کام خود بخود ہوجائیگا۔ جب اللہ کی مشیت ہوگی اسوقت تمہاری حاجت پوری ہوجائیگی۔

شبہ کا ازالہ۔

☆ حالانکہ اوپر میں اسکا جواب دے چکا ہوں کہ جب خدا نے وعدہ کیا ہے کہ رزق میں دوں گا تو پھر گھر میں بیٹھے رہو۔کوئی ضرورت نہیں کہ مزدوری کی جائے' دکانداری' تجارت' کھیتی باڑی اور ملازمت کی جائے مگر سمجھتے ہو کہ اللہ نے اسباب پیدا کیئے ہیں۔ کیونکہ اللہ کا اذن ہوگا ورنہ نہیں۔

☆ ہم کھیتی باڑی تو کرتے ہیں اور زمین میں بیج ڈالتے ہیں'شور والی زمین میں بیج بیکار جاتا ہے۔کوئی پھل پھول نہیں لگتا "باذن اللہ" کیلئے صلاحیت چاہیے۔جبکہ ہماری زمینوں میں شوراور کلر لگا ہوا ہے اور اولیاء اللہ کی زمین تو وہ ہیں کہ "تخرج نباتہ" وہاں اللہ کی رحمتوں کا نزول ہوتا ہے اس سے وہ وسیلہ بننے کے اہل ہیں۔خدا کی رحمتوں میں تو کوئی فرق نہیں ہے۔وہ سب کیلئے نازل ہوتی ہیں لیکن

باراں کہ در لطافت
طبعش خلاف
نیست
در باغ لالہ روید'
در شور بوم و خس

☆ بارش کی طبع میں تو کوئی فرق نہیں ہر جگہ برابر برستی ہے اگر زرخیز زمین میں پھول اور پھل لاتی ہے جبکہ کلر اٹھی زمین میں کانٹے دار جھاڑیاں پیدا ہوتی ہیں۔ابو جہل بھی تو

ایک زمین تھا اور ابوبکر رضی بھی ایک زمین تھے۔ جن کیلئے قرآن نے خود کہا

وننزل من القرآن ما هو شفاء ورحمة للمؤمنين

ترجمہ☆ اور قرآن میں ہم وہ چیز نازل کرتے ہیں جو رحمت اور شفا ہے ایمان والوں کیلئے (بنی اسرائیل ۸۲)

☆ مگر ابوجہل جیسے ظالموں کیلئے

ولا يزيد الظلمين الا خسارا

ترجمہ☆ اور وہ نہیں زیادہ کرتا ظالموں کیلئے مگر نقصان کو۔ (بنی اسرائیل ۸۲)

☆ اب میں ایک ایسی حدیث سے اسکی مزید وضاحت کرتا ہوں جن کی صحت میں کسی کو کچھ کہنے کی جرات نہیں ہوسکتی۔ وہ حدیث مسلم و بخاری کے علاوہ مشکوۃ شریف میں، امام احمد بن حنبل میں، مسند ابو یعلی میں، مسند دارمی، مسند طبرانی میں اور معجم طبرانی میں آپ دیکھ سکتے ہیں۔ الحمدللہ میں نے حدیث بہاولپور جانے سے پہلے تیس برس انوار العلوم میں پڑھائی اور گیارہ سال بہاولپور میں پڑھائی اور اب دوبارہ انوار العلوم میں پڑھا رہا ہوں۔ الحمدللہ میں ذمہ دار آدمی ہوں اور پھر دین کے معاملے میں کوئی مسلمان غلط بات کہہ کر بھی نہیں سکتا اور وہ مسلمان بھی نہیں ہوسکتا۔ اب میں بخاری و مسلم شریف کی حدیث کا خلاصہ بیان کرتا ہوں۔ حضور سید عالم نور مجسم ﷺ نے صحابہ کو مخاطب فرما کر سابق انبیاء کی امم میں سے ایک امتی کا واقعہ بیان کیا۔ جس نے ننانوے بے گناہ قتل کیے ہوئے ہیں۔ تو اس کے دل میں خیال آیا کہ میں بڑا ظالم جابر اور خبیث انسان ہوں میں نے اتنے بے گناہ قتل کیے ہوئے ہیں۔ اب میری بخشش اور توبہ کی کوئی صورت ہونی چاہیے۔ چنانچہ وہ ادھر اُدھر لوگوں کے پاس بھاگا۔ تو لوگوں نے بتایا کہ فلاں راہب بڑا عبادت گزار ہے تو یہ وہاں پہنچ گیا اور تمام قصہ بیان کیا تو وہ زاہد خشک تھا۔ اسے کہا تیری بخشش کی کوئی صورت نہیں ہے اس پر وہ نہایت یاس اور قنوط میں مبتلا ہوکر اس راہب زاہد خشک کو بھی قتل کر کے سو کا عدد پورا کر دیا۔ اسلام قنوط کی تعلیم نہیں دیتا "لا تقنطوا من رحمۃ اللہ" اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔ لیکن زاہد خشک راہب نے اسے مایوس کر دیا تھا مگر ضمیر نے پھر جھنجھوڑا کہ تو گناہ پہ گناہ بڑھاتا جارہا ہے۔ پھر مغفرت اور توبہ کیلئے بے چین اور بے قرار ہو کر لوگوں کی طرف متوجہ ہوا تو لوگوں نے کہا فلاں بستی کی طرف جا وہاں اولیاء اللہ رہتے ہیں" چنانچہ اپنے گھر سے اولیاء اللہ کی بستی کی طرف چل پڑا ابھی آدھا راستہ بھی طے نہیں ہوا تھا کہ ملک الموت آگئے۔ بڑا بے چین ہوا کہ کسی طرح اولیاء اللہ کی بستی میں پہنچ جاؤں اور اپنے گناہوں سے سبکدوش ہوجاؤں اور یہ گناہوں کا بوجھ میرے سر سے اتر جائے مگر موت تو آگے پیچھے نہیں ہوتی۔ بہر حال اسکی روح قبض ہوگئی۔ جب اس نے دیکھا کہ اب بچنے کی کوئی صورت نہیں تو بخاری شریف کے الفاظ ہیں جب کچھ نہ ہوسکا تو اپنے سینے کو اولیاء اللہ کی بستی کی طرف کر دیا۔ اللہ نے رحمت اور عذاب کے فرشتوں کو زمین کی پیمائش کا حکم دیا اور ادھر اولیاء اللہ کی بستی کے راستہ کو حکم دیا کہ قریب ہوجا اور گھر والی زمین کو حکم دیا کہ پھیل جا۔ جب پیمائش کی گئی تو اتنا حصہ اولیاء کی بستی کی طرف کم ہوا جتنا اسنے سینہ کو اسطرف بڑھایا تھا اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ مغفرت فرمانیوالے اولیاء ہیں یا اللہ۔ اللہ ہی ہے تو پھر زمین کی پیمائش کا کیا مطلب؟ کیا یہ زمین اللہ کی مغفرت کیلئے رکاوٹ تھی؟ تو یہ زمین نہ رکاوٹ تھی اور نہ معاون تھی۔ وہ تو خود ہی سب کا معاون و مددگار ہے تو کیا مقصد تھا؟ مقصد یہ تھا کہ مغفرت میں دیتا کرتا ہوں مگر انہیں اولیاء کے ہاتھوں دلواتا ہوں۔ ادھر فرمایا "ادعونی استجب لکم" مجھ سے مانگو میں دوں گا اور ادھر اولیاء اللہ کی بستی کو حکم دیا کہ تو قریب ہوجا۔ یہ کیا تماشا ہے؟

☆ خدا جانے یہ لوگ قرآن حدیث پڑھتے ہیں کہ نہیں اگر پڑھتے ہیں تو کیسے سمجھتے ہیں؟ میں بڑا حیران ہوں کہ قرآن و حدیث کیساتھ مذاق کر رہے ہیں اور پھر مسلمانوں کو مشرک اور بے دین قرار دینا خود بے دینی ہے۔ الحمدللہ ہم مشرک نہیں ہیں اور ہم نے اعلان

کردیا کہ "لا الہ الا اللہ" کہ اللہ کے سوا کوئی "الہ" نہیں اور اگر اللہ کے سوا کوئی "الہ" ہوتا تو مصطفیٰ ﷺ "الہ" ہوتے مگر وہ بھی ہمارے "الہ" نہیں ہیں۔ انبیاء اور اولیاء اللہ "الہ" نہیں ہیں بلکہ اللہ نے انکو وسیلہ بنایا ہے۔ حل کرنے مشکلات اور قبولیت دعا کا سبب بنایا۔

شبہ

☆ لوگ کہتے ہیں کہ سرکار ﷺ نے بھی کسی کو وسیلہ بنایا ہے؟

شبہ کا ازالہ

☆ میں کہتا ہوں یہ کہنا کتنا بڑا ظلم ہے۔ اسکا مطلب یہ ہوا کہ نہروں سے دریا نکال کر زمینوں کو سیراب کیا جائے۔ دریاؤں سے تو نہریں نکالی جاتی ہیں۔ مگر دریا تو نہروں سے نہیں نکالے جاتے۔ وہاں تو باران رحمت کا نزول ہوتا ہے۔ باران رحمت کا نزول دریاؤں میں ہوتا ہے اور پھر وہاں سے نہریں نکال کر کھیتوں کو سیراب کیا جاتا ہے۔ ارے وہ تو سارے جہان کا وسیلہ ہیں۔ خدا رات دن انکے دامنوں میں رحمتیں نازل فرماتا ہے کیا خدا انکو دیتا ہے اور وہ ہمیں دیتے ہیں۔ "واللہ یعطی وانا قاسم"

شبہ

☆ پھر دوسرا شبہ لوگ یہ ڈالتے ہیں کہ صحابہ نے وسیلہ نہیں بنایا۔ تم کیوں وسیلہ بناتے ہو؟

شبہ کا ازالہ

☆ میں کہتا ہوں کہ تم جھوٹ بولتے ہو۔ سرکار ﷺ کی حیات ظاہری کے بعد صحابہ نے ایسا کیا ہے اول تو یہ ہے کہ صحابہ کے پاس سب سے بڑی ذات حضور ﷺ کی موجودگی تھی۔ صحابہ کو حضور ﷺ کے ہوتے ہوئے کسی چیز کی حاجت نہیں تھی۔ جب سرکار ﷺ نے پردہ فرمایا تو مدینہ میں حضرت عمر فاروق رضی کی خلافت میں قحط پڑ گیا تھا تمام صحابہ پریشان ہو کر حضرت عمر رضی کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور حضرت عمر رضی نے آپ ﷺ کے چچا حضرت عباس رضی کو بلایا اور حضرت عباس رضی نے تمام صحابہ کے مجمع میں جو دعا فرمائی وہ قابل غور ہے جو بخاری شریف میں ہے وہ دعا یہ ہے کہ

اللھم انا کنا نتوسل الیک رعم بنبینا فتسقینا وانا نتوسل نبینا فاسقنا ادع یا عباس فدعا العباس فسقاھم اللہ

ترجمہ ☆ اے اللہ! ہم تیری بارگاہ میں اپنے نبی ﷺ کا وسیلہ پیش کیا کرتے تھے تو تو ہمیں بارش عطا کیا کرتا تھا۔ تو ہم تیری بارگاہ میں تیرے نبی کے چچا کا واسطہ پیش کرتے ہیں تو ہم پر بارش برسا اے عباس! دعا کیجئے۔

☆ تو حضرت عباس رضی نے دعا مانگی اور اللہ نے ان پر بارش برسائی۔ اللہ کی بارگاہ میں حضرت عمر رضی کا حضرت عباس رضی کو وسیلہ پیش کرنا دراصل حضور ﷺ کا ہی وسیلہ پیش کرنا ہے کیونکہ انہوں نے حضرت عباس رضی کو اسلئے وسیلہ بنایا کہ وہ حضور ﷺ کے چچا اور انکے ہاں صاحب مقام ہیں جیسا کہ حضرت عمر رضی اور حضرت عباس رضی کے کلام سے واضح ہے۔ چنانچہ بخاری شریف میں حضرت انس رضی سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی قحط کے دنوں میں عام طور پر حضرت عباس رضی کو وسیلہ پیش کرتے تھے چنانچہ آپ نے کہا "اے اللہ حضرت عباس رضی بن عبد المطلب رضی کے واسطہ سے بارش برسا اور یوں بھی کہا اے اللہ ہم تیری بارگاہ میں اپنے نبی کریم ﷺ کو وسیلہ پیش کیا کرتے تھے تو تو ہم پر بارش برساتا تھا۔ آج ہم تیرے نبی ﷺ کے چچا کو وسیلہ کے طور پر پیش کرتے ہیں تو ہم پر بارش برسا۔ تو موسلا دھار بارش ہوئی جو تھمتی نہ تھی" یہ تو بخاری شریف کے الفاظ ہیں اس میں انکا یہ کہنا کہ اے اللہ ہم تیری بارگاہ میں تیرے نبی ﷺ کے چچا کو بطور وسیلہ پیش کرتے ہیں۔

عقائد اہل سنت

☆ حضرات محترم! ہم سب مسلمان ہیں اور ہمارا کلمہ طیبہ "لا الٰـہ الا اللّٰـہ محمد رسـول اللّٰـہ" ہے۔ اسکے معنی ہیں کہ اللہ ﷻ کے سوا کوئی معبود (کوئی اور) پوجا کے لائق نہیں۔ جناب محمد مصطفیٰ ﷺ اللہ ﷻ کے سچے رسول ہیں اور اللہ ﷻ کے سوا کوئی "الٰـہ" نہیں وہ ایک ہی "الٰہ" ہے۔

الهکم اله واحد

ترجمہ☆ تمہارا معبود ایک معبود ہے۔ (البقرۃ ۱۶۳)

☆ توحید سارے دین کی جڑ اور بنیاد ہے۔ یعنی اللہ ﷻ "الٰـہ" ہے۔ اللہ ﷻ فرماتا ہے

ولو کان فیهما الهة الا الله لفسدتا

ترجمہ☆ اگر آسمان اور زمین میں اللہ ﷻ کے سوا اور معبود ہوتے تو ضرور وہ تباہ ہو جاتے (الانبیا ۲۲)

☆ سارے جہانوں میں فقط اللہ ﷻ ہی "الٰـہ" ہے۔ اگر اللہ ﷻ کے سوا کوئی اور "الٰـہ" ہوتے تو کیا ہوتا؟ "لفسدتا" تو کائنات کا نظام فاسد ہو جاتا، تباہ ہو جاتا۔ کیوں؟ وجہ یہ تھی کہ "الٰہ" وہ ہوتا ہے کہ جو وہ چاہے وہ ہو جائے۔ اگر اللہ ﷻ کے چاہنے کے باوجود کچھ نہیں ہوتا تو گویا وہ اللہ ﷻ ہی نہیں ہے۔ کیونکہ اللہ ﷻ کیلئے کوئی کام ناممکن نہیں ہے۔

☆ اگر کئی خدا ہوتے تو ہر "الٰہ" یہی چاہتا کہ میری مرضی پوری ہو۔ کوئی چاہتا کہ زید زندہ رہے اور کوئی چاہتا کہ مر جائے تو اسطرح ان "الٰھون" میں اختلاف ہو جاتا۔ تو نتیجہ کیا ہوتا؟ کہ نظام کائنات درہم برہم ہو جاتا۔ اگر کوئی کہے کہ فساد نہ ہو انہیں کسی ایک کی بات پوری ہو جائے اور دوسرے کی بات پوری نہ ہو تو میں کہوں گا کہ جسکی بات پوری ہو وہی "الٰہ" ہوگا اور جسکی بات پوری نہ ہو سکے وہ "الٰہ" نہیں ہو سکتا لہذا "الٰہ" وہی ایک ہی ہوگا جسکی ہر بات پوری ہو جائے اور وہ کسی کے ماتحت نہ ہو، کسی کے حکم کے نیچے نہ ہو اور نہ کسی سے مغلوب ہو، سب اسکے حکم کے ماتحت ہوں، سب اسکے مغلوب ہوں اور سب اسکے نیچے ہوں اور وہ سب کے اوپر ہو۔ عرب کے مشرک کہتے تھے کہ زمین و آسمان کو اللہ ﷻ ہی نے پیدا کیا ہے مگر لات، منات، عزیٰ، نائلہ تھر بھی "الٰـــــہ" ہیں اور جب حضور ﷺ نے فرمایا "لاالٰہ الا اللہ" اللہ ﷻ کے سوا کوئی "الٰہ" نہیں۔ تو وہ مشرک کہنے لگے۔

اجعل الالهة الها واحدا

ترجمہ☆ یعنی یہ کیسے رسول ہیں کہ جنہوں نے بہت سے معبودوں کا ایک ہی معبود بنا دیا۔ (سورۃ ص آیت ۵)

☆ تو پتہ چلا کہ عرب کے مشرک بہت سے معبودوں کے قائل تھے اور معبود وہ ہوتا ہے جو کسی سے مغلوب نہ ہو، وہ سب پر غالب ہو، وہ کسی کا محکوم نہ ہو، وہ سب کا حاکم ہو۔ تو اب یہ تو ممکن نہ تھا کہ بہت سے "الٰھـــون" کا حکم بہت سے معبودوں کا حکم سب پر غالب ہو۔ یہ تو محال تھا اور جو چیز محال ہو وہی شرک ہوا کرتی ہے اور جو چیز ممکن ہو وہ شرک ہو ہی نہیں سکتی۔ کیونکہ یہ بات محال تھی کہ لات، منات، عزیٰ، تھر، نائلہ، ہبل یہ تمام کے تمام "الٰـــہ" ہو جائیں اور ہبل تمام پر غالب ہو جائے۔ یہ ممکن ہی نہ تھا یہ محال تھا۔ تو اللہ ﷻ نے فرمایا! تم بڑے بے وقوف ہو تم ایک محال کے قائل ہو گئے۔ حالانکہ اللہ ﷻ فرماتا ہے

ولو کان فیها الهة الا الله لفسدتا

ترجمہ☆ اگر آسمان اور زمین میں اللہ تعالیٰ کے سوا اور معبود ہوتے تو ضرور وہ تباہ ہوجاتے۔

☆ کیونکہ ہر ایک یہ کہتا کہ اسکی بات پوری ہو اور جسکی بات پوری ہوجائے وہی "الٰہ" ہوگا اور جسکی بات پوری نہ ہو وہ "الٰہ" ہو ہی نہیں سکتا۔ اسلئے اللہ تعالیٰ نے الوہیت اور توحید کی یہ دلیل قائم فرمائی کہ

ولو کان فیھما الھۃ الا اللہ لفسدتا

ترجمہ☆ اگر آسمان اور زمین میں اللہ تعالیٰ کے سوا اور معبود ہوتے ضرور وہ تباہ ہوجاتے۔

☆ ہم پر الزام ہے کہ ہم انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اللہ کیساتھ بعض اعتقادات کے بارے میں شرک کرتے ہیں۔ لیکن میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ہم ایک "الٰہ" کے سوا کسی کو "الٰہ" نہیں مانتے۔ اگر ہم کسی کو "الٰہ" مانتے تو محمد مصطفیٰ ﷺ کو "الٰہ" مانتے۔ خدا کی قسم! ہم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو بھی خدا نہیں مانتے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے نیچے اللہ تعالیٰ کے اذن کے ماتحت، اللہ تعالیٰ کے ارادہ اور مشیت کے ماتحت ہیں۔ اللہ تعالیٰ کسی کے ماتحت نہیں ہے جب ہم حضور ﷺ کے بارے میں یہ اعتقاد رکھتے ہیں تو کسی نبی یا ولی، خواہ اغواث ہوں یا اقطاب، نجباء ہوں یا نقباء، فرشتے ہوں یا جنات۔ اٹھارہ ہزار کائنات کا ہر فرد اللہ تعالیٰ کے حکم کے ماتحت ہے۔ لہٰذا وہی "الٰہ" ہے۔ کوئی اور "الٰہ" نہیں ہوسکتا۔

شبہ

☆ پھر تم نبیوں اور ولیوں کے پاس جانیکا کیوں کہتے ہو۔ وسیلے کی بات کیوں کرتے ہو جبکہ "الٰہ" کی شان یہ ہے کہ

انہ ھو السمیع البصیر

ترجمہ☆ بیشک وہی خوب سننے والا اور دیکھنے والا ہے (المومن ۶۰)

☆ وہ عالم الغیب والشہادہ ہے۔ ہمارے ظاہر و باطن سے خوب آگاہ ہے اور پھر اسکا یہ فرمان اقدس بھی ہے کہ

ادعونی استجب لکم

ترجمہ☆ مجھ سے دعا کرو میں (ضرور) قبول کروں گا۔ (المومن ۶۰)

اجیب دعوۃ الداع اذا دعان فلیستجیبوالی

ترجمہ☆ دعا کرنیوالے کی دعا کو (اپنی حکمت کے مطابق) قبول کرتا ہوں جب وہ مجھ سے دعا کرے (البقرہ ۱۸۶)

☆ جب اللہ تعالیٰ یہ فرما رہا ہے کہ میں تمہاری حاجت سے آگاہ ہوں اور تمہاری دعاؤں کو سنتا اور قبول کرتا ہوں اور تمہارا عقیدہ بھی یہی ہے کہ ہمارا "الٰہ" ایک ہے تو پھر ادھر اُدھر تکنے کا کیا مطلب؟

شبہ کا ازالہ

☆ اللہ تعالیٰ فقط "الٰہ" اور "سمیع و بصیر" نہیں ہے بلکہ وہ رازق، خالق اور شافی بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وکاین من دابۃ لاتحمل رزقھا اللہ یرزقھا وایاکم

ترجمہ☆ اور کتنے ہی جاندار زمین پر چلنے والے ہیں جو اپنا رزق (اپنے ساتھ) اٹھائے نہیں پھرتے۔ اللہ تعالیٰ انہیں رزق دیتا ہے اور تمہیں (بھی) (العنکبوت ۶۰)

وما من دابۃ فی الارض الا علی اللہ رزقھا

ترجمہ☆ اور زمین پر چلنے والا کوئی (جاندار) نہیں لیکن اللہ تعالیٰ (کے ذمہ کرم) پر اسکا رزق ہے (ھود ۶)

خالق کل شیء

ترجمہ☆ ہر چیز کا بنانے والا (الانعام ۱۰۲)

واذا مرضت فھو یشفین

ترجمہ☆ اور جب مجھے بیماری لاحق ہو تو وہی مجھے شفا عطا فرماتا ہے (الشعراء ۸۰)

☆ اور اللہ تعالیٰ نے انسان کو مٹی کے ست سے بنایا اور فرمایا کہ

لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم

ترجمہ☆ بیشک ہم نے انسان کو بہترین ساخت کا بنایا (التین ۴)

☆ اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا۔ عورت اور مرد کے اجماع کے بغیر پیدا کیا؟ ہرگز نہیں۔ خالق بھی اللہ تعالیٰ ہے اور سبب بنانے والا بھی تو اللہ تعالیٰ ہے مریض کو شفا اللہ تعالیٰ ہی دیتا ہے مگر ڈاکٹر کے پاس جانا پڑتا ہے اسطرح رزق وہی خدا دیتا ہے لیکن پیشوں کی طرف اور دوسرے ذرائع کیطرف رجوع کرنا پڑتا ہے۔ ایک ظاہر ہے اور دوسرا باطن۔ ظاہری سبب بھی وہی پیدا کرتا ہے اور باطنی سبب بھی وہی پیدا کرتا ہے۔ معلوم ہوا اور پتہ چلا کہ اللہ تعالیٰ ہی دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہی حاجتیں پوری کرتا ہے اور کھولنے والا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے جسطرح ظاہری حاجتوں کیلئے ظاہری اسباب بنا دیئے اسطرح اللہ تعالیٰ نے باطنی حاجتوں کیلئے باطنی اسباب بھی بنا دیئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

ولوانهم اذ ظلموآ انفسهم جآءوك واستغفرلهم الرسول لوجد و الله توابا رحيما

ترجمہ☆ اور اگر وہ کبھی اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھے تو آ جائے آپ کے پاس پھر مغفرت طلب کرے اللہ تعالیٰ سے اور مغفرت طلب کرتا ہے۔ ان کیلئے رسول تو ضرور پائے اللہ تعالیٰ کو بہت توبہ قبول کرنیوالا۔ (النساء ۸۴)

☆ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جن لوگوں نے اپنی جانوں پہ ظلم کئے گناہ اور ظلم میں ملوث ہوئے۔

ولو انهم اذ ظلموآ انفسم جآءوك

ترجمہ☆ تیرے پاس آ کر وہ خدا سے مغفرت طلب کریں۔

☆ اور خالی انکا مغفرت طلب کرنا کافی نہیں ہوگا۔

واستغفرلهم الرسول

ترجمہ☆ اور مغفرت طلب کرتا ان کیلئے رسول۔

☆ رسول کی زبان کھلے تو کیا ہوگا؟

لوجدوالله توابارحيما

ترجمہ☆ تو ضرور پائے اللہ تعالیٰ کو بہت توبہ قبول کرنیوالا' بے حد رحم فرمانیوالا۔

☆ یہ استغفار کیا ہے؟ یہ دعا ہے اور خود اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "اجیب دعوة الداع اذا دعان" خود خدا نے فرمایا

ادعونی استجب لکم

ترجمہ☆ مجھ سے دعا کرو میں ضرور قبول کروں گا۔

☆ معلوم ہوا کہ جسطرح "واذا مرضت فهو يشفين" کے باوجود ڈاکٹروں کو مریض کی شفایابی کا سبب بنایا اسطرح "اجیب دعوة الداع اذا دعان" اور "ادعونی استجب لکم" کے باوجود "جآءوك" فرمایا اور رسول کو مغفرت کا سبب بنایا اور ان کو بھی دعاؤں کی قبولیت کا سبب بنایا ہے جنکا تعلق رسول سے ہے۔ مجھے اپنا واقعہ یاد آتا ہے کہ میں ایک دن حضور غوث بہاؤالدین زکریا کی بارگاہ اقدس کی زیارت سے صبح کے وقت آ رہا تھا تو ایک غیر مقلد میرے پڑوس میں رہنے والا جس سے بے تکلفی تھی راستہ میں مل گیا اور فوراً اشارہ کیا کہ آپ وہاں سے آ رہے ہیں تو میں نے کہا ہاں وہیں سے آ رہا ہوں۔ کہنے لگا! آپ شرک نہیں چھوڑیں گے۔ میں نے کہا بڑا افسوس ہے ہم تو انکو وسیلہ مانتے ہیں۔ ہمارا معبود "الٰہ" ایک ہے ہم انکو اللہ تعالیٰ کے حکم' اذن اور ارادہ کے ماتحت سمجھتے ہیں۔ یہ (اولیاء اللہ) اللہ تعالیٰ کے اذن' حکم اور ارادہ کے بغیر کچھ نہیں کر سکتے لیکن اللہ تعالیٰ کے اذن' حکم اور ارادہ سے' یہ سب کچھ کر دیتے ہیں۔ اسلئے کہ اللہ تعالیٰ نے انکو سبب بنایا ہے۔ لہذا ہم

انکو سبب بنا کر جاتے ہیں۔ کہنے لگا کبھی تو عرب کے مشرکین کہا کرتے تھے کہ ہمارے یہ بت

ہمارے لئے وسیلہ ہیں' میں نے کہا ارے وہ تو معبود مانتے تھے۔ قرآن کریم کہتا ہے

ما نعبدھم الا لیقربونا الی اللہ زلفی

ترجمہ☆ (کہتے ہیں) ہم انکی عبادت نہیں کرتے مگر صرف اسلئے کہ یہ ہمیں اللہ تعالیٰ کے قریب کردیں۔ (الزمر ۳)

☆ خدا کے قریب کرنیکا عقیدہ تو الگ رہا۔ خدا کے قریب تو وہ کریگا جو خدا کے قریب ہوگا۔ بت تو خود ہی خدا کے قریب نہیں ہیں۔ جو خود راستہ بھولا ہوا ہو وہ کیا راہ بتائے گا؟ بلکہ وہ خود اقرار کرتے ہیں کہ "ہم عبادت کرتے ہیں" معلوم ہا کہ وہ انکو معبود

جانتے ہیں اور انکا قول قرآن کریم میں یوں آیا ہے۔

اجعل الالھۃ الھا واحدا

ترجمہ☆ یعنی یہ کیسے رسول ہیں جنہوں نے بہت سے معبودوں کا ایک ہی معبود بنادیا ہے۔ (سورۃ ص ۴)

☆ گویا وہ انکو "الٰہ" مانتے تھے اور "الٰہ" اسے کہتے ہیں جو کسی کے ماتحت نہ ہو۔ اسلئے انکا عقیدہ یہ تھا کہ خدا کا اذن ہو نہ ہو۔ ہمارا معبود جو چاہے گا کردے گا۔ خدا اذن نہ دے تب بھی یہ ہماری شفاعت کردیں گے۔ یہ خدا کے اذن کے محتاج نہیں رہے۔ کیونکہ یہ الوہیت کے درجہ پر فائز ہیں اور جو الوہیت کے درجہ پر پہنچ جائے وہ خدا کے ماتحت نہیں رہتا۔ پھر وہ آزاد ہو جاتا ہے۔ جیسے ریاستیں بڑی سلطنت کے آزاد کردینے سے خودمختار ریاستیں بن جاتی ہیں۔ اب وہ بڑی حکومت کے حکم کے ماتحت نہیں رہتیں۔ اسی طرح خداوند کریم نے ان چھوٹے چھوٹے خداؤں (بتوں) کو آزاد کردیا ہے کہ تم میرے حکم کے ماتحت نہیں ہو۔ اب تم جو مرضی آئے کرو۔ نعوذ باللہ من ذالک۔ الحمد للہ۔ ہمارا یہ عقیدہ نہیں ہے۔ ہم تو یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے محبوب حضرت محمد ﷺ بھی خدا کے حکم کے ماتحت ہیں۔ لہذا الوہیت کا تصور بھی قائم نہیں ہوتا۔

شبہ

☆ اب یہ کہ ہم انکے پاس کیوں جاتے ہیں؟

شبہ کا ازالہ

☆ اسلئے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں انہیں کا در دکھایا ہے فرمایا "جاءوک"

شبہ

بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ آیت حضور سید عالم ﷺ کے زمانہ والوں کیلئے ہے۔

شبہ کا ازالہ

☆ تمہارا یہ اصول وہاں بھی غلط ہو گیا کیونکہ "ادعونی استجب لکم" بھی تو صحابہ کے زمانہ میں نازل ہوئی تھی۔ تو صحابہ نے یہ کیوں نہ کہا کہ اے اللہ تعالیٰ ادھر تو "جاءوک" کہ میرے محبوب کے پاس جاؤ اور ادھر "ادعونی استجب لکم" کہتا ہے کہ مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔ ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ یہ قرآن کریم حضور ﷺ کی حیات ظاہری کیلئے نہیں ہے بلکہ پورا قرآن کریم ہمیشہ کیلئے ہے۔ لہذا غلط ہے کہ قرآن کریم صرف صحابہ کیلئے ہے۔ بلکہ

تبرک الذی نزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعلمین نذیرا

ترجمہ☆ بڑی برکت والا ہے وہ جسنے فیصلہ کرنیوالی کتاب اپنے (مقدس) بندے پر اتاری تا کہ وہ تمام جہانوں کیلئے ڈرانیوالا ہو۔

☆ بلا قید زمان ومکان اللہ ﷻ کی کتاب العالمین کیلئے ہے۔

شبہ

☆ اب ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایک امیر آدمی اپنے خرچ سے مدینے جا کر "جاء وك" کا مصداق ہو سکتا ہے لیکن ایک غریب آدمی کیسے مدینے مبارک پہنچے؟

شبہ کا ازالہ

☆ جو لوگ ظاہری طور پر جا سکتے ہیں وہ جائیں۔ لیکن جو لوگ ظاہری طور پر نہیں جا سکتے وہ باطنی طور پر سرکار ﷺ کی بارگاہ میں حاضری دیں۔ وہ کیسے حاضری دیں؟ وہ اپنے اور سرکار ﷺ کے درمیان دوری کیسے ختم کریں؟ اسکا طریقہ خود اللہ ﷻ نے بتایا ہے۔ اے میرے پیارے محبوب ﷺ! حقیقت ایمان تیری محبت کا نام ہے اور محبت کیا ہے؟ کہ محب کے قلب کے اندر محبوب کا سما جانا اور اتر جانا ہے۔ جب کسی کے دل میں محبوب اتر جائے تو محب محبوب کے ساتھ ہوتا ہے۔ جیسے زبان نبوت ﷺ نے فرمایا "المرء مع من احب" آدمی اسکے ساتھ ہے جسکو اسکی محبت ہے اور

عن انس لا یومن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین

ترجمہ☆ بخاری اور مسلم میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی مومن ہو ہی نہیں سکتا۔ جب تک میری محبت اسکے والدین، اسکی اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ نہ ہو جائے۔ (مشارق الانوار ص ۱۴)

☆ اور جب حضور ﷺ کی محبت ایمان کی حقیقت ہے تو محبت جہاں ہو محبوب وہاں ہوتا ہے۔ مگر فرق اتنا ہے کہ محبوب اور محب کے درمیان حجاب نہ رہے۔ یہ حجاب کیسے دور ہوگا؟ جتنی محبت غالب ہوتی جائیگی حجاب اٹھتا جائیگا۔ یہاں تک کہ جو لوگ حضور ﷺ کی محبت کامل کے درجہ پر پہنچتے ہیں انکے اور حضور ﷺ کے درمیان کوئی حجاب باقی نہیں رہتا اور قرآن کریم نے بھی اسکی حقیقت واضح فرمائی اللہ ﷻ فرماتا ہے

النبی اولی بالمؤمنین من انفسہم

ترجمہ☆ یہ نبی ایمان والوں کیساتھ انکی جانوں سے زیادہ قریب ہیں۔ (الاحزاب آیت ۶)

☆ اے اللہ ﷻ کے بندو! تمہاری جانیں تم سے دور ہو سکتی ہیں مگر مصطفیٰ ﷺ تم سے دور نہیں ہو سکتے۔ آپ کہیں گے کہ سرکار ﷺ تو ہمیں نظر نہیں آتے۔ تو میں کہوں گا کہ تو نے اپنے اور حضور ﷺ کے درمیان حجاب قائم کیا ہوا ہے۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی شامیانہ کے نیچے بیٹھ کر سورج کی شعاعوں سے دور ہو جائے۔ اگر آپ شامیانہ ہٹا دیں تو آپ کے اور سورج کی شعاعوں کے درمیان کوئی حجاب اور کوئی دوری نہیں رہے گی۔ اگر ہم معصیت اور گناہ کے حجابات دور کر دیں تو ہم بھی قریب ہو جائیں گے۔ ارے حجاب ڈال کر تم خود دور ہو گئے۔ وہ دور نہیں ہیں۔ "جاء وك" اور جنہوں نے حجاب ہٹایا انہوں نے ان آنکھوں سے جاگتے ہوئے حضور ﷺ کو دیکھا۔ اس پر میں اتنے دلائل پیش کر سکتا ہوں کہ میں بیان کرتے کرتے نہیں تھکوں گا اور آپ سنتے سنتے تھک جائیں گے۔ تفسیر روح المعانی جو علامہ سید محمود آلوسی بغدادی کی ہے۔ پوری تیس جلدوں میں ہے انہوں نے تئیسویں پارہ میں ان اولیاء اللہ کا ذکر کیا جنہوں نے بعد وصال حضور ﷺ کو جاگتے ہوئے سر کی آنکھوں سے دیکھا اور امام شعرانی نے میزان الکبری میں فرمایا کہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے بیس مرتبہ جاگتے ہوئے سر کی آنکھوں سے دیکھا۔ حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ جامع بغداد میں تشریف

فرماتے تھے۔ وعظ نہیں کیا کرتے تھے تو سرکار ﷺ جاگتے ہوئے تشریف لے آئے اور فرمایا "تکلم یا بنی" "پیارے بیٹے وعظ کیوں نہیں کہتے عرض کیا۔ میرے آقا ﷺ! میری زبان کچھ اضطراب پیدا کر دیتی ہے فرمایا "افتح فمک" "منہ کھولو۔ غوث پاک رضی اللہ عنہ نے منہ کھولا۔ تو حضور ﷺ نے سات مرتبہ اپنا لعاب دہن ڈالا اسکے بعد غوث پاک رضی اللہ عنہ نے وعظ کہنا شروع کیا تو آپ رضی اللہ عنہ کے وعظ کا یہ عالم تھا کہ وعظ کے دوران وعظ کا لوگوں پر اتنا اثر ہوتا کہ کئی لوگ وہیں فوت ہو جاتے تھے۔

آنکھ والا تیرے جلوہ کا تماشا دیکھے
دیدہ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

☆ حضرات محترم! قرآن کریم کہتا ہے "جاءوک" "اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے تیرے پاس آجائیں۔ کم از کم اپنے دل کو اتنا قریب کر لیں کہ میں حضور ﷺ کے سامنے ہوں اور حضور ﷺ کی بارگاہ میں اپنے آپ کو حاضر سمجھ کر خود بھی استغفار کرے اور یقین کرے کہ رسول ﷺ بھی میرے لئے استغفار فرما رہے ہیں تو جب ایسا ہوگا تو کیا ہوگا؟ "لوجدوا الله توابا رحیما" "تو اللہ تعالیٰ کو تواب "الرحیم" پائیں گے۔ آئیں گے رسول ﷺ کے پاس اور پائیں گے کس کو "لوجدوا الله توابا رحیما" آئیں گے رسول ﷺ کے پاس اور پائیں گے خدا کو۔ تو معلوم ہوا کہ یہاں رسول ﷺ کے بغیر خدا کو کوئی پا نہیں سکتا۔ خدا کی قسم انبیاء و اولیاء "الٰہ" نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انکو وسیلہ بنایا ہے انکو ہماری بخشش کا سبب بنایا ہے وہ سب اللہ تعالیٰ کی مشیت، اذن اور ارادے کے ماتحت ہیں۔ کیونکہ الوہیت فقط اللہ تعالیٰ کی شان ہے اور کوئی "الٰہ" نہیں ہو سکتا۔

شبہ

☆ آپ کہیں گے بھائی "من دون الله" کا کیا مطلب؟ ادھر آپ کہتے ہیں کہ اولیاء اللہ وسیلہ ہیں ادھر "من دون الله" اللہ تعالیٰ کے بغیر کوئی تنکا نہیں ہلا سکتا کوئی نفع نہیں دے سکتا۔ کوئی ضرر نہیں دے سکتا۔ کوئی مکھی نہیں اڑا سکتا تو یہ کیا بات ہوئی۔

شبہ کا ازالہ

☆ اسکے جواب کیلئے پہلے "من دون الله" کا معنی سمجھنا ہوگا۔ "من دون الله" کا معنی ہے کہ جہاں اللہ تعالیٰ کا کوئی حکم نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کا کوئی اذن نہ ہو یعنی اللہ تعالیٰ نہ چاہے اور کوئی چاہے کہ میں تجھے فائدہ پہنچا دوں گا تو فائدہ نہیں پہنچا سکتا۔ یہ "من دون الله" کا معنی ہے اور ہمارا "من دون الله" کی سب آیتوں پر ایمان ہے اور یہ ثابت ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ کے اذن کے بغیر کوئی تنکا نہیں ہلتا اور جہاں اذن آجائے وہاں مردے بھی زندہ ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

ابرئ الاكمه والابرص واحي الموتى باذن الله

ترجمہ☆ اور اچھا کرتا ہوں اندھے اور کوڑھی کو اور مردے کو زندہ کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے حکم سے (آل عمران ۴۹)

☆ خود نہیں باذن اللہ اللہ تعالیٰ کے اذن سے پتہ چلا اللہ تعالیٰ کا اذن نہ ہو تو کوئی تنکا نہیں ہلتا اور اللہ تعالیٰ کا اذن ہو جائے تو مردے بھی کھڑے ہوتے ہیں۔ ہم "من دون الله" کی آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں تم بھی تو باذن اللہ کی آیتوں پر ایمان لے آؤ۔

شبہ

اگر آپ سے یہ کوئی اعتراف کر لے کہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے اذن سے ہوتا ہے تو جب اللہ تعالیٰ کا اذن ہوگا تو کام خود بخود ہو جائیگا۔ جب اللہ تعالیٰ کی مشیت ہوگی اسوقت تمہاری حاجت پوری ہو جائیگی۔

شبہ کا ازالہ۔

☆ حالانکہ اوپر میں اسکا جواب دے چکا ہوں کہ جب خدا نے وعدہ کیا ہے کہ رزق میں دوں گا تو پھر گھر میں بیٹھے رہو۔ کوئی ضرورت نہیں کہ مزدوری کی جائے' دکانداری' تجارت' کھیتی باڑی اور ملازمت کی جائے مگر سمجھتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اسباب پیدا کیئے ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا اذن ہوگا ورنہ نہیں۔

☆ ہم کھیتی باڑی تو کرتے ہیں اور زمین میں بیج ڈالتے ہیں مگر شوروالی زمین میں بیج بے کار جاتا ہے۔ کوئی پھل پھول نہیں لگتا "من دون اللہ" کیلئے صلاحیت چاہیئے۔ جبکہ ہماری زمینوں میں شور اور کلر لگا ہوا ہے اور اولیاء اللہ کی زمین تو وہ ہیں کہ "یخرج نباتہ" وہاں اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کا نزول ہوتا ہے۔ اس سے وہ وسیلہ بننے کے اہل ہیں۔ خدا کی رحمتوں میں تو کوئی فرق نہیں ہے۔ وہ سب کیلئے برابر نازل ہوتی ہیں لیکن

باران کہ لطافت

طبعش خلاف

نیست

در باغ لالہ روید'

در شور بوم و خس

☆ بارش کی طرح میں تو کوئی فرق نہیں ہر جگہ برابر برستی ہے اگر زرخیز زمین میں پھول اور پھل لاتی ہے جبکہ کلر اٹھی زمین میں کانٹے دار جھاڑیاں پیدا ہوتی ہیں۔ ابو جہل بھی تو

ایک زمین تھا اور ابو بکر رضی اللہ عنہ بھی ایک زمین تھے۔ جن کیلئے قرآن کریم نے خود کہا

وننزل من القران ماھو شفاء ورحمة للمؤمنین

ترجمہ☆ اور قرآن کریم میں ہم وہ چیز نازل فرماتے ہیں جو رحمت اور شفا ہے ایمان والوں کیلئے (بنی اسرائیل ۸۲)

☆ مگر ابو جہل جیسے ظالموں کیلئے

ولا یزید الظلمین الا خسارا

ترجمہ☆ اور وہ نہیں زیادہ کرتا ظالموں کیلئے مگر نقصان کو۔ (بنی اسرائیل ۸۲)

☆ اب میں ایک ایسی حدیث سے اسکی مزید وضاحت کرتا ہوں جس کی سند میں کسی کو کچھ کہنے کی جرات نہیں ہو سکتی۔ وہ حدیث مسلم و بخاری کے علاوہ مشکوۃ شریف میں' سند امام احمد بن حنبل میں' مسند ابو یعلی میں' مسند دارمی' مسند طبرانی میں اور معجم طبرانی میں آپ دیکھ سکتے ہیں۔ الحمد للہ میں نے حدیث بہاولپور جانے سے پہلے بیس برس انوار العلوم میں پڑھائی اور گیارہ سال بہاولپور میں پڑھائی اور اب دوبارہ انوار العلوم میں پڑھا رہا ہوں۔ الحمد للہ میں ذمہ دار آدمی ہوں اور پھر دین کے معاملے میں کوئی مسلمان غلط بات کہہ بھی نہیں سکتا اور وہ مسلمان بھی نہیں ہو سکتا۔ اب میں بخاری و مسلم شریف کی حدیث کا خلاصہ بیان کرتا ہوں۔ حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو مخاطب فرما کر سابق انبیاء کی امم میں سے ایک امتی کا واقعہ بیان کیا جس نے ننانوے بے گناہ قتل کیے ہوئے ہیں۔ تو اسکے دل میں خیال آیا کہ میں بڑا ظالم جابر اور خبیث انسان ہوں میں نے اتنے بے گناہ قتل کیے ہوئے ہیں۔ اب میری بخشش اور توبہ کی کوئی صورت ہونی چاہیے۔ چنانچہ وہ ادھر اُدھر لوگوں کے پاس بھاگا۔ تو لوگوں نے بتایا کہ فلاں راہب بڑا عبادت گزار ہے تو یہ وہاں پہنچ گیا اور تمام قصہ بیان کیا تو وہ زاہد خشک تھا۔ اسے کہا تیری بخشش کی کوئی صورت نہیں ہے اس پر وہ نہایت یاس اور قنوت میں مبتلا ہو کر اس راہب زاہد خشک کو بھی قتل کر کے سو کا عدد پورا کر دیا۔ اسلام قنوت کی تعلیم نہیں دیتا "لا تقنطوا من رحمة اللہ" اللہ تعالیٰ کی رحمت سے

مایوس نہ ہو۔ لیکن زاہد خشک راہب نے اسے مایوس کردیا تھا مگر ضمیر نے پھر جھنجھوڑا کہ تو گناہ پہ گناہ بڑھاتا جارہا ہے۔ پھر مغفرت اور توبہ کیلئے بے چین اور بے قرار ہو کر لوگوں کی طرف متوجہ ہوا تو لوگوں نے کہا فلاں بستی کی طرف جا جہاں اولیاء اللہ رہتے ہیں" چنانچہ اپنے گھر سے اولیاء اللہ کی بستی کی طرف چل پڑا ابھی آدھا راستہ بھی طے نہیں ہوا تھا کہ ملک الموت آ گئے۔ بڑا بے چین ہوا کہ کسی طرح اولیاء اللہ کی بستی میں پہنچ جاؤں اور اپنے گناہوں سے سبکدوش ہوجاؤں اور یہ گناہوں کا بوجھ میرے سر سے اتر جائے مگر موت تو کسی کے پیچھے نہیں ہوتی۔ بہرحال اسکی روح قبض ہوگئی۔ جب اس نے دیکھا کہ اب بچنے کی کوئی صورت نہیں تو بخاری شریف کے الفاظ ہیں جب کچھ نہ ہوسکا تو اپنے سینے کو اولیاء اللہ کی بستی کی طرف کردیا۔ اللہ تعالیٰ نے رحمت اور عذاب کے فرشتوں کو زمین کی پیمائش کا حکم دیا اور ادھر اولیاء اللہ کی بستی کے راستہ کو حکم دیا کہ قریب ہوجا اور گھر والی زمین کو حکم دیا کہ پھیل جا۔ جب پیمائش کی گئی تو اتنا حصہ اولیاء کی بستی کیطرف کم ہوا جتنا اسنے سینہ کو اسطرف بڑھایا تھا اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ مغفرت فرمانے والے اولیاء ہیں یا اللہ۔ اللہ تعالیٰ ہی ہے تو پھر زمین کی پیمائش کا کیا مطلب؟ کیا یہ زمین اللہ تعالیٰ کی مغفرت کیلئے رکاوٹ تھی؟ تو یہ زمین نہ رکاوٹ تھی اور نہ معاون تھی۔ وہ تو خود ہی سب کا معاون و مددگار ہے تو کیا مقصد تھا؟ مقصد یہ تھا کہ مغفرت میں دیتا کرتا ہوں مگر انہیں اولیاء کے ہاتھوں دلواتا ہوں۔ ادھر فرمایا "ادعونی استجب لکم" "مجھ سے مانگو میں دوں گا اور ادھر اولیاء اللہ کی بستی کو حکم دیا کہ تو قریب ہوجا۔ یہ کیا تماشا ہے؟

☆ خدا جانے یہ لوگ قرآن و حدیث پڑھتے ہیں کہ نہیں اگر پڑھتے ہیں تو کیسے سمجھتے ہیں؟ میں بڑا حیران ہوں کہ قرآن و حدیث کیساتھ مذاق کر رہے ہیں اور پھر مسلمانوں کو مشرک اور بے دین قرار دینا خود بے دینی ہے۔ الحمدللہ ہم مشرک نہیں ہیں اور ہم نے اعلان کردیا کہ "لا الہ الا اللہ" کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی "الٰہ" نہیں اور اگر اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی "الٰہ" ہوتا تو مصطفیٰ ﷺ "الٰہ" ہوتے مگر وہ بھی ہمارے "الٰہ" نہیں ہیں۔ انبیاء اور اولیاء اللہ "الٰہ" نہیں ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے انکو وسیلہ بنایا ہے۔ حل کرنے، مغفرت اور قبولیت دعا کا سبب بنایا۔

شبہ

☆ لوگ کہتے ہیں کہ سرکار ﷺ نے بھی کسی کو وسیلہ بنایا ہے؟

شبہ کا ازالہ

☆ میں کہتا ہوں یہ کہنا کتنا بڑا ظلم ہے۔ اسکا مطلب یہ ہوا کہ نہروں سے دریا نکال کر زمینوں کو سیراب کیا جائے۔ دریاؤں سے تو نہریں نکالی جاتی ہیں۔ مگر دریا تو نہروں سے نہیں نکالے جاتے۔ وہاں تو باران رحمت کا نزول ہوتا ہے۔ باران رحمت کا نزول دریاؤں میں ہوتا ہے اور پھر وہاں سے نہریں نکال کر کھیتوں کو سیراب کیا جاتا ہے۔ ارے وہ تو سارے جہان کا وسیلہ ہیں۔ خدا جس دن اسکے دامنوں میں رحمتیں نازل فرماتا ہے کہ یا خدا انکو دیتا ہے اور وہ ہمیں دیتے ہیں۔ "واللہ یعطی وانا قاسم"

شبہ

☆ پھر دوسرا شبہ لوگ یہ ڈالتے ہیں کہ صحابہ نے وسیلہ نہیں بنایا۔ تم کیوں وسیلہ بناتے ہو؟

شبہ کا ازالہ

☆ میں کہتا ہوں کہ تم جھوٹ بولتے ہو۔ سرکار ﷺ کی حیات ظاہری کے بعد صحابہ نے ایسا کیا ہے اول تو یہ ہے کہ صحابہ کے پاس سب سے بڑی دولت حضور ﷺ کی موجودگی تھی۔ صحابہ کو حضور ﷺ کے ہوتے ہوئے کسی چیز کی حاجت نہیں تھی۔ جب سرکار ﷺ نے پردہ فرمایا تو مدینہ میں حضرت عمر فاروق ؓ کی خلافت میں قحط پڑ گیا تھا تمام صحابہ پریشان ہو کر حضرت عمر ؓ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور حضرت عمر ؓ نے آپ ﷺ کے چچا حضرت عباس ؓ کو بلایا اور حضرت عباس ؓ نے تمام صحابہ کے مجمع میں جو دعا فرمائی وہ قابل غور ہے جو بخاری شریف میں ہے وہ دعا یہ ہے کہ

اللھم انا کنا فتوسل الیک رعم بنبینا فتسقینا وانا فتوسل نبینا فاسقنا ادع یا عباس فدعا العباس فسقاھم اللہ

ترجمہ ☆ اے اللہ تعالیٰ ہم تیری بارگاہ میں اپنے نبی ﷺ کا وسیلہ پیش کیا کرتے تھے تو تو ہمیں بارش عطا کیا کرتا تھا۔ تو ہم تیری بارگاہ میں تیرے نبی کے چچا کا واسطہ پیش کرتے ہیں تو ہم پر بارش برسا۔ اے عباس! دعا کیجئے۔

☆ تو حضرت عباس ؓ نے دعا مانگی اور اللہ تعالیٰ نے ان پر بارش برسائی۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حضرت عمر ؓ کا حضرت عباس ؓ کو وسیلہ پیش کرنا دراصل حضور ﷺ کا ہی وسیلہ پیش کرنا ہے کیونکہ انہوں نے حضرت عباس ؓ کو اسلئے وسیلہ بنایا کہ وہ حضور ﷺ کے چچا اور انکے ہاں صاحب مقام ہیں جیسا کہ حضرت عمر ؓ اور حضرت عباس ؓ کے کلام سے واضح ہے۔ چنانچہ بخاری شریف میں حضرت انس ؓ سے مروی ہے کہ حضرت عمر ؓ قحط کے دنوں میں عام طور پر حضرت عباس ؓ کو وسیلہ پکڑتے تھے چنانچہ آپ نے کہا "اے اللہ تعالیٰ حضرت عباس ؓ بن عبد المطلب ؓ کے واسطے سے بارش برسا اور یوں بھی کہا اے اللہ تعالیٰ ہم تیری بارگاہ میں اپنے نبی کریم ﷺ کو وسیلہ پیش کیا کرتے تھے تو تو ہم بارش برساتا تھا۔ آج ہم تیرے نبی ﷺ کے چچا کو وسیلہ کے طور پر پیش کرتے ہیں تو ہم پر بارش برسا۔ تو موسلا دھار بارش ہوئی جو تھمتی نہ تھی" یہ تو بخاری شریف کے الفاظ ہیں اس میں اتنا یہ کہنا کہ اے اللہ تعالیٰ ہم تیری بارگاہ میں تیرے نبی ﷺ کے چچا کو بطور وسیلہ پیش کرتے ہیں۔

وما ارسلنک الا رحمۃ للعالمین

☆ نہایت اختصار اور جامعیت کے ساتھ چند کلمات آیۂ کریمہ کے بارے میں عرض کروں گا تا کہ وقت کی گنجائش کے مطابق کلام کو مربوط اور بامعنی انداز میں پیش

کر سکوں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا

وما ارسلنک الا رحمۃ للعالمین

☆ "وما ارسلنک" میں "ما" نافیہ ہے۔ نفی کے بعد "الا" ہو تو یہ اثبات کیلئے آتا ہے اور یہ بات نہایت قابل توجہ ہے کہ کلام میں نفی کے بعد اثبات پایا جائے تو اس سے "حصر" کا مفہوم پیدا ہوتا ہے۔ اسکو اسطرح سمجھنے میں آپ حضرات کی خدمت میں عرض کروں کہ کسی شخص نے صاف کپڑے نہیں پہنے سوائے عبداللہ کے۔ یا میں کہوں کہ یہاں کوئی سرکاری ملازم نہیں سوائے اسلم کے۔ نفی کے بعد اثبات آرہا ہے۔ اگر کلام صحیح ہے اگر بات درست ہے تو "حصر" نہیں ہے کوئی دوسرا بھی صاف کپڑے زیب تن کئے ہوئے ہے یا کوئی اور شخص بھی سرکاری ملازم یہاں ہے تو کلام جھوٹا قرار پائے گا اب بات ہو رہی ہے

قرآن کریم کی۔ قرآن کریم غلط ہو سکتا اسلئے جب قرآن کریم میں نفی کے بعد اثبات آئے گا تو "حصر" لازم آئے گا۔ جیسے ہم کلمہ پڑھتے ہیں لا الہ کوئی معبود برحق نہیں۔ پہلے نفی آ گئی اس کے بعد کہا الا اللہ سوائے اللہ تعالیٰ کے۔ یہ اثبات ہوا۔ تو اللہ تعالیٰ کے سوا ہر ایک سے الوہیت کی نفی ہو گئی۔ الوہیت صرف اللہ تعالیٰ کیلئے ثابت ہے کوئی دوسرا اللہ تعالیٰ نہیں ہو سکتا۔ تو اللہ تعالیٰ نے جب وما ارسلنک ارشاد فرمایا تو اس میں "ک" ضمیر خطاب ہے اور اسکا مصداق اور اسکے مخاطب صرف اور صرف حضور اکرم ﷺ ہیں۔ اب حصر کی صورت میں حصر کریں گے تو دو باتیں سامنے آئیں گی۔ یا تو یہ کہئے کہ اے محبوب! میں نے تجھے رحمت بنا کر بھیجا تو صرف رحمت ہے۔ تو اگر رسول ہے اگر نبی ہے اگر ہادی ہے اگر رؤف ہے اگر کریم ہے تو جو کچھ بھی ہے اے محبوب ہر صورت میں تو رحمت ہی ہے۔

☆ یا اسکا مطلب یہ ہوگا کہ اے محبوب! ہم نے صرف تجھے رحمت بنا کر بھیجا۔ تیرے سوا کوئی ہستی کوئی ذات ایسی نہیں جسے یہ شرف ملا ہو یہ امتیاز تیرا ہے یہ خصوصیت تیری ہے کہ "العالمین" کیلئے تمام جہانوں کیلئے کل ساری کائنات کیلئے رحمت ہے۔ ہم نے بس تجھی کو یہ اعزاز بخشا ہے۔

☆ ایک بات مزید سمجھنے کی ہے کہ اس آیت کریمہ میں لفظ "رحمت" عربی زبان کے قواعد کی رو سے مصدر ہے اور مصدر کا حمل ذات پر نہیں ہوتا۔ سوائے اس کے کہ مبالغہ مقصود ہو۔ ہاں کبھی مجازاً مصدر کا استعمال اسم فاعل کے اور کبھی اسم مفعول کے معنی میں بھی ہوتا ہے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ "رحمت" مصدر ہے اور "راحم" اسکا اسم فاعل ہے جسکا مطلب ہے کہ "رحمت کرنیوالا"

بہر حال اس آیت کریمہ کا مطلب یہ ہوا کہ "اے محبوب! ہم نے آپ کو تمام جہانوں کیلئے صرف رحمت کرنیوالا بنا کر بھیجا ہے" اب اس حصر کا فائدہ کیا ہوگا؟ یہ "رحمۃ" کے لفظ کو سمجھنے پر منحصر ہے۔ ایک بات تو آپ نے سمجھ لی کہ "رحمت" کے معنی "راحم" کے یعنی رحمت کرنیوالے کے ہیں۔ اب دوسری بات یہ سمجھئے کہ ترکیب نحوی کے لحاظ سے اسکے معنی کیا ہوں گے؟ بعض علماء نحو نے کہا ہے کہ یہ مفعول "لہ" ہے اور بعض نے کہا یہ ضمیر خطاب سے حال ہے۔ "حال" کے معنی ہیں کہ وہ ذوالحال کی ہیئت بیان کرتا ہے۔ بالفاظ دیگر فاعل یا مفعول کا حال بیان کرنے والا کلمہ حال کہلاتا ہے۔ اب اگر "رحمت" حال ہے تو اسکے معنی اور ہوں گے اور اگر مفعول "لہ" ہے تو اسکے معنی اور ہوں گے۔ لفظ "رحمت" کو مفعول لہ سمجھا جائے تو آیت کریمہ کا مطلب ہوگا "پیارے محبوب! ہم نے آپ کو کسی اور سبب سے نہیں بھیجا' بلکہ آپ کے بھیجنے کا سبب صرف یہ ہے کہ آپ تمام جہانوں کیلئے رحمت کرنیوالے ہیں" اور اگر "رحمت" کو حال قرار دیا جائے تو آیت کریمہ کا ترجمہ ہوگا "اے محبوب! ہم نے آپ کو اور کسی حال میں نہیں بھیجا۔ صرف اس حال میں بھیجا ہے کہ آپ سارے جہانوں پر رحم فرمانیوالے ہیں" اس تمام گفتگو کا مطلب یہ نکلا کہ "رحمت" مصدر اسم فاعل کے معنی میں ہے جو مفعول لہ بھی ہو سکتا ہے اور وہ یہ کہ اے محبوب! تیرے بھیجنے کا فقط ایک ہی حال ہے کہ میں نے تجھے سارے عالم کیلئے راحم بنا کر بھیجا ہے یا یہ کہ تو سارے عالموں پر رحم کرنیوالا ہے۔ اسی سبب سے میں نے تجھے بھیجا ہے کہ تو راحم ہے۔

☆ یہاں یہ بھی پیش نظر رہے کہ سرکار ﷺ "العالمین" کیلئے رحم فرمانیوالے ہیں کوئی شے اس کائنات کی کوئی چیز "العالمین" سے باہر نہیں۔ جیسے ارشاد ہوا

الحمد للہ رب العلمین

☆ "سب تعریفیں تمام جہانوں کے رب کیلئے ہیں" وہ تمام جہانوں کا رب ہے' وہ العالمین کا رب ہے۔ چنانکہ وہ رب ہے ان کیلئے سرکار ﷺ رحمت فرمانیوالے ہیں۔ جب کوئی چیز اللہ عزوجل کی ربوبیت سے باہر نہیں تو آقا ﷺ کی رحمت سے باہر کیسے ہو سکتی ہے اور رب کہتے ہیں تربیت کرنیوالے کو۔ تربیت کا مطلب ہے "پالنا" اور پالنے کیلئے رحمت لازمی ہے۔ ماں بچے کو پال نہیں سکتی۔ اسکے لئے اپنی نیند خراب نہیں کر سکتی' اس کے آرام کیلئے خود تکلیف نہیں اٹھا سکتی جب تک بچے کیلئے رحمت کا جذبہ اسکے اندر موجزن نہ ہو۔ انسان تو درکنار' حیوان بھی' چرند' پرند اور درندے بھی اپنے بچوں کو اس وقت پال سکتے ہیں جب انکے اندر بچوں کیلئے رحمت ہو۔ اپنی غذا اپنا شکار بچوں کو تبھی کھلائیں گے۔

☆ پتہ چلا کہ "رحمت" کے بغیر تربیت نہیں ہو سکتی۔ اللہ عزوجل کیا فرماتا ہے کہ ربوبیت میری صفت ہے اور رحمت بھی میری صفت ہے۔ اے محبوب! اگرچہ رحمت بھی میری صفت ہے' میں رحمٰن ہوں' میں رحیم ہوں لیکن میری اس صفت رحمت کا مظہر آپ ﷺ ہیں۔ میں نے اپنی ربوبیت عامہ کو اپنی رحمت عامہ میں ظاہر کیا۔ میری رحمت عامہ کا مظہر اتم آپ ﷺ ہیں۔ میں نے اپنی رحمت کو آپ ﷺ کی صورت میں ڈھال دیا ہے۔ اسلئے میں نے آپ ﷺ کو "رحمت" قرار دیا ہے اور چونکہ آپ ﷺ میری صفت کا مظہر ہیں اسلئے آپ ﷺ تمام کائنات' ساری خدائی' سب عالموں پر رحم فرمانیوالے ہیں۔ اے محبوب! جس کا میں رب ہوں' اس پر آپ ﷺ رحمت فرمانیوالے ہیں۔

☆ پتہ چلا کہ آپ ﷺ کی رحمت کے دائرے سے کوئی باہر نہیں۔ وہ انسان ہوں یا حیوان ہوں' جن ہوں یا فرشتے ہوں' وہ عالم تحت ہوں یا عالم فوق' عالم ظاہر ہو یا عالم باطن' وہ عالم خلق ہو یا عالم امر ہو' جواہر ہوں یا اعراض ہوں' لوح و قلم ہو یا عرش و کرسی ہوں میرے آقا ﷺ سب پر رحم فرمانیوالے ہیں۔

☆ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جسکو رحمت کی ضرورت ہوتی ہے' احتیاج ہوتی ہے وہ تو

محتاج ہوتا ہے اور یاد رکھئے جسکی حاجت ہوتی ہے وہ پہلے ہوتا ہے اور جو محتاج ہوتا ہے وہ بعد میں ہوتا ہے۔ ہمیں سانس لینے کیلئے ہوا کی احتیاج تھی ہم پیاس بجھانے کیلئے پانی کے محتاج ہمیں رہنے بسنے چلنے کیلئے زمین کی احتیاج تھی تو ہم پیدا بعد میں ہوئے۔ ہوا پانی زمین وغیرہ پہلے موجود تھیں۔ بچہ بعد میں پیدا ہوتا ہے اسکی ماں کی چھاتی میں دودھ پہلے اتر آتا ہے۔ بچہ سکول میں پڑھنا بعد میں شروع کرتا ہے اسکا استاد اور کتابیں پہلے سے مہیا کی جاتی ہیں۔ معلوم ہوا کہ جسکی احتیاج ہو وہ پہلے ہوتا ہے اور جو محتاج ہو وہ بعد میں ہوتا ہے۔ چونکہ ساری کائنات پر رحمت کرنیوالی ذات میرے آقا ﷺ کی ہے تو کائنات بعد میں ہے اور سرکار ﷺ پہلے ہیں۔

☆ سرکار مدینہ ﷺ نے فرمایا

كنت اول النبين في الخلق واخرهم في البعث

ترجمہ☆ میں پیدا ہونے میں سب نبیوں سے پہلے تھا اور تشریف سب کے بعد لایا۔ (خصائص الکبریٰ ج ا ص ۴)

☆ اور اسلئے فرمایا "اول ما خلق الله نوری" کہ اے جابر سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو فرمایا کیونکہ حضور ﷺ محتاج الیہ ہیں اور عالم محتاج ہے۔

شبہ

☆ اس مقام پر ایک شبہ وارد ہوتا ہے اسکا جواب بھی دیتا چلوں۔ اگر کوئی نا سمجھ یہ کہنے لگے کہ بھائی! جسطرح ہم بعد کو پیدا ہوئے اور زمین پہلے پیدا ہوئی اسیطرح حضور ﷺ بعد کو پیدا ہوئے اور زمین پہلے پیدا ہوئی۔ ہمیں پیاس لگی ہے ہم پانی پیتے ہیں پانی پہلے تھا اور ہم بعد کو پیدا ہوئے۔ اسیطرح سانس لینے کیلئے ہم ہوا کے محتاج ٹھہرنے کیلئے ہمیں زمین کی اور کھانے کیلئے ہمیں خوراک کی ضرورت ہوتی تھی تو یہ سب چیزیں پہلے تھیں اور ہم بعد کو پیدا ہوئے ایسے ہی حضور ﷺ کو پیاس اور بھوک لگتی تھی آپ ﷺ بھی ہوا میں سانس لیتے اور زمین پر چلتے تھے۔ اگر پانی نہ ہوتا تو حضور ﷺ کیا پیتے؟ کھانا نہ ہوتا تو آپ ﷺ کیا کھاتے؟ ہوا نہ ہوتی تو حضور ﷺ سانس کیسے لیتے؟ زمین نہ ہوتی تو کہاں ٹھہرتے؟ تمہارا یہ عقیدہ ہے کہ حضور ﷺ "رحمۃ اللعالمین" ہیں تو سارے عالم کا ہر ذرہ حضور ﷺ کا محتاج ہے۔ حالانکہ حضور ﷺ خود زمین و آسمان اور آب و ہوا کے محتاج نہیں۔ حرارت کیلئے آگ کے بھوک و پیاس کیلئے کھانے اور پانی کے ٹھہرنے اور رہنے کیلئے زمین کے اور سانس لینے کیلئے ہوا کے محتاج نہیں۔

☆ اگر کوئی کم عقل اپنی کم عقلی کا مظاہرہ کرے تو اس کانٹے کو میں پہلے ہی نکال دوں۔

شبہ کا ازالہ

☆ یہ شبہ تب پیدا ہوگا جب ہم حضور ﷺ کو اپنے جیسا سمجھ لیں گے۔

☆ میرے دوستو! بیشک حضور ﷺ زمین پر ٹھہرے ہوا میں سانس لیا۔ آپ ﷺ نے پانی پیا اور کھانا کھایا لیکن آپ ﷺ ان چیزوں کے محتاج نہیں تھے بلکہ یہ تمام چیزیں حضور ﷺ کی محتاج تھیں اور اسکی وجہ یہ ہے کہ جو جسکا محتاج ہوتا ہے وہ اسکے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا جیسے ہم ان چیزوں کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتے مثلاً آکسیجن ہماری زندگی کیلئے بہت ضروری ہے تو آپ نے ہوائی جہازوں میں دیکھا ہوگا کہ ضرورت کے وقت آکسیجن کی کمی پورا کرنے کیلئے آکسیجن کے چھوٹے چھوٹے سلنڈر لگے ہوتے ہیں جن سے ہم آکسیجن حاصل کرتے ہیں اسلئے کہ ہم اسکے بغیر زندہ نہیں رہ سکتے مگر حضور ﷺ کی ذات اقدس کو معراج کی رات میں دیکھ لیں۔ معراج کی رات کیا ہوا؟ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

سبحان الذي اسرى بعبده

ترجمہ☆ ہر عیب سے پاک ہے وہ ذات جو لے گیا اپنے مقدس بندے کو۔

☆ میرے آقا ﷺ زمین سے اوپر گئے "کرہ ہوا" "کرہ پانی" "کرہ آگ" اور "کرہ

زمین" سب نیچے رہ گئے اور حضور ﷺ اوپر تشریف لے گئے معلوم ہوا کہ میرے آقا ﷺ پانی کے محتاج ہیں نہ آگ کے نہ ہوا کے محتاج ہیں نہ زمین کے۔

☆ شاید کوئی یہ کہے کہ حضور ﷺ آسمان یا عرش کے محتاج ہیں تو یہ صحیح نہیں۔ اسلئے کہ حضور ﷺ پہلے آسمان سے لے کر ساتویں آسمان کے اوپر حتی کہ عرش کے بھی اوپر تشریف لے گئے تا کہ کوئی یہ نہ کہے کہ حضور ﷺ ان میں سے کسی چیز کے محتاج ہیں۔

☆ پتہ چلا کہ کائنات کی کوئی بھی چیز ایسی نہیں جسکے حضور ﷺ محتاج ہوں۔ کیونکہ محتاج' کبھی محتاج الیہ کے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اسکی وضاحت کیلئے میں آپ کو ایک مثال دیتا ہوں مثلا دیکھئے مچھلی اپنی زندگی میں پانی کی محتاج ہے اور پرندے ہوا کے محتاج' اگر کوئی شخص مچھلیوں کو پانی سے نکال کر پرندوں کے آشیانوں میں رکھ دے اور ہوا میں رہنے والے پرندوں کو پانی میں ڈال دے تو کیا یہ سب زندہ رہیں گے؟ نہیں' مر جائیں گے کیونکہ مچھلیاں پانی کی محتاج تھیں اور پرندے ہوا کے محتاج تھے۔ تو جو جسکا محتاج ہوتا ہے' وہ اسکے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا۔

☆ میرا یہ عقیدہ ہے کہ زمین نہ تھی' ہاں نہ تھی' آسمان نہ تھے اور عرش بھی نہ تھا جب کہ میرے آقا و مولا حضور ﷺ کا وجود مسعود موجود تھا۔ خالق کائنات نے سب سے پہلے حضور ﷺ کے نور ہی کو تخلیق فرمایا۔ میرے اس عقیدے کی تائید واقعہ معراج سے ثابت ہے۔ اسلئے معراج کی رات حضور ﷺ ان سب چیزوں کو نیچے چھوڑ کر اوپر تشریف لے گئے۔ پتہ چلا آپ ﷺ فرش سے عرش تک کسی چیز کے محتاج نہیں ہیں۔

شبہ

☆ اس مقام پر ایک اور شبہ وارد ہوتا ہے۔ اسکا جواب بھی نہایت ضروری ہے۔ اگر کوئی شخص آپ سے یہ کہے کہ جب فرش سے عرش تک تمام اشیاء حضور ﷺ کی محتاج تھیں تو معراج کی رات آپ ﷺ کے بغیر کیسے زندہ رہ گئیں؟ کیونکہ جو جسکا محتاج ہوتا ہے وہ اسکے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا۔

شبہ کا ازالہ

☆ تو میں عرض کروں گا کہ یہ تمام خیالات فاسدہ اسلئے پیدا ہوئے کہ لوگوں نے حضور ﷺ کو اپنے جیسا سمجھ لیا۔ خدا کی قسم حضور ﷺ ہم جیسے نہیں ہیں۔ اللہ ﷻ نے مصطفی ﷺ کو "سراج منیر" فرمایا ہے' سورج کی روشنی زمین پر موجود ہے حالانکہ فلاسفہ کے خیال میں سورج چوتھے آسمان پر ہے۔

كالشمس في كبد السماء وضوءها يغشى البلاد مشارقا ومغاربا

☆ سورج چوتھے آسمان پر ہونے کے باوجود اس کی روشنی مشرق و مغرب کے شہروں میں پہنچتی ہے۔

☆ اب اگر کوئی یہ کہے کہ سورج تو چوتھے آسمان پر ہے' وہ زمین' پہلے' دوسرے اور تیسرے آسمان سے دور ہے' تو میں کہوں گا کہ جب اسکی روشنی کی سطح پر موجود ہے تو زمین کس طرح اس سے خالی ہے؟ پتہ چلا کہ حضور ﷺ عرش پر تھے مگر آپ کی روحانیت زمین کے ذرے ذرے میں موجود تھی اور موجود ہے۔ حضور ﷺ زمین سے اسلئے جدا ہوئے تا کہ پتہ چلے کہ آپ زمین کے محتاج نہیں ہیں۔ میرے آقا ﷺ کی روحانیت کی شعاع زمین پر پڑتی رہی ہیں۔ ہاں اگر زمین میرے آقا ﷺ کی روحانیت سے جدا ہو جاتی تو ہلاک ہو جاتی' زمین نہ رہی' پانی سے حضور ﷺ اوپر چلے گئے' اگر حضور ﷺ پانی کے محتاج ہوتے تو آپ ﷺ پانی کے بغیر کیسے رہ جاتے؟ لیکن ہم نے دیکھا کہ حضور ﷺ پانی کے اوپر تھے لیکن آپ کی روحانیت پانی پر اسطرح موجود تھی جیسے سورج کی روشنی زمین پر موجود تھی' اسطرح آپ ﷺ زمین پر ہیں تو آپ ﷺ کی روحانیت آسمانوں پر جلوہ فگن ہے اور آپ ﷺ آسمانوں پر ہیں تو آپ ﷺ کی روحانیت زمینوں پر آ رہی ہے۔ اگر آپ ﷺ فرش پر ہیں تو عرش پر آپ کی

روحانیت جلوہ گر ہے اور اگر آپ ﷺ عرش پر ہیں تو فرش آپ ﷺ کی روحانیت سے بھرپور ہے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ کسی آن کوئی چیز حضور ﷺ سے جدا نہیں ہے اگر کوئی چیز آپ سے جدا ہو تو وہ باقی نہیں رہ سکتی' کیونکہ ہر وہ چیز جو آپ کی محتاج ہے اور محتاج' محتاج علیہ سے جدا ہو جائے تو وہ ہلاک ہو جاتا ہے۔ حالانکہ سارے کا سارا عالم زندہ رہا اور کہ حضور ﷺ جدا ہو گئے مگر حضور ﷺ کی روحانیت ان اشیاء سے متصل رہی پھر جب حضور ﷺ کی روحانیت اور نورانیت متصل رہی تو پتہ چل گیا کہ آپ ﷺ کا یعنی محتاج الیہ کا انخلاء نہ ہوا۔

☆ دوستو اور عزیزو! میں نے یہ سب مسائل نہایت سادہ انداز میں آپ کے ذہن میں ڈال دیئے اور آپ کو بتا دیا کہ حضور ﷺ "رحمۃ للعالمین" ہیں۔ جو چیز رحمت ہو اس کی حاجت ہوتی ہے جسکی حاجت ہو وہ پہلے ہوتی ہے۔ لہذا "عالمین" کا وجود بعد میں ہے اور حضور ﷺ کا وجود پہلے ہے اور جسکی حاجت ہو اسکے بغیر کوئی چیز رہ نہیں سکتی جبکہ میرے آقا ﷺ تو زمین و آسمان اور آب و ہوا کے بغیر بھی رہ گئے' معلوم ہوا حضور ﷺ ان اشیاء کے محتاج نہیں تھے۔ زمین و آسمان' چاند و سورج' آب و ہوا یہ سب حضور ﷺ کے محتاج تھے اور ہیں۔ کیونکہ حضور کی روحانیت ان پر پڑ رہی تھی۔ معراج کی رات اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو فرش سے عرش تک پہنچا کر یہ بتا دیا کہ آپ ﷺ بیشک زمین پر چلے مگر زمین کے محتاج ہو کر نہیں' بلکہ زمین آپ ﷺ کی محتاج تھی' بیشک آپ ﷺ نے پانی پیا مگر پانی کے محتاج ہو کر نہیں پیا بلکہ پانی میرے حضور ﷺ کے قرب سے پیاس بجھاتا ہے۔ لوگ ہوا سے زندگی حاصل کرتے ہیں اور ہوا حضور ﷺ کے قرب سے زندگی حاصل کرتی ہے' اگر کرہ ہوا پر حضور ﷺ کی روحانیت اور نورانیت نہ ہوتی تو ہوا فنا ہو جاتی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کی روحانیت اور نورانیت کو ہوا' پانی' زمین و آسمان پر رکھا تا کہ یہ زندہ رہیں اور جب میرے آقا ﷺ عرش سے بھی اوپر گئے تو عرش کے اوپر بھی آپ ﷺ کی روحانیت اور نورانیت کو برقرار رکھا تا کہ عرش بھی زندہ رہے۔ خدا کی قسم "میرے آقا ﷺ کائنات کیلئے منبع حیات ہیں اور پھر کوئی یہ کہے کہ وہ ﷺ مر گئے ہیں تو مجھے سمجھ نہیں آتا کہ وہ کیسے زندہ رہ گیا؟" مرکز حیات تو مصطفیٰ ﷺ ہیں۔ یہ تو وہی بات ہوگئی کہ کوئی کہے بجلی گھر میں تو بجلی نہیں ہے مگر میرے گھر میں سب بلب روشن ہیں' تو ہو سکتا ہے کہ بجلی گھر میں موجود ہو اور تیرے گھر میں اندھیرا ہو' کیوں؟ اسلئے کہ ہو سکتا ہے کہ تو نے ابھی فٹنگ ہی نہ کرائی ہو اور اگر بالفرض کنکشن بھی مل گیا ہو تو پھر بھی ممکن ہے کہ تیرے گھر میں اندھیرا ہو کیونکہ تو نے ابھی ٹیوب لائٹ اور بلب نہ لگوائے ہوں' اگر بلب بھی لگوا لئے ہوں تو پھر بھی ہو سکتا ہے کہ اندھیرا مقدر ہو اسلئے کہ تو ابھی سوئچ ہی آن نہ کیا ہو اگر تو نے سوئچ بھی آن کر دیا ہو تو اجالے کی پھر بھی ضمانت نہیں۔ ممکن ہے تیرے بلب کا فیوز اڑ گیا ہو۔

☆ جناب یہ تو ممکن ہو سکتا ہے کہ بجلی گھر میں بجلی ہو اور آپ کا گھر اندھیرے میں ڈوبا ہوا ہو لیکن یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ بجلی گھر میں بجلی نہ ہو اور آپ کا گھر روشن ہو' اسلئے یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ حضور ﷺ نہ رہے ہوں اور تو زندہ رہے کیونکہ

پیارے حبیب! ہم نے آپ کو سارے عالموں کیلئے رحمت کرنے والا بنا کر بھیجا ہے۔

☆ اس سے ایک مسئلہ تو ثابت ہوا کہ حضور ﷺ سارے عالموں کیلئے رحمت کرنے والے ہیں اور جو سب عالموں سے پہلے ہو گا اور "للعالمین" کا وجود بعد کو ہو گا لہذا حضور ﷺ پہلے ہیں۔ دوسرا مسئلہ یہ ثابت ہوا کہ جب حضور ﷺ سارے عالموں پر رحمت کرنے والے ہیں تو حضور ﷺ کی سب کو ضرورت ہے اور جس چیز کو کسی کی ضرورت ہو وہ چیز اسکے بغیر نہیں رہ سکتی' تو معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کے بغیر کوئی نہیں رہ سکتا۔

☆ رہا یہ سوال کہ حضور ﷺ زمین کے بغیر' پانی اور خوراک کے بغیر کیسے زندہ رہ سکتے ہیں؟ تو اسکا جواب میں نے دیا کہ معراج کی رات کیونکہ زمین' کرہ ہوا' کرہ پانی ساتوں آسمان اور

عرش نیچے رہ گئے اور حضور ﷺ اوپر چلے گئے اور ان سب اشیاء کے بغیر زندہ رہ گئے۔ حضور ﷺ جب معراج کی رات عرش پر پہنچے تو اللہ ﷻ نے ان کو منزل جلال پر بلایا اور فرمایا

فکان قاب قوسین او ادنی ثم دنا فتدلی

☆ پھر قریب ہوا (اللہ ﷻ محمد ﷺ سے) پھر زیادہ قریب ہوا تو (محمد ﷺ اپنے رب سے) دو کمانوں کی مقدار (نزدیک) ہوئے بلکہ اس سے (بھی) زیادہ قریب۔

☆ یعنی سب منزلیں نیچے رہ گئیں اور حضور ﷺ اوپر پہنچ گئے۔ معلوم ہوا کہ حضور ﷺ ان چیزوں کے محتاج ہوتے تو آپ ﷺ ان کے بغیر زندہ نہ رہتے مگر آپ ﷺ ان کے بغیر زندہ رہے، پتہ چلا کہ یہ تمام اشیاء مصطفیٰ ﷺ کی محتاج ہیں، مصطفیٰ ﷺ ان کے محتاج نہیں۔

☆ پھر جب یہ اعتراض ہوا کہ اگر یہ چیزیں حضور ﷺ کی محتاج تھیں تو آپ ﷺ کے معراج پر جانے کے بعد یہ چیزیں کیسے زندہ رہ گئیں؟ اس کا جواب بھی میں نے دے دیا ہے کہ خدا نے اپنے محبوب کی روحانیت کو ان کے ساتھ متصل رکھا اگر روحانیت متصل نہ رہتی تو یہ چیزیں زندہ نہ رہتیں۔ زمین، آسمان، پانی، آگ اور فرش حتیٰ کہ عرش کچھ بھی زندہ نہ رہتا مگر یہ سب چیزیں اسلئے زندہ رہیں کہ خدا اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کی روحانیت اور نورانیت کو ان اشیاء کیساتھ متصل رکھا، کیونکہ یہی ذات منبع و مرکز حیات ہے اس طرح یہ بات واضح ہو کر سمجھ آ گئی۔

☆ ایک اور بات بھی عرض کر دوں، وہ یہ ہے کہ حضور ﷺ سارے عالموں کیلئے رحمت کرنے والے ہیں۔ آخر کوئی وجہ بھی تو ہوگی آپ ﷺ رحمت کرنے والے کیوں ہیں؟ تو میں نہیں کہتا تفسیر "روح المعانی" جو سیدی علامہ محمود آلوسی حنفی بغدادی رحمتہ اللہ علیہ نے تیس جلدوں میں لکھی ہے، اٹھا کر دیکھیں، انہوں نے اس میں ایک عبارت لکھی ہے فرماتے ہیں کہ حضرت محمد ﷺ سارے عالموں پر رحمت کرنے والے اسلئے ہیں کہ حضور ﷺ رؤف و رحیم "العالمین" کی اصل ہیں اور اصل کے اندر تمام فروع کیلئے رحمت ہوتی ہے۔ اس لئے پتہ چلا کہ حضور ﷺ "العالمین" کیلئے رحمت کیوں ہیں؟ بات سمجھانے کیلئے مثال دیتا ہوں کہ درخت کی اصل جڑ ہے، تنا، شاخیں اور پتے اس کی فرع ہیں۔ جڑ ان سب کیلئے رحمت ہے۔ انہیں نباتاتی حیات اور غذا پہنچا رہی ہے کہ یہ جڑ زمین سے خوراک، پانی حاصل کر کے تمام فروع کو پہنچاتی ہے اور اگر کوئی جڑ کے زندہ ہونے کو دیکھنا چاہے تو اس درخت کے تنے، شاخوں اور پتوں کو دیکھے، اگر وہ سرسبز ہیں تو جڑ زندہ ہے ورنہ زندہ نہیں ہے۔ یہ ہو سکتا ہے کہ جڑ زندہ ہو لیکن اسکا تعلق بعض شاخوں سے منقطع ہو گیا ہو جس کی وجہ سے وہ سوکھ گئی ہوں اور کچھ خوش قسمت شاخیں ایسی بھی ہو سکتی ہیں کچھ جن کا تعلق جڑ سے برقرار ہو اور سرسبز ہوں۔ دنیا میں حضور ﷺ کی محبت کی نعمت سے محروم لوگ اچھی طرح جان لیں کہ اسی طرح جب قیامت آئے گی تو اللہ ﷻ اپنے محبوب حضور ﷺ کی ذات مقدسہ کیساتھ انکے رابطے تو منقطع فرما دے گا کہ وہ تمام کے تمام اس طرح جھڑ جائیں گے جیسے پیڑ کے پتے جھڑ کر ختم ہو جاتے ہیں۔

☆ پچھلے سال میں آپ کی خدمت میں عرض کر رہا تھا کہ حضور ﷺ "رحمۃ اللعالمین" اسلئے ہیں کہ آپ العالمین کی اصل ہیں اور ہر اصل کے اندر فرع کیلئے رحمت ہوتی ہے، لہٰذا "العالمین" کیلئے حضور ﷺ کے اندر طبعاً رحمت ہے اور حضور ﷺ جب اصل ہیں تو فرع کو جو کچھ ملے گا اصل سے ملے گا جیسے درخت کو جڑ کے بغیر کچھ نہیں مل سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ خدا نے جو کچھ دینا تھا وہ مصطفیٰ ﷺ کو دے دیا ہے کہ اے میرے محبوب! کائنات کی اصل اور جڑ تو آپ ﷺ ہیں اور شاخوں کو جو کچھ دینا ہے وہ آپ ہی نے دینا ہے اور تقسیم کرنا ہے، اس لئے میرے محبوب! میں تجھے دوں گا اور تو آگے شاخوں کو دے گا۔

☆ اٹھارہ ہزار عالم جنکے اندر زمین و آسمان اور انکی تمام مخلوق، جن و انس، ملائکہ، چرند و پرند، نباتات و جمادات، جواہر و اعراض، فوق و تحت، عالم امر و نہی اور عالم برزخ، الغرض تمام خلق کی سرسبزی اور شادابی اس اصل کی مرہون منت ہے۔ جیسے تمام درخت جڑ سے غذا لے کر سرسبز و

شاداب ہے اور جڑ زمین سے غذا لے رہی ہے پھر شاخوں اور پتوں کو پہنچا رہی ہے۔ اسی طرح حضور ﷺ اپنے رب سے تمام فیض لیتے ہیں اور پھر اسے آگے تمام کائنات کو دیتے ہیں۔ اس لئے حضور ﷺ نے فرمایا

واللہ یعطی وانا قاسم

☆ اللہ تعالیٰ دیتا ہے اور میں بانٹتا ہوں۔

☆ تو معلوم ہوگیا کہ حضور ﷺ "رحمۃ للعالمین" ہیں۔

☆ جب یہ ثابت ہوگیا کہ حضور ﷺ "العالمین" کیلئے رحمت ہیں تو دیکھنا ہوگا کہ حضور ﷺ کی دنیا میں کیا رحمتیں ہیں؟ حضور ﷺ کی دنیا میں وہ رحمتیں ہیں کہ جن کو ہم گن نہیں سکتے۔ ہمارے اندر علم و عمل ہے' تقویٰ و پرہیزگاری ہے' ایمان ہے' نیز ہمارے اندر دنیا و آخرت کی نعمتیں اور رحمتیں عالم برزخ کی نعمتیں' اور عالم نوم و یقظہ کی نعمتیں ہیں الغرض دین و دنیا کی تمام نعمتیں ہیں جو ہمارے لئے رحمت ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ ساری نعمتیں اپنے حبیب ﷺ کو عطا فرمائیں اور اللہ تعالیٰ کے حبیب ﷺ نے وہ نعمتیں ہمیں عطا فرمائیں' جنکا شمار نہیں۔ اسلئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وان تعدوا نعمۃ اللہ لا تحصوھا

ترجمہ☆ اور اس نے اپنی ظاہری اور باطنی نعمتیں تم پر پوری کر دیں۔

☆ یہ تمام نعمتیں اور رحمتیں حضور ﷺ کے دامن سے وابستہ ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا

☆ اے میرے محبوب! میں نے تجھے "العالمین" کیلئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

☆ جو نعمت کسی کو ملتی ہے وہ تیرے دامن سے ملتی ہے۔ اسی لئے قرآن کریم نے کہا

انا اعطینک الکوثر

ترجمہ☆ بیشک آپ کو خیر کثیر عطا فرمائی۔

☆ یعنی اے محبوب! میں نے کائنات کی ساری خیر' خیر کثیر تجھے دے دی کہ تو اصل ہے اور العالمین تیری فرع ہیں اور فرع کو جو کچھ ملے گا وہ اصل سے ملے گا۔ اسلئے اے حبیب! آپ العالمین کو میری نعمتیں تقسیم فرماتے رہیں۔

☆ اب میں آپ سے پوچھتا ہوں اگر جڑ کو کچھ ہو جائے تو کیا درخت باقی رہے گا؟ ہرگز نہیں' اگر حضور ﷺ مردہ ہو جائیں تو کیا کائنات باقی رہے گی؟ ہرگز نہیں کیونکہ پھر وہی بات آ جاتی ہے۔ بجلی گھر میں بجلی نہ ہو تو کوئی کہے میرا گھر روشن ہے' سراسر نادانی ہے۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ بجلی گھر میں بجلی ہونے کے باوجود تیرا گھر روشن نہ ہو کیونکہ تو نے ابھی بجلی حاصل ہی نہیں کی۔ میرے آقا ﷺ کی حیات کے باوجود تو مردہ ہو سکتا ہے کیونکہ تو نے ابھی تاجدار مدنی ﷺ سے کنکشن پیدا نہ کیا ہو۔

☆ اے محترم دوستو اور عزیزو! اب ہم اس مقام پر پہنچ گئے ہیں کہ حضور ﷺ تمام جہانوں پر رحمت فرماتے ہیں اور ہر رحمت حضور ﷺ سے ہے یعنی علم و عمل' زہد و تقویٰ و ایمان' حلال و حرام کی تمام تفصیلات' عبادت کے تمام معاملات' عالم برزخ اور عالم عقبیٰ کی ہر راحت' الغرض دین و دنیا کی ہر نعمت اور رحمت حضور ﷺ کے ہاتھوں سے ملی' گویا آپ ﷺ "العالمین" کیلئے رحمت ہیں اور "العالمین" میں سب چیزیں داخل ہیں۔ تو میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ کیا آپ العالمین میں شامل ہیں یا العالمین سے باہر ہیں۔ اگر آپ العالمین سے باہر ہیں تو خدا آپ کا رب کیسے ہوگا؟ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

☆ "الحمد للہ رب العالمین" تم اگر العالمین میں سے نہیں ہو تو وہ تمہارا رب کیسے ہوگا؟ میں کہتا ہوں جہاں تک اللہ تعالیٰ کی ربوبیت جاتی ہے وہاں تک حضور ﷺ کی رحمت جاتی ہے۔ کیوں؟ اسلئے کہ وہ "رحمت" حضور ﷺ کی ذاتی نہیں ہے' آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی "صفت رحمت" کا مظہر ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہیں۔ اب ہر چیز حضور ﷺ کی

رحمت کے دامن میں ہے اور حضور ﷺ عالم کے ہر ذرے پر رحم فرما رہے ہیں۔

شبہ

☆ شاید آپ لوگ یہ کہیں گے حضور ﷺ نے ابوجہل' ابولہب' عتبہ' شیبہ اور یزید پر کون سا رحم کیا ہے؟ کوئی بھی رحم نہیں کیا' تو پھر حضور ﷺ کو رحمۃ اللعالمین کیوں کہہ سکتے ہیں؟ حالانکہ العالمین میں تو یہ لوگ بھی شامل ہیں۔

شبہ کا ازالہ

☆ یہ بتاؤ کیا میرے آقا ﷺ کی رحمت خدا تعالیٰ کی رحمت سے زیادہ ہے؟ خدا تعالیٰ کو رحمٰن و رحیم مانتے ہو کہ نہیں؟ اور

ورحمتی وسعت کل شیء

ترجمہ☆ اور میری رحمت نے ہر چیز کو گھیر لیا۔ (سورہ الاعراف ۱۵۶)

☆ قرآن مجید میں ہے کہ نہیں؟ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "میری رحمت نے ہر شے کو گھیرے میں لے لیا ہے اور میری رحمت کے دامن میں سب ہیں" تو کیا ابوجہل' ابولہب' عتبہ' شیبہ' کعب بن فخر' عبداللہ بن ابی' یزید اور شمر وغیرہ کو اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت میں لے لیا ہے کہ نہیں' پھر کیا یہ سب جنتی ہو گئے؟ سمجھ میں نہیں آتا کہ حضور ﷺ کی رحمت پر اعتراض ہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت پر کوئی اعتراض نہیں' ارے اللہ تعالیٰ کی رحمت کا مظہر تو حضور ﷺ ہیں۔ خدا کی قسم حضور ﷺ کی رحمت تو خدا ہی کی رحمت کا ظہور ہے اور وہ سب کو اپنے گھیرے میں لئے ہوئے ہے۔ مگر کیا کیا جائے؟ کوئی خود ہی اس رحمت سے استفادہ نہ کرے تو اس کا اپنا مقدر ہے۔ قرآن مجید کہتا ہے

وننزل من القرآن ماھو شفاء و رحمۃ للمؤمنین

ترجمہ☆ قرآن مجید میں ہم وہ چیز نازل فرماتے ہیں جو ایمان والوں کیلئے رحمت اور شفا ہے۔ (بنی اسرائیل ۸۲)

☆ قرآن مجید شفا اور رحمت ہے کہ نہیں' بیشک قرآن مجید شفا اور رحمت ہے لیکن کروڑوں انسان جو قرآن مجید کو نہیں مانتے اور اسکا انکار کرتے ہیں تو ان کیلئے شفاء ہے' نہ رحمت۔ بلکہ قرآن مجید نے فرمایا

ولا یزید الظالمین الا خسارا

ترجمہ☆ اور وہ نہیں زیادہ کرتا ظالموں کیلئے مگر نقصان کو (بنی اسرائیل ۸۲)

☆ قرآن مجید تو رحمت ہے مگر اس کیلئے جو اس سے رحمت حاصل کرے اگر کوئی قرآن مجید سے رحمت حاصل نہیں کرتا تو یہ اس کا قصور ہے قرآن مجید کا نہیں۔ یہ قصور تو اس کا ہے جس نے قرآن مجید سے رحمت حاصل نہیں کی۔ مولانا سعدی کا ایک شعر یاد آیا ہے انہوں نے کہا

بارانکہ در لطافت
طبعش خلاف
نیست
در باغ لالہ روید و
در شورہ بوم و
خس

☆ بارش کہ اس کی طبیعت کے پاکیزہ ہونے میں کوئی اختلاف نہیں باغ میں گل لالہ گاتی ہے اور خراب زمین کانٹے اور گھاس۔

☆ فرماتے ہیں جو بارش چمنستان میں برستی ہے وہی بارش خارستان میں بھی برستی ہے۔ اچھی زمین اور چمنستان میں بارش سے پیداوار ہوتی ہے اور پھول اور پھل اگتے ہیں مگر شور زدہ زمین میں ایسی بارش سے کانٹے دار جھاڑیاں ہی پیدا ہوتی ہیں۔ تو اب کوئی کہے کہ یہ باران کیا ہوئی اس سے تو سارے کانٹے ہی کانٹے ہو گئے۔ تو یہ یاد رکھو اس میں باران رحمت کا کوئی قصور نہیں ہے قصور اس زمین کا ہے جس میں شور تھا یہ قرآن حضور ﷺ کی رحمت کا قصور نہیں۔ یہ ابو جہل کی زمین کا قصور تھا اس کو شور لگا ہوا تھا جس قدر رحمت کی بارش ہوتی گئی اس قدر کانٹے بڑھتے گئے کیونکہ شور زمین میں جتنی بارش ہو گی کانٹے پیدا ہوتے جائیں گے اور خارستان بڑھتا جائے گا تو اس لئے فرمایا

ولا یزید الظالمین الا خسارا

☆ قرآن رحمت ہے چونکہ ظالموں کے اندر اس رحمت کو حاصل کرنے کی استعداد ہی نہیں ہے۔ اس لئے جتنا قرآن نازل ہوگا' اتنا ہی انکار کریں گے اور مزاق اڑائیں گے لہٰذا خسارا بھی اسی قدر بڑھتا جائے گا۔ کانٹوں میں اسی قدر اضافہ ہوتا جائے گا۔ تو پتہ چلا کہ قصور حضور ﷺ کی رحمت کا نہیں بلکہ ان کا ہے جن کے دلوں کو شور لگا ہوا ہے' نفاق اور شرک کی دیمک جن کے دلوں کو لگی ہوئی ہے اور اگر مصطفیٰ ﷺ کی رحمت پر یہ قصور عائد کرو گے تو قصور خدا کی ذات پر بھی آئے گا اسلئے کہ حضور ﷺ کی رحمت کا مظہر اتم اور مظہر اعلیٰ ہیں اور خدا قصور سے پاک ہے۔ لہٰذا اس کی رحمت کے مظہر اتم بھی قصور سے پاک اور مبرا ہیں۔

☆ بہر حال "وما ارسلنٰک الا رحمۃ للعالمین " بے شک میرے آقا ﷺ سارے عالموں پر رحمت فرمانے والے ہیں۔ یہ سارے عالم' زمین وآسمان اور اس کی مخلوق اور تمام کائنات سب پر حضور ﷺ کی رحمت ہے۔ پھر العالمین تو بڑی چیز ہے کسی ایک شخص پر بھی اس وقت تک رحم نہیں کیا جا سکتا جب تک راحم میں یہ چار شرطیں نہ ہوں بلکہ رحم کرنے کیلئے یہ چار شرطیں ضروری ہیں۔ پہلی شرط تو یہ خود قابل رحم ہوگا وہ دوسرے پر کس طرح رحم کرے گا مگر

آقا ﷺ قرآن کی رو سے العالمین سے "العالمین" پر رحم فرمانے والے ہیں اگر ہم کہتے ہیں معاذ اللہ وہ تو مر کر مٹی ہو گئے تو بتایئے وہ رحم کیسے کریں گے؟ کیا کوئی مردہ بھی کسی پر رحم کر سکتا ہے؟ نہیں' ہرگز نہیں کر سکتا حضور ﷺ حیات ابدی کے ساتھ زندہ ہیں اور وہ تو وہ قوت اور حیات رکھتے ہیں جو پوری کائنات میں نہیں ہے بلکہ پوری کائنات کو زندگی بخشنے والے ہیں اور آپ ﷺ ہی پوری کائنات کی قوت حیات ہے اور آپ ﷺ کی قوت حیات کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ ایک آدمی آدھا سیر آٹا پیتا ہے اور دوسرا آدمی چار ہزار من آٹا پیتا ہے۔ تو آپ بتایئے زیادہ طاقت کس کی ہوگی اور زیادہ قوت حیات کس کے اندر ہوگی تو صاف ظاہر ہے چار ہزار من آٹا پیسے گا طاقت اس کے اندر زیادہ ہوگی۔ کوئی آدمی صرف ایک شخص پر رحم کرتا ہے اور ایک ذات مقدسہ ساری کائنات پر رحم کرتی ہے۔ فرق تو واضح ہے تو پتہ چلا کہ ساری کائنات کے اندر وہ حیات نہیں ہے جو مصطفیٰ ﷺ کے اندر ہے کیونکہ جب تک کوئی زندہ نہ ہو تو وہ راحم ہو ہی نہیں سکتا اور میرے آقا ﷺ راحم ہیں۔ راحم بعد کو ہونگے اور زندہ پہلے مانو گے۔ پھر خالی زندہ ہونے سے بھی رحم نہیں ہوتا دوسری اور بات بھی ضروری ہے' وہ کیا ہے؟ کہ رحم کرنیوالا زندہ بھی ہو اور جس پر رحم کرتا ہے اس کا حال بھی جانتا ہو اگر کوئی زندہ ہو مگر حال نہ جانتا ہو تو وہ کوئی رحم نہیں کر سکتا۔ آپ دیکھیں میں ملتان سے آیا اور میں نے کہا مدینہ والو! مجھ پر رحم کرو تو آپ

کہیں گے کہ بھائی اپنا حال بتاؤ ہم رحم کرنے کو تیار ہیں میں کہوں کہ بھائی حال مت پوچھو۔ بس رحم کردو تو آپ کہیں گے کہ حال تو بتانا پڑے گا کہ اگر آپ بھوکے ہیں تو ہم آپ کو کھانا کھلا کر رحم کردیں' اگر آپ پیاسے ہیں تو ہم آپ کو پانی پلا کر آپ پر رحم کردیں' اگر آپ بیمار ہیں تو ڈاکٹر کو بلوا کر دوا دیکر آپ پر رحم کردیں' اگر آپ کے پاس رقم نہیں ہے تو آپ کو رقم دیکر آپ پر رحم کردیں۔ اگر وطن واپس جانے کیلئے بے قرار ہیں تو ہم آپ کو وطن پہنچا کر رحم کردیں' مگر اپنا حال تو بتاؤ! تو آپ کہیں گے کہ جب تک حال معلوم نہ ہو تو کوئی رحم نہیں ہو سکتا۔

☆ میرے آقا ﷺ کسی ایک پر رحم کرنے والے نہیں بلکہ آپ "العالمین" پر رحم کرنے والے ہیں۔ پہلے تو آپ کو زندہ مانو کیونکہ آپ ﷺ زندہ نہ ہوں تو رحم نہیں ہو سکتے۔ فقط آپ ﷺ کو زندہ ماننے سے کام نہیں ہوگا بلکہ یہ کہوں کہ آپ ﷺ زندہ بھی ہیں اور "العالمین" کا حال بھی دیکھ رہے ہیں۔ اگر "العالمین" کا حال آپ ﷺ کی نگاہوں کے سامنے نہ ہو تو خالی زندہ تو کوئی بھی رحم نہیں کرسکتا۔ اسی لئے حضور ﷺ نے فرمایا

ان الله رفع لی الدنیا فانا انظر الیها والی ماهو کائن فیها کانما انظر الی کفی هذا الی یوم القیمة

ترجمہ ☆ اللہ عزوجل نے میرے سامنے ساری دنیا کو پیش فرمادیا پس میں اس دنیا کو اور جو اس میں قیامت تک ہونے والا ہے اس طرح دیکھ رہا ہوں جیسے اپنے ہاتھ کو۔ (کنز العمال ص ۴۲ ج ۱۱)

☆ یعنی خدا نے ساری کائنات کو میری نگاہوں کے سامنے رکھ دیا ہے اور میں عالم کے ذرے ذرے کو نگاہ رسالت سے دیکھ رہا ہوں بلکہ میں تو پھر بھی کہوں گا کہ میرے آقا ﷺ سب کو دیکھ رہے ہیں اور سب کے حال کو جان رہے ہیں' سب کے ظاہر کو بھی دیکھ رہے ہیں' سب کے باطن کو بھی' سب کے جسموں کو بھی دیکھ رہے ہیں اور سب کی ارواح کو بھی' یہاں تک کہ میرے آقا ﷺ وہ دیکھتے ہیں جو ہم نہیں دیکھ سکتے' حضور ﷺ وہ جانتے ہیں جو ہم نہیں جان سکتے۔ اسلئے میں کہتا ہوں کہ میں اپنا حال نہیں جان سکتا مگر میرے آقا ﷺ میرے حال سے بخوبی آگاہ ہیں کیونکہ اگر وہ حال نہ جانیں تو رحم کیسے کریں؟ اور رحم کرنے کیلئے تو حال کا جاننا ضروری ہے۔ پتا چلا کہ "العالمین" پر رحم کرنے کیلئے وہ زندہ بھی ہیں اور "العالمین" کا سب حال مصطفیٰ ﷺ کی نگاہوں کے سامنے بے حجاب بھی ہے یعنی وہ سب کچھ جانتے ہیں۔ اور حال جاننے سے بھی کچھ نہیں ہوگا تیسری شرط اور بھی ہے اور وہ یہ کہ کوئی زندہ بھی ہو' حال بھی جانتا ہو' مگر رحم جب ہی کرسکتا ہے کہ اسکو "معلوم" پر رحمت اور نعمت پہنچانے کی قدرت اور اختیار بھی ہو۔ اگر اسکو قدرت اور اختیار نہیں ہے تو وہ رحم نہیں کرسکتا خواہ زندہ بھی ہو اور حال بھی جانتا ہو۔

☆ میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ جب لوگ کسی بے قصور آدمی کو پکڑ لیتے ہیں اور وہ آپ کو مدد کیلئے پکارتا ہے تو آپ اس وقت زندہ بھی ہوتے ہیں اور حال بھی جانتے ہیں کہ یہ شخص بھی بے قصور ہے مگر ایمان سے کہنا کہ آپ کچھ کرسکتے ہیں؟ صحیح یہ ہے کہ کچھ نہیں کرسکتے' اسلئے کہ آپ کو کوئی قدرت اور اختیار حاصل نہیں ہے۔ تو معلوم ہوا کہ قدرت اور اختیار کے بغیر بھی رحم نہیں ہو سکتا خالی زندہ ہونے سے اور حال جاننے سے رحم نہیں ہو سکتا' رحم تب ہی ہو سکتا ہے کہ زندہ بھی ہو حال بھی جانتا ہو اور قدرت اور اختیار بھی رکھتا ہو۔ اسلئے اللہ عزوجل نے فرمایا

وما ارسلنك الا رحمة للعالمین

ترجمہ ☆ پیارے حبیب! ہم نے سارے عالموں کیلئے آپ کو رحمت کرنے والا بنا کر بھیجا ہے۔

☆ آپ ﷺ زندہ بھی ہیں اور "العالمین" کے ذرے ذرے کا حال بھی جانتے ہیں اور "العالمین" کے ذرے ذرے پر قدرت اور اختیار رکھتے ہیں جب چاہیں جبل پر کھڑے ہو کر انگلی کے اشارے سے چاند کو دو ٹکڑے کردیں جب چاہیں ڈوبے ہوئے سورج کو انگلی کے اشارے سے واپس بلالیں۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو اپنے ایک کام سے بھیجا جو دراصل اللہ عزوجل کا کام تھا اللہ عزوجل کے دین کا کام تھا وہ

جب حاضر ہوئے تو نماز عصر ہو چکی تھی۔ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے ابھی تک نماز عصر نہیں پڑھی تھی مگر سرکار ﷺ ان کی ران پر سر مبارک رکھ کر سو گئے۔ اب حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے سوچا کہ حضور ﷺ کو جگا کر عصر کی نماز پڑھوں یا عصر کی نماز کو حضور ﷺ کی نیند پر قربان کر دوں۔ کیا کروں؟ بالآخر حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کا فیصلہ یہ تھا کہ سرکار ﷺ کا جمال دیکھتے رہو اور حضور ﷺ کو آرام فرمانے دو کیونکہ نماز تو قضا بھی پڑھی جا سکتی ہے مگر نگاہ جو جمال رسالت سے ہٹ جائے گی تو اس کی قضا نہیں ہو سکتی۔ معلوم نہیں زندگی میں پھر ایسا کوئی موقع ملے یا نہیں لہٰذا حضور ﷺ کو نہ جگایا، حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ اسی خیال میں رہے۔ یہاں تک کہ سورج ڈوب گیا اور انہوں نے حضور ﷺ کو نہ جگایا جبکہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ

حافظوا علی الصلوٰت والصلوٰۃ الوسطیٰ وقوموا للہ قانتین

ترجمہ☆ سب نمازوں کی پابندی کرو اور خصوصاً درمیانی نماز کی اور کھڑے ہو اللہ تعالیٰ کے حضور ادب سے۔ (سورہ بقرہ ۲۳۸)

☆ ذرا غور فرمائیے حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے اپنی اس نماز کو حضور ﷺ کی بے مثال نیند پر قربان کر دیا۔ جب حضور ﷺ بیدار ہوئے تو حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو غمگین پا کر وجہ دریافت فرمائی حالانکہ حضور ﷺ کی نیند بھی ہماری نیند جیسی نہ تھی، بخاری شریف میں ہے۔ "تنام عینہ ولا ینام قلبہ" کہ آپ کی آنکھیں سوتی ہیں اور دل جاگتا ہے، جس کا یہ عالم ہو اسے خود پر قیاس کرنا کتنی بڑی نادانی ہے۔

شبہ اور اس کا ازالہ

☆ شاید آپ کو کہیں کہ جب بات یہ تھی تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ حضور ﷺ نے جان بوجھ کر حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی نماز قضا کرا دی، جب آپ ﷺ کا قلب اطہر نیند میں نہیں ہوتا تو حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو بیٹھنے اور سورج کو غروب ہوتا دیکھ ان کو وقت پر نماز ادا کرنے کا حکم فرماتے۔ میں یہ کہوں گا یہ بات ہرگز نہیں بلکہ اس کی وجہ یہ تھی کہ حضور ﷺ تو کوئی کام خود سے کرتے ہی نہیں

وما ینطق عن الھوی ان ھوالا وحی یوحی

☆ اور وہ اپنی خواہش سے کلام نہیں فرماتے نہیں ہوتا ان کا فرمانا مگر وحی جو (ان کی طرف) جاتی ہے۔ یعنی اگر حضور ﷺ بولتے ہیں تو وہ خدا کی بات ہوتی ہے۔ وہ خود سے کچھ کرتے ہی نہیں بلکہ وہ جو کچھ بھی کرتے ہیں وہ خدا کا کیا ہوتا ہے۔

وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی

ترجمہ☆ گویا ان کا ہاتھ خدا کا ہاتھ ہے۔

ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیھم

ترجمہ☆ بے شک جو لوگ آپ کی بیعت کرتے ہیں وہ اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں، ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے۔

☆ یہ محققین کا قول ہے، یہ ان لوگوں کا قول ہے جو مرکز روحانیت ہیں وہ اس شبہ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ جب حضور ﷺ سوئے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے جمال الوہیت کو اپنے محبوب کی نگاہوں کے سامنے بے حجاب کر دیا کہ پیارے حبیب! تو میرے حسن و جمال کو دیکھتا رہ پھر کیا تھا حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کے حسن و جمال کو دیکھنے میں ایسے مشغول ہوئے کہ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی نماز قضا ہو گئی۔ جب سورج ڈوب گیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ میرے محبوب! ذرا ادھر بھی توجہ فرمائیے، اب جو دیکھا کہ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی نماز قضا ہو گئی ہے تو حضور ﷺ نے یوں دعا فرمائی

الھم ان علیا کان فی طاعتک و طاعۃ نبیک فاردد علیہ الشمس

ترجمہ☆ اے اللہ تعالیٰ تو خوب جانتا ہے علی تیری اور تیرے نبی کی اطاعت میں تھا (اور اس

کی نمازِ عصر قضا ہوگئی) تو اس پر سورج کو واپس کر دے۔

☆ پھر حضور ﷺ نے اپنے مبارک انگلیوں سے سورج کو اشارہ فرمایا تو ایسا معلوم ہوا کہ سورج حضور ﷺ کی مبارک انگلیوں سے بندھا ہوا تھا۔

☆ تو پتہ چلا کہ آپ ﷺ زندہ ہیں، (۲) ہر ذرے ذرے کا حال بھی جانتے ہیں (۳) رحم کرنے کی قدرت اور اختیار بھی رکھتے ہیں، میں آپ ﷺ کی قدرت اور اختیار کا کیا حال بتاؤں میرا تو ایمان ہے کہ جہاں ساری کائنات بے اختیار ہو اور سارا جہاں مجبور ہو اللہ ﷻ کا نبی وہاں بھی مختار ہوتا ہے، سنا ہے۔

فاذا جاء اجلهم لا يستاخرون ساعته ولا يستقدمون

ترجمہ☆ پھر جب ان کی میعاد آ جائے گی تو وہ ایک گھڑی نہ پیچھے ہٹ سکیں گے اور نہ آگے بڑھ سکیں گے۔

☆ فرمان خداوندی ہے یا نہیں؟ جب موت کا فرشتہ کسی کے پاس آ جائے تو کوئی جرأت کر کے یہ کہہ سکتا ہے کہ اے عزرائیل آج نہ کل آ جانا! ہرگز نہیں لیکن میں خدا کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ نبی کو یہ اختیار ہے کہ وہ چاہے موت کے فرشتے کو آنے دے یا چاہے تو نہ آنے دے، وہ دنیا میں رہنا چاہے یا آخرت میں جانا چاہے تو اس کو اختیار حاصل ہے اور اگر کوئی فرشتہ نبی کی اجازت کے بغیر آ جائے تو صحیح وسالم واپس نہیں جا سکتا، دیکھئے بخاری و مسلم کی متفق علیہ حدیث ہے کہ جب حضرت عزرائیل علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا آپ کیسے آئے ہیں؟ "فقال له" عرض کیا "اجب ربك" اپنے رب کے بلاوے پر لبیک کہیئے۔ یعنی میں قبض روح کے ارادے سے آیا ہوں۔ بس حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جلال آ گیا راوی کہتا ہے

فلطم موسى عين ملك الموت ففقأها فقال فرجع الملك الى الله فقال انك ارسلتني الى عبدلك لا يريد الموت وقد فقا عيني

ترجمہ☆ حضرت موسیٰ نے طمانچہ مار کر ملک الموت کی آنکھ نکال دی، ملک الموت بارگاہ خداوندی میں جا کر عرض گذار ہوئے، مجھے ایسے بندے کے پاس بھیجا جو مرنا نہیں چاہتا اور اس نے آنکھ نکال دی۔

☆ یہ موت کا فرشتہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا کچھ نہ کر سکا، حالانکہ وہ جلیل القدر فرشتہ ہے کہ جو بادشاہ، امیر، کبیر اور پہلوان جس کے پاس پہنچ جائے کوئی اعتراض کی جرأت نہیں کر سکتا، گویا سارا جہان موت کے فرشتے کے سامنے مجبور ہے، لیکن اللہ ﷻ کے نبی کی تو بات ہی اور ہے جب نبی کی بارگاہ کی باری آئی تو یہی موت کا فرشتہ مجبور کھڑا ہوا ہے۔ اللہ اکبر پھر ملک الموت! اللہ ﷻ کی بارگاہ میں پہنچ گیا، آنکھ اٹھائی اور عرض کیا اے اللہ ﷻ تو نے مجھے اپنے ایک ایسے بندے کے پاس بھیجا جو تیری طرف آنا نہیں چاہتا اور میری آنکھ نکال دی ہے، میں آنکھ کا ڈھیلا لے کر حاضر ہوا ہوں، حدیث شریف میں آیا ہے

فرد الله عينه

ترجمہ☆ اللہ نے اس کی آنکھ ان پر واپس کر دی۔

☆ اور فرمایا جا اب کلیم کو راضی کرو۔ دیکھئے! ایسا نہیں ہے کہ اللہ ﷻ نے کلیم علیہ السلام کو عتاب کیا ہو کہ وہ تو میرا فرشتہ تھا میں نے اس کو بھیجا تھا تم نے اس کو طمانچہ کیوں مارا بلکہ دوبارہ حکم ہوا کہ جا کر میرے کلیم کو راضی کرو۔

☆ یہاں پر محدثین کرام نے ایک بڑے مزے کی بات کہی ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کے طمانچہ سے حضرت ملک الموت کی ایک آنکھ پھوٹی اور وہ قائم رہ گئے حالانکہ موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ میں اتنی طاقت ہے کہ اگر وہ طمانچہ ماریں تو فرماتے ہیں

لاندلت السموات والارض

ترجمہ☆ کہ سارے آسمان اور زمین چورا چورا ہو جائیں۔

☆ غور فرمایئے جب کلیم علیہ السلام کے بازو میں اتنا زور ہے تو حبیب ﷺ کے بازو میں کتنا

زور ہوگا اسلئے مجھے کہنے دیجئے کہ نبی وہاں مختار ہوتا ہے جہاں سارا جہان مجبور ہوتا ہے فرشتے کو یہ طاقت حاصل نہیں کہ وہ کسی نبی کی روح جبراً قبض کر کے لے جائے۔ یہ نبی کو اختیار ہے کہ وہ اس دنیا سے جائے یا نہ جائے۔ میرے دوستو! جسے ہم کہتے ہیں کہ رحم کرنا قوت اور اختیار کے بغیر نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ نے واضح فرما دیا۔

وما ارسلنک الا رحمتہ للعالمین

☆ تو معلوم ہوا کہ حضور ﷺ زندہ ہیں، کائنات کے ذرے ذرے کا حال جانتے ہیں اور کائنات کے ہر ذرے پر کمال قدرت اور اختیار بھی رکھتے ہیں۔ پھر یہ بھی ذہن نشین رہے کہ خالی صرف زندہ ہونے، حال جاننے اور قدرت و اختیار سے بھی کچھ نہیں ہوتا، جب رحم کرنے والا اس کے قریب نہ ہو تو رحم نہیں کرسکتا، رحم کرنے کیلئے ایک چوتھی بات بھی ضروری ہے اور وہ ہے قرب۔ اگر کوئی شخص زندہ بھی نہ ہو، مظلوم و مرحوم کو جانتا بھی ہو پھر اس پر رحم کرنے کی قدرت اختیار بھی رکھتا ہو، لیکن رحم کرنے والا مشرق میں ہو اور جس پر رحم کیا جائے گا وہ مغرب میں ہو تو پھر بھی رحم کرنیوالا کچھ نہیں کرسکتا یعنی جب تک راحم مرحوم کے قریب نہ ہو، رحم نہیں ہوسکتا۔

☆ میرے دوستو اور عزیزو! میرے آقا ﷺ اللہ تعالیٰ کے حکم سے "العالمین" پر رحم کرنیوالے ہیں۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ (۱) آپ زندہ ہیں (۲) "العالمین" کا حال جانتے ہیں (۳) "العالمین" پر پوری قدرت اور اختیار رکھتے ہیں اور (۴) آپ ﷺ "العالمین" کے ذرے ذرے کے قریب بھی ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

ورحمتی وسعت کل شیء

ترجمہ ☆ میری رحمت نے ہر چیز کو گھیر لیا ہے۔

☆ یعنی میری رحمت ہر شے کو گھیرے میں لئے ہوئے، رحمت خداوند کی صفت ہے مگر اللہ تعالیٰ نے اپنی صفات کا مظہر اتم اپنے حبیب ﷺ کو بنایا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کا مظہر اتم حضرت محمد ﷺ کی روحانیت کے دامن میں، عالم کے ذرے ذرے کو لیا ہوا ہے۔ کائنات کا کوئی ذرہ ایسا نہیں ہے جو مصطفیٰ ﷺ سے دور ہو اور اگر کوئی چیز حضور ﷺ سے دور ہو تو پھر حضور ﷺ رحم نہیں کرسکتے۔ مگر آپ تو سب پر رحم کرتے ہیں۔ اس لئے آپ سب کے قریب ہیں۔

رحمت عالم سب کے قریب کیسے ہیں؟

☆ آپ ﷺ سب کے قریب کیسے ہیں؟ یہ عقدہ حل طلب ہے، واقعی یہ ایک اہم اور جاندار سوال ہے کہ ایک ذات تمام کے قریب کیسے ہوسکتی ہے؟ بظاہر یہی لگتا ہے کہ ایک فرد جب کسی ایک سے قریب ہوگا تو اس کے علاوہ باقی سب سے دور ہوگا، یہ ممکن ہی نہیں کہ فرد واحد افراد کائنات میں سے ہر ایک کے قریب ہو، اس کا جواب یہ ہے کہ جن دو چیزوں کی نزدیکی مقصود ہے اگر وہ دونوں ہی کثیف ہوں تو واقعی ایسا ہوگا تو فرد واحد زماں و مکاں میں مختلف افراد سے بیک وقت قریب نہیں ہوسکتا لیکن اگر دونوں لطیف ہوں یا دونوں میں سے ایک لطیف ہو تو جو لطیف ہوگا وہ ایک ہی وقت میں سب موجودات کائنات سے قریب ہوسکتا ہے، اس میں نہ تو محال عقلی لازم آتا ہے نہ شرعی، مثلاً اسی محفل میں دیکھیں جو آدمی وہاں مجھ سے دور بیٹھا ہوا ہے میری آواز اسکے کانوں میں بھی جا رہی ہے عجیب حیرت کی بات ہے کہ میں تو اس سے دور ہوں مگر میری آواز اس کے کانوں تک پہنچ رہی ہے اسکی کیا وجہ ہوسکتی ہے؟ اسکی وجہ یہ ہے کہ میرا جسم کثیف ہے اور آواز لطیف ہے، جو لطیف ہو وہ قریب ہوا کرتا ہے اور مصطفیٰ ﷺ تو ایسے لطیف ہیں کہ کائنات میں ان جیسا کوئی لطیف ہے ہی نہیں۔ مجھے اس موقع پر حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کی بات یاد آتی ہے کہ آپ نے فرمایا "حضور ﷺ کا سایہ نہیں تھا کیونکہ حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کا نور ہیں اور نور کا سایہ نہیں ہوتا" پھر کیا مزے کی بات فرمائی۔ فرماتے ہیں کہ "ہر سایہ سائے والے سے زیادہ لطیف ہوتا ہے" دیکھئے ایک میں ہو، ایک میرا سایہ۔ اسی طرح ایک آپ ہیں اور ایک آپ کا سایہ، ایک دیوار ہے اور ایک دیوار کا سایہ بالکل اسی طرح یہی چیز درخت اور اس کے سائے میں بھی ہے۔ اب سائے کی لطافت دیکھئے کہ ہم لوگ گرمیوں میں دیواروں اور

درختوں کا سایہ تلاش کرتے ہیں تاکہ سکون حاصل کرسکیں ذرا بیٹھ جائیں اور سانس لے لیں' اب ہم میں سے کسی ایک نے سایہ دار درخت دیکھا اور ستانے کیلئے اس کے نیچے جا کر بیٹھ گیا' درخت کا سایہ اس پر پڑ رہا ہے' مگر نہ تو اس پر کوئی بوجھ ہے اور نہ ہی وہ کوئی تکلیف محسوس کر رہا ہے' لیکن اگر خدانخواستہ کوئی درخت یا دیوار اس پر گر پڑے تو اس بیچارے کا کیا بنے گا؟ پتہ چلا کہ درخت کا سایہ درخت سے لطیف ہوتا ہے' اگر حضور ﷺ کا سایہ ہوتا تو وہ حضور ﷺ سے زیادہ لطیف ہوتا' حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ علیہ فرماتے ہیں کہ "حضور ﷺ کا سایہ کہاں سے پیدا ہوتا؟"

☆ معلوم ہوا کہ میرے آقا ﷺ ایسے لطیف ہیں کہ حضور ﷺ جیسی لطیف شے کائنات میں پیدا ہی نہیں ہوئی اور مجھے کہنے دیجئے کہ سرکار ﷺ وہاں تک پہنچے جہاں جبرائیل تو درکنار آواز تک نہیں پہنچ سکتی' ارے آواز تو وہاں پہنچے گی جہاں کوئی وقت ہوگا اور جگہ ہوگی۔ میرے آقا ﷺ وہاں پہنچے جہاں نہ کوئی زمان تھا نہ کوئی مکان' جہاں نہ یہاں تھا نہ وہاں۔ معلوم ہوا کہ جہاں آواز بھی نہ پہنچ سکے وہاں مصطفیٰ ﷺ پہنچ سکتے ہیں لہذا حضرت محمد ﷺ ایسے لطیف ہیں کہ "العالمین" میں کوئی شے مصطفیٰ ﷺ کے برابر نہیں ہے۔ اسلئے آپ ﷺ "العالمین" کے ذرے ذرے کے قریب بھی ہیں پھر قریب ہونے کیلئے ضروری ہے کہ آپ ﷺ کو ساری کائنات سے زیادہ لطیف تسلیم کرے لہذا حضور ﷺ کے "رحمتہ اللعالمین" ہونے پر ان کا ایمان ہے اور جو شخص حضور ﷺ کو اپنے جیسا کثیف مانتا ہے وہ تو آپ کو قریب مان ہی نہیں سکتا اور جو قریب نہ ہوگا وہ "رحمتہ اللعالمین" کیسے ہوگا؟

☆ الحمدللہ ثم الحمدللہ! یہ تمام مسائل ایک ہی آیت کریمہ کی روشنی میں حل ہوگئے۔ جیسے

صاحب قرآن ﷺ سے نسبت نہ ہوا سے قرآن ﷺ سے نسبت کیسے ہوگی؟ اور صاحب قرآن ﷺ کا ردو عالم محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔ میں پھر یہ عرض کروں گا کہ حضور ﷺ کے رحمت ہونے میں کوئی شک و شبہ نہیں کرسکتا مگر

باران کہ در لطافت

طبعش خلاف

نیست

در باغ لالہ رویلو در

شور بوم و خس

☆ ارے ان کی رحمت کا کوئی قصور نہیں ہے مگر اس سے لینے والا بھی تو کوئی ہو لہذا دامن کو پھیلاؤ اور حضور ﷺ کی بارگاہ میں بڑھ کر استعداد پیدا کرو تا کہ حضور ﷺ کی رحمت ہمیں نصیب ہو جائے۔

حقائق کائنات بزبان مصطفی ﷺ

☆ محترم حضرات! دعوت اسلامی کی دعوت پر یہ فقیر حاضر ہوا۔ مجھے اللہ عزوجل کی رحمت سے امید ہے اور انتہائی مسرت اس امر کی ہے کہ انشاءاللہ دعوت اسلامی کی یہ آواز جو کہ کراچی سے اٹھی ہے اور عنقریب پورے ملک میں پھیل جائے گی۔ آپ کے دل میں یہ ایک خیال پیدا ہوگا کہ نماز اور کلمہ کی تبلیغ کیلئے کئی جماعتیں موجود ہیں۔ ہمیں اس دعوت اسلامی کی تشکیل کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ تو میں نہایت اختصار اور جامعیت کیساتھ اس حقیقت کو واضح کروں گا کہ اللہ عزوجل نے کائنات کی ہر چیز کو ایک ظاہری حقیقت سے نوازا

ہے اور ایک باطنی ہے۔ تفصیل کا موقع نہیں اور نہ اتنا وقت ہے کہ تمام حقائق کائنات کو الگ الگ بیان کروں البتہ قرآن حکیم کی یہ آیت کریمہ اس تمام تفصیل کو اپنے اندر لئے ہوئے ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

سنریهم ایتنا فی الافاق وفی انفسهم حتی یتبین لهم انه الحق

ترجمہ☆ عنقریب ہم انہیں اپنی (قدرت کی) نشانیاں دکھائیں گے۔ عالم کے اطراف میں اور انکے نفسوں میں یہاں تک کہ ان پر ظاہر ہو جائے گا یقیناً وہی (قرآن حکیم) حق ہے۔

☆ یعنی عنقریب ہم! انہیں چمکتی ہوئی نشانیاں' آفاق عالم اور انکے نفسوں میں دکھائیں گے۔ یہاں تک کہ یہ ان پر ظاہر ہو جائے کہ حق وہی ہے جو حضرت محمد ﷺ فرماتے ہیں۔ اس آیت کریمہ میں دو چیزیں ہیں (۱) فی الافاق ۔(۲) وفی انفسهم ۔ یعنی ایک ہے آفاق اور ایک ہے نفس۔ آفاق عالم تمام کائنات کو اپنے اندر لئے ہوئے ہے اور نفس انسانی کیا ہے؟ "فی انفسهم" جو کہ ہم نے اٹھارہ ہزار عالم کائنات میں ظاہر کیا ہے۔ وہ ایک نفس انسانی میں جمع کر دیا ہے آپ یقین کیجئے کہ ایک انسان کا وجود اٹھارہ ہزار کائنات کا مجموعہ ہے گویا اٹھارہ ہزار کائنات کی حقیقتیں ایک انسان کے اندر موجود ہیں۔ یعنی انسان خلاصہ کائنات ہے اور پھر اسکی دو صورتیں ہیں ایک ہے ظاہر اور ہے باطن۔ ہم ایک دوسرے کے وجود کو دیکھ رہے ہیں۔ یہ ہمارا ظاہر ہے جسکو ہم ظاہری آنکھ یعنی بصر سے دیکھ رہے ہیں اور اٹھارہ ہزار کائنات کی حقیقتیں جو ہر انسان کے اندر چھپی ہوئی ہیں وہ اسکا باطن ہیں مگر وہ انسان ان باطنی حقیقتوں کو ظاہری بصر سے نہیں دیکھ سکتا۔ باطنی حقیقتوں کو دیکھنے کیلئے باطنی نظر کی ضرورت ہے جسے بصیرت کہتے ہیں جسکا تعلق قلب کی آنکھ سے ہے اور اس نور بصیرت کا ذکر قرآن حکیم اس آیت میں ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

افمن شرح الله صدره للاسلام فهو علی نور من ربه

ترجمہ☆ تو کیا وہ شخص جسکا سینہ اللہ نے اسلام کیلئے کھولا تو وہ اپنے رب کی طرف سے نور (عظیم) پر ہے۔ (الزمر ۲۲)

☆ اور وہ نور کیسا ہے؟ حدیث شریف میں اسکی تفسیر وارد ہے۔ عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ قال رسول اللہ ﷺ

اتقوا فراسة المؤمن فانه ینظر من نور الله

ترجمہ☆ فرمایا مومن کی نظر سے ڈرتے رہو مومن اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔

☆ وہ نور ایمان اور نور فراست ہے اور اسی نور کا نام نور بصیرت ہے۔

☆ عزیزان محترم! میرے کہنے کا مقصد یہ تھا کہ ایک وہ ظاہری کلمہ اور نماز ہے جو ہمارے ظاہر سے تعلق رکھتی ہے لیکن ہمارے باطن میں اسکا کوئی اثر نہیں پایا جاتا (اسلئے) آج ہمیں اس بات کی ضرورت ہے کہ ہمارا ظاہر و باطن ایک ہو جائے جو نورانیت ہم اپنے جسم کو دینا چاہتے ہیں وہ نور ہم اپنے جسم کو نہیں دے سکتے۔ جب تک کہ باطن کا نور پیدا نہ ہو اور باطن کا نور کیا ہے؟ خوب سمجھ لیجئے! وہ جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی محبت ہے اگر دل میں حضور ﷺ کی تعظیم' حضور ﷺ کا ادب' حضور ﷺ کا احترام اور حضور ﷺ کی محبت نہ ہو یعنی جو دل حضور ﷺ کی محبت سے خالی ہے وہ خواہ کتنی ہی نمازیں پڑھے بالکل بے کار ہیں۔ میں نہیں کہتا اے زبان نبوت ﷺ تجھ پر کروڑوں درود و سلام ہوں۔ میرے آقا و مدار ﷺ نے صاف صاف فرمایا

سیاتی علی الناس زمان لایبقی من الاسلام الا اسمه ولا یبقی من القرآن الا رسمه یقرون القرآن ولا یتجاوز القرآن عن حناجرهم

ترجمہ☆ فرمایا! کہ ایک زمانہ آئے گا کہ اسلام کا نام رہ جائے گا۔ رسم رہ جائے گی لوگ

قرآن پڑھیں گے مگر وہ گلے سے نیچے نہیں اترے گا فرمایا! جب تم انکی نمازوں پر نظر ڈالو گے فرمایا۔

تحقرون صلواۃ کم بصلاتھم وصیام کم بصیامھم

ترجمہ☆ تم اپنی نمازوں کو انکی نمازوں کے مقابلے میں حقیر جانو گے اپنے روزوں کو انکے روزوں کے مقابلے میں حقیر جانو گے مگر انکا حال کیا ہوگا؟

یمرقون من الدین کما یمرق السھم من الرمیہ' وفی زمانہ مساجد ھم عامرۃ وھی خراب من الھدی فایا کم وایاھم ولا یضلونکم لا یضلونکم ولا یفتنونکم

ترجمہ☆ فرمایا! حال یہ ہوگا کہ مسجدیں آباد نظر آئیں گی مگر ہدایت سے ویران ہونگی انکی نمازیں اور انکے روزے بظاہر تمہیں ایسے نظر آئیں گے کہ تمہارے روزے اور تمہاری نمازیں انکے مقابلے میں بالکل حقیر ہوں گی۔

☆ مگر فرمایا "فایاکم وایاھم "تم اپنے آپ کو ان سے بچاؤ اور دور رکھو کیوں؟ اسلئے کہ "لا یضلونکم ولا یفتنونکم "ایسا نہ ہو کہ وہ تم کو بھی لے ڈوبیں اور تم کو بھی گمراہ کردیں کیوں؟ اسلئے کہ بظاہر انکا جسم انکا وجود اور انکی ظاہری حالت دین کے رنگ میں رنگی ہوئی ہوگی مگر اندر کا حال خراب ہوگا "یمرقون من الدین کما یمرق السھم من الرمیہ" وہ دین سے اسطرح دور ہوں گے جیسے کہ تیر کمان سے نکل کر شکار کے جانور میں داخل ہو اور پھر باہر نکل جائے دین میں داخل ہوکر بھی دین سے باہر ہوں گے اور دین کا کوئی اثر ان پر نہ ہوگا کیوں؟ اسلئے کہ انکے دل حضور ﷺ کی محبت سے خالی ہوں گے اور آپ کو معلوم ہے کہ دین اور ایمان حضور ﷺ کی محبت کا نام ہے۔

☆ عزیزان محترم! اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا اور سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام ہیں سب ملائیکہ کو آدم علیہ السلام کے سجدہ کا حکم ہوا سب ملائیکہ نے حکم الٰہی کی تعمیل کی مگر شیطان نے انکار کیا اور شیطان نے کہا کہ "انا خیر منہ "(میں اس آدم سے بہتر ہوں)" خلقتنی من النار و خلقتہ من الطین "(تو نے مجھے آگ سے بنایا اور آدم کو مٹی سے بنایا) چنانچہ شیطان نے آدم علیہ السلام کو سجدہ نہیں کیا سجدہ تعظیمی بجا نہیں لایا تو پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا

فاخرج منھا فانک رجیم وان علیک اللعنۃ الی یوم الدین

ترجمہ☆ تو جنت سے نکل جا بیشک تو مردود ہے اور یقیناً قیامت تک تجھ پر لعنت ہے۔(الحجر)

☆ یعنی اے شیطان! تو جنت سے نکل جا تو رجیم ہے تو راندہ ہوا ہے اور قیامت تک تجھ پر لعنت ہے۔ جب شیطان نے یہ سنا تو اسکے دل میں بہت تکلیف پیدا ہوئی اور کہنے لگا کہ

رب فانظرنی الی یوم یبعثون

ترجمہ☆ اے میرے رب تو مجھے مہلت دے اس دن تک کہ وہ اٹھائے جائیں

قال فانک من المنظرین

ترجمہ☆ بیشک تو ان میں سے ہے جنکو مہلت دی گئی۔

الی یوم الوقت المعلوم

ترجمہ☆ وقت معلوم کے دن تک

☆ مگر یاد رکھ! میرے بندوں پر تیرا زور نہیں چلے گا۔

خیر و شر

☆ آپ کو معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ادھر ہدایت کی راہیں دکھانے کیلئے انبیاء علیہم السلام کو بھیجا اور ادھر گمراہ کرنے کیلئے شیطان کو بھیج دیا۔ گویا خیر و شر کی دونوں طاقتیں انسان کیساتھ لگ گئیں اسلئے کہ اگر ایسا نہ ہوتا تو انسان کا جو کمال شرف تھا وہ کبھی بھی ظاہر نہیں ہوسکتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کیلئے ایک معیار قائم کردیا کہ اگر تو نے میرے دیئے ہوئے اختیار طاقت

اورقوت سے شیطان کومغلوب کر کے اپنے ایمان کو غالب کرلیا تو کامل ہوگیا اور اگر شیطان سے مغلوب ہوگیا تو پھر تیرا کوئی ٹھکانہ نہیں ہے۔ تیرا ٹھکانہ پھر وہی ہوگا جو شیطان کا ہوگا۔

☆ عزیزان محترم! یہ قرآن کہتا ہے شیطان نے مہلت مانگی اللہ تعالیٰ نے فرمایا

فانك من المنظرين

ترجمہ☆ بیشک تو ان میں سے ہے جن کو مہلت دی گئی۔

☆ یعنی میں نے تجھ کو مہلت دے دی۔ بتایئے اللہ تعالیٰ نے شیطان کو گمراہ کرنیکا کیا کوئی منصب عطا فرمایا؟ ہرگز کوئی منصب عطا نہیں فرمایا شیطان نے تو اولاد آدم کو گمراہ کرنے کیلئے مہلت مانگی کہ مجھے مہلت دی جائے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں نے تجھے مہلت دے دی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کو منصب ہدایت عطا فرما کر فرمایا۔

ولكل قوم هاد

ترجمہ☆ ہر قوم کو ہدایت دینے والا بھیجا۔ (الرعد ۷)

☆ نبی ہدایت کا منصب لیکر آیا اور شیطان کے اختیارات کو کوئی گمراہی کا منصب نہیں ملا اسے تو صرف گمراہ کرنے کیلئے مہلت مانگی اور اسکو تو صرف مہلت ہی دی گئی شیطان نے مہلت لیکر انسان کو گمراہ کرنیکی کوشش کی تو اللہ تعالیٰ نے اولاد آدم کو اس سے خبردار کرنے کیلئے فرمایا

يبنى ادم لا يفتننكم الشيطن كما اخرج ابويكم من الجنة ينزع عنهما لباسهما ليريهما سوانهما

ترجمہ☆ اے اولاد آدم! شیطان تمہیں فتنہ میں نہ ڈال دے جسطرح تمہارے ماں باپ کو جنت سے نکالا۔ انکا لباس اتروادیا تا کہ انہیں دکھائے انکی شرم گاہیں یعنی شیطان نے انکا لباس اتروا کر انکا جسم بے لباس کردیا۔

☆ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ شیطان جس نے آدم وحوا کو بے لباس کر دیا کہیں تمہیں فتنہ میں نہ ڈال دے۔

نگاہ شیطان

☆ ارشاد ہوتا ہے

انه يراكم هو وقبيله من حيث لا ترونهم

ترجمہ☆ بیشک تمہیں دیکھتا ہے وہ شیطان اور اسکا کنبہ جہاں سے تم انہیں نہیں دیکھتے۔

☆ یعنی شیطان کو جو میں نے مہلت دی ہے اس مہلت کی بنیاد پر اے اولاد آدم شیطان اور اسکا کنبہ تم کو دیکھ رہا ہے

من حيث لا ترونهم

ترجمہ☆ اے انسانو جہاں سے تم انہیں نہیں دیکھ سکتے۔

☆ گویا وہ شیطان تمہیں ہر طرف سے برابر دیکھ رہا ہے یہ دیکھنے اور گمراہ کرنے کی قوت اسکو ملی وہ صرف مہلت کے طور پر ملی اللہ تعالیٰ نے گمراہی کا کوئی منصب مقرر نہیں کیا کہ شیطان کو اس منصب پر فائز کیا ہو بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت کو پورا کرنے کیلئے اسے مہلت دے دی اور فرمایا اے شیطان! جتنی تیری طاقت ہے وہ صرف کر لے مگر

الا عبادك منهم المخلصين

ترجمہ☆ سوائے تیرے ان بندوں کے جو ان میں سے چن لئے۔ (الحجر ۴۰)

☆ یعنی میرے بندوں کو تو گمراہ نہیں کر سکتا۔ میرے بندے تیرے جال میں نہیں آسکتے تو اللہ تعالیٰ نے انسان کی عظمت، انسان کی قوت اور بزرگی اور انسان کے شرف کو ظاہر کرنے کیلئے شیطان کو یہ مہلت دی تھی۔ آج کل ہو کیا رہا ہے؟ اللہ تعالیٰ کی حکمت تو اپنے مقام پر ہے وہ پوری ہوئی اور ہو کر رہے گی اور قیامت تک وہ حکمت جاری رہے گی لیکن ہم اپنے حال پر غور کریں کہ ہم نے اب تک کیا کیا؟ ہم نے اپنے آپ پر شیطان کو غلبہ دے دیا۔ شیطان نے ہمیں ہر طرف سے دیکھا اور ہم پر حملہ کیا اور ہمیں اپنی راہ پر لگایا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ ہم سے گناہ اور بے پناہ غلیظ کام کرائے کہ اس نے ہمیں جہنم کے کنارے تک پہنچا دیا

حالانکہ یہ وہ شیطان ہے جو صرف گمراہ کرنے کیلئے مہلت مانگ کر آیا تھا۔ اب کیا آپ کی عقل مانتی ہے کہ جسکو صرف گمراہ کرنے کی مہلت ملی ہو اور اسکو اتنی طاقت مل جائے کہ تمام انسانوں کو جہاں سے جس وقت چاہے دیکھ لے اور یہ جانے کہ فلاں انسان کس حال میں ہے۔ اس پر حملہ کروں تو کامیاب ہو جاؤں گا یا نہیں اور اسکی قوت اور اختیار کا یہ حال ہے کہ بخاری اور مسلم میں حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا

ان الشیطان یجری من الانسان مجری الدم

ترجمہ☆ کہ شیطان جسم انسانی میں خون میں دوڑتا ہے۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۱۸ باب الوسوسہ)

☆ جب شیطان راندہ درگاہ ہوا تو اسنے کہا کہ میں بنی آدم کو گمراہ کرنا چاہتا ہوں مجھے مہلت دی جائے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا جا ہم نے تجھ کو مہلت دے دی اور اس مہلت کی بنیاد پر تو بنی آدم کو ہر طرف سے دیکھ سکتا ہے خواہ وہ کہیں بھی ہوں اور اسے یہ اختیار بھی دے دیا کہ

ان الشیطن یجری من ابن آدم مجری الدم

ترجمہ☆ تو انسان کی رگوں میں خون کیطرح دوڑ سکتا ہے۔ (ترجمہ مشارق الانوار ص ۴۲۸)

☆ وہ خون انسانی میں اپنا عمل (گمراہ کرنیکا عمل) برابر جاری رکھے ہوئے ہے اور انسان کو گمراہ کرنے کیلئے اسکی رگ و پے میں برابر دوڑ رہا ہے۔ اسکو فقط گمراہ کرنیکی مہلت ملی تھی اسکو تو اتنی قوت دی کہ وہ ہر انسان کے رگ و ریشے میں دوڑ بھی سکتا ہے اور ہر وقت دیکھ بھی سکتا ہے۔

اختیاراتِ نبی ﷺ

☆ کیا آپ کی عقل اس بات کو تسلیم کریگی کہ جو گمراہی کیلئے مہلت لیکر آیا تھا۔ اسکو تو اسقدر وسیع نظر اور قوی قوت مل جائے کہ ہر انسان کو جہاں کہیں وہ ہو اسکو دیکھ کر گمراہ بھی کر سکے۔ لیکن جن کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت کا منصب دیکر مقرر فرمایا اور فرمایا

ولکل قوم ھاد

☆ اور ارشاد ہوا

ھوالذی ارسل رسولہ بالھدی

ترجمہ☆ اللہ وہ ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت کا منصب عطا فرما کر بھیجا۔ (سورہ توبہ ۳۳)

☆ تو انکو دیوار کے پیچھے کا علم بھی نہ ہو۔ وہ انبیاء علیہم السلام کوئی قوت اور طاقت نہ رکھتے ہوں۔ انکے پاس کوئی علمی اور عملی قوت نہ ہو۔ نہ وہ ہمیں دیکھتے ہوں اور نہ ہمیں کوئی نفع پہنچا سکتے ہوں تو جو منصب ہدایت لیکر آیا اسکے پاس کچھ بھی علم اور قوت نہ ہو اور جو گمراہی کی مہلت لیکر آیا اسکے پاس سب کچھ ہو اور اگر ایسا ہو تو ہر شخص کہیگا کہ ہمارا کیا قصور ہے؟ خدا کی قسم! اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کو منصب ہدایت کی بنا پر وہ قوت عطا فرمائی ہے کہ وہاں شیطان کی طاقت کا کوئی تصور بھی قائم نہیں ہو سکتا کیسے؟ دیکھئے شیطان کیلئے تو یہ ہوا کہ

انہ یراکم ھو وقبیلہ من حیث لا ترونھم

ترجمہ☆ بیشک تمہیں دیکھتا ہے وہ اور اسکا کنبہ جہاں تم انہیں نہیں دیکھتے۔

☆ یعنی شیطان تمہیں ہر طرف سے دیکھ رہا ہے۔ مگر انبیاء علیہم السلام کو کیا نظر عطا فرمائی ارشاد ہوا۔

وکذلک نری ابراھیم ملکوت السموات والارض ولیکون من الموقنین

ترجمہ☆ اور اسیطرح ہم نے دکھائی۔ ابراہیم علیہ السلام کو ساری بادشاہی (کل مخلوقات) آسمانوں اور زمینوں کی اور اسلئے کہ (علم یقین کیساتھ) عین یقین والوں میں سے (بھی)

ہو جائیں۔ (انعام ۷۵)

☆ ارے شیطان تو فقط بنی آدم کو دیکھ رہا ہے مگر نبی کی نظر "ملکوت السموات والارض" کو بھی دیکھ رہی ہے اور نبی کریم ﷺ کو شاہد ہونے کیلئے یہ منصب عطا فرمایا

ترجمہ☆ فرمایا کہ ہر چیز مجھ پر روشن کر دی گئی اور میں ہر چیز کو دیکھ رہا ہوں۔ (کنز العمال ج۱۱ص۴۲۰)

ان اللہ رفع لی الدنیا فانا انظر الیھا والی ما ھو کائن فیھا الی یوم القیمة کانما انظر الی کفی ھذہ

ترجمہ☆ بیشک اللہ ﷻ نے ساری دنیا کو اپنے محبوب ﷺ کی نگاہ کے سامنے پیش کر دیا ہے اور حضور ﷺ دنیا کی ہر چیز کو جو کچھ اسمیں ہو رہا ہے دیکھ رہے ہیں سب کچھ ایسے دیکھ رہے ہیں جیسے کہ کوئی ہاتھ کی ہتھیلی کو دیکھ رہا ہو۔ (کنز العمال ج۱۱ص۴۲۰)

☆ ارے شیطان! تو فقط بنی آدم کو دیکھتا ہے مگر انبیاء علیہم السلام حقائق کائنات کو دیکھتے ہیں اور ہم بھی حقیقت کائنات میں شامل ہیں لہذا نبی کی قوت علمیہ وہی ہے کہ کوئی قوت علمی نبی کی قوت علمی کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔

☆ محترم حضرات! سب سے بڑھ کر قابل غور بات یہ ہے کہ اس عقیدے کیساتھ نماز پڑھ لیا کہ حضور نبی کریم ﷺ کو دیوار کے پیچھے کا علم نہیں تو یہ کوئی نماز نہیں۔

دعوت اسلامی کا مقصد

☆ دعوت اسلامی کا مقصد یہ ہے کہ اپنے عقائد اور دل کو ہر گندگی، ہر نجاست اور ہر بدعقیدگی سے پاک کرے۔ جب تمہارا دل پاک اور صاف ہو جائے تو پھر تمہاری نماز تمہاری نماز ہے۔

☆ عزیزان محترم! شیطان تو انسانوں کی رگوں میں دوڑتا ہے جیسے خون لیکن نبی کو ہم نے (اللہ ﷻ نے) اتنا قریب کیا ہے کہ

النبی اولی بالمومنین من انفسھم

ترجمہ☆ یہ نبی ایمان والوں کیساتھ انکی جانوں سے زیادہ قریب ہیں۔ (الاحزاب ۶)

☆ یعنی تمہاری جانیں اتنی تم سے قریب نہیں ہیں مگر نبی تم سے قریب ہے۔

شبہ کا ازالہ

☆ اگر آپ یہ کہیں کہ "شاہد" کا قرب ہمیں سمجھ نہیں آتا اور نہ ہی محسوس ہوتا ہے تو میں کہوں گا کہ جو چیز تمہاری سمجھ میں نہ آئے اور محسوس نہ ہو تو کیا تم حقیقت کا انکار کر دو گے؟ ہرگز نہیں کیونکہ اگر کسی نے ایک آدمی کے سر پر پتھر مارا اور اسکے سر میں درد ہوا مگر تمہیں نہ درد نظر آیا اور نہ درد محسوس ہوا یا میں یہ کہوں گا کہ قرآن کہتا ہے کہ نیکی اور بدی کے لکھنے والے فرشتے اور دوسرے محافظ فرشتے ہمارے ساتھ ہیں لیکن ہمیں نظر نہیں آتے اور نہ ہی محسوس ہوتے ہیں کیا ہم انکا انکار نہیں کر سکتے۔

☆ اللہ ﷻ کے نبی ﷺ کے فرمان کو ماننا پڑے گا کہ شیطان انسان کی رگوں میں خون تک رہتا ہے مگر ہمارے آقا ﷺ ہماری جانوں سے بھی زیادہ قریب ہیں۔ کیوں؟ اسلئے کہ شیطان نے گمراہی کا منصب لیکر فقط مہلت مانگی تھی تو اس پر اسے اتنا قرب نصیب ہو گیا کہ ہماری رگوں تک آ گیا ہمارے دل و دماغ میں وسوسے پیدا کرنے لگا اور دل کے اندر اسکے اثرات ہوئے ہمارے دلوں میں وسوسوں کے ذریعے بری بری خواہشات اور گناہوں کے ارادے پیدا کرنے میں کامیاب ہوا جسکو فقط گمراہی کی مہلت ملی تھی اسکو تو انسان کا اتنا قرب مل گیا اور جن کو خدا نے منصب ہدایت دیکر بھیجا انکو ہمارے ساتھ کوئی بھی قرب نہ ہو تو ہماری عقل کہاں گئی؟ کیا ایک مومن کی عقل اس بات کو تسلیم

کر سکتی ہے؟ ہرگز نہیں۔ قرآن کہتا ہے کہ اے مسلمانو! یاد رکھو شیطان تو فقط نبی آدم کو دیکھ رہا ہے مگر نبی کی نگاہ تحت الثریٰ سے لیکر عرشِ معلیٰ تک حقائق کائنات کو دیکھ رہی ہے۔

☆ اے مسلمانو! خوب سمجھ لو وہ گمراہی کی تبلیغ کرنے آیا اور انبیاء علیہم السلام کو ہدایت کا منصب دیا گیا اسلئے ہمارا یقین ہے کہ شیطان کسی حالت میں بھی ہو وہ ہمارے ساتھ موجود ہے اور اسکا عمل جاری اور ساری ہے تو میں کیسے مان لوں کہ نبی ﷺ ہمارے ساتھ موجود نہیں اور میں کیسے کہہ دوں کہ نبی ﷺ کا عمل ہدایت جاری نہیں۔

☆ ارے نبی تو نبوت اور رسالت کا منصب لیکر آتا ہے اور وہ ہر آن نبی اور رسول ہوتا ہے اسلئے ہمیں یہ کہنا اور ماننا پڑے گا کہ نبی ہر آن اپنے فیضِ نبوت اور فیضِ رسالت سے ہمیں نواز رہا ہے اگر ہم نبی کو زندہ نہیں مانتے تو فیضِ نبوت سے مستفیض ہونے کے کیا معنے؟ ان لوگوں نے نبیوں کو قبروں میں مردہ بنا کر سلا دیا تو فیضِ نبوت اور فیضِ رسالت کو کونسی عقل تسلیم کرے گی؟

☆ عزیزانِ محترم! شیطان کی زندگی تو موت سے بھی بدتر ہے مگر خدا کی قسم نبی قبر کے اندر کروڑوں زندگیوں سے بھی اعلیٰ درجہ کی زندگی رکھتا ہے۔

اعتراض

☆ بعض لوگوں نے مجھ سے کہا کہ جب نبی قبر کے اندر دفن ہو گئے تو قبر میں دفن ہونے کے بعد کیا کوئی زندہ رہ سکتا ہے؟ اور اگر کوئی زندہ رہ سکتا ہے تو مجھے کہا گیا کہ کاظمی صاحب آپ کو دس گھنٹے کیلئے قبر میں دفن کر دیتے ہیں اگر آپ دس گھنٹے کے بعد زندہ نکل آئے تو ہم مان لیں گے کہ نبی بھی قبر میں زندہ ہے اگر آپ دس گھنٹے کیلئے زندہ نہیں رہ سکتے تو چودہ سو سال سے نبی ﷺ اپنی قبر میں کیسے زندہ ہے یہ ایک ڈاکٹر کا اعتراض تھا۔

اعتراض کا جواب

☆ اس ڈاکٹر کی دکان کے باہر ایک حاملہ اونٹنی کھڑی تھی میں نے کہا اس اونٹنی کے پیٹ میں بچہ دس ماہ تک زندہ رہا ہے۔ اب اسکا پیٹ خالی ہوا ہے اے ڈاکٹر صاحب اگر تمہیں اس اونٹنی کے پیٹ میں دس گھنٹے کیلئے رکھ دیا جائے تو کیا آپ زندہ رہ سکیں گے اسنے کہا نہیں کیونکہ وہ اور نظام ہے تو میں نے کہا تو یہ بھی اور نظام ہے اگر دس مہینے تک اللہ ﷻ اس بچہ کو ماں کے پیٹ میں زندہ رکھ سکتا ہے تو کیا اللہ ﷻ اس بات سے عاجز ہے کہ انبیاء علیہم السلام کو اپنی قبروں میں زندہ رکھے (نعوذ باللہ) اگر اللہ ﷻ کی قدرت اس بات سے عاجز ہے تو حضرت یونس علیہ السلام کو مچھلی کے پیٹ میں کیسے زندہ رکھا؟ جو اللہ ﷻ مچھلی کے پیٹ میں اپنے نبی کو زندہ رکھ سکتا ہے وہ انبیاء علیہم السلام کو اپنی قبروں میں بھی زندہ رکھ سکتا ہے۔

ایک اور اعتراض

☆ مجھے یہ کہا گیا ہے کہ تم لوگوں نے انبیاء علیہم السلام کو قبروں میں زندہ درگور کر دیا ہے۔

اعتراض کا جواب

☆ میں نے کہا ارے یہ تو نبیوں کا مقام ہے۔ انبیاء علیہم السلام پر موت کا قانون طاری ہوا اسلئے کہ عبد و معبود کا فرق واضح ہو جائے کیونکہ لوگ نبیوں کو خدا اور خدا کا بیٹا سمجھتے رہے۔ حضرت عزیز علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا ماننے والوں کو پتہ چل جائے کہ نبی خدا نہیں ہو سکتا اور نہ خدا کا بیٹا۔ کیوں؟ اسلئے کہ خدا تعالیٰ اس بات سے پاک ہے کہ اللہ ﷻ پر ایک آن کیلئے بھی موت کا قانون طاری ہو اور یہ موت کا قانون انبیاء علیہم السلام پر اسلئے طاری ہوا کہ عبد و معبود کا فرق واضح ہو جائے اور الوہیت کی نفی ہو جائے اور یہ موت کا قانون عیسیٰ علیہ السلام پر جو آسمان میں زندہ جلوہ افروز ہیں طاری ہوا۔

عن عبداللہ ابن عمرو قال قال رسول اللہ ﷺ ینزل عیسی بن مریم الی الارض فیتزوج ویولد لہ ویمکث خمسا واربعین سنۃ ثم یموت فیدفن معی فی قبری فاقوم انا وعیسی ابن مریم فی قبر واحد بین ابی بکر وعمر

ترجمہ☆ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عیسیٰ بن مریم زمین کی طرف نازل ہونگے پس شادی کریں گے اور انکی اولاد ہوگی اور پینتالیس سال رہ کر وفات پائیں گے وہ میرے ساتھ میری قبر میں دفن کئے جائیں گے پس میں اور عیسیٰ بن مریم دونوں ایک ہی قبر سے ابوبکرؓ اور عمرؓ کے درمیان اٹھیں گے۔

☆ تو میں عرض کر رہا تھا کہ قانون موت ہر ایک کیلئے مقرر ہے انبیاء علیہم السلام بھی اس سے مستثنیٰ نہیں ہیں تا کہ عبد و معبود کے درمیان امتیاز ہو جائے اور شرک کی جڑیں اور بنیادیں ختم ہو جائیں۔ انبیاء علیہم السلام پر موت کا قانون طاری ہوا اور قانون موت کے طاری ہونے کے بعد ان نفوس قدسیہ کو ان کی قبور میں دفن کیا گیا۔ یہ دفن ہونا' قانون موت کے طاری ہونے کا نتیجہ تھا اور قانون موت کے طاری ہونے کے احکام میں سے ایک حکم تھا' جس پر عمل کیا گیا ہاں یہ سوال تم تب کر سکتے تھے جب ہم یہ کہتے کہ نبی پر کوئی موت کا قانون طاری نہیں ہوا نبی پر موت کا قانون طاری ہوا مگر پھر کیا ہوا؟

انبیاء کو بھی اجل آنی ہے مگر ایسی کہ فقط آنی ہے
پھر اسی آن کے بعد انکی حیات مثل سابق وہی جسمانی ہے

☆ اللہ تعالیٰ قبض روح اور قانون موت کے طاری ہونے کے بعد انبیاء علیہم السلام کو حیات عطا فرماتا ہے۔ جو مکمل اور اعلیٰ ہوتی ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ قبر میں کوئی اسباب حیات نہیں ہیں یعنی وہاں نہ ہوا ہے اور نہ غذا تو میں کہتا ہوں کہ حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں کیسے زندہ رہے؟ وہاں بھی تو اسباب حیات نہیں تھے اگر حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں زندہ رہ سکتے ہیں تو انبیاء علیہم السلام بھی اپنی قبور میں زندہ رہ سکتے ہیں اور پھر میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمانوں پر اسی دنیاوی بدن کیساتھ زندہ ہیں اور وہاں زمینی اسباب حیات نہیں ہیں تو معلوم ہوا کہ جس عالم میں خدا حیات دیتا ہے اسی عالم کے اسباب حیات بھی پیدا کر دیتا ہے اور برزخ میں انبیاء علیہم السلام کی حیات بالکل حقیقی اور بلکہ جسمانی بھی ہوتی ہے اور یہ میں نہیں کہتا اے زبان نبوت آپ ﷺ پر کروڑوں سلام حضور ﷺ نے فرمایا

رائیت موسی قائم یصلی فی قبرہ

☆ معراج کی رات کثیف الاحمر کے قریب میں نے موسیٰ علیہ السلام کو اپنی قبر میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا اپنی قبر میں کھڑے ہو کر نماز پڑھنا حیات حقیقی اور جسمانی کی دلیل ہے اور یہ دیکھنے والا اور فرمانے والا کون ہے؟ ہماری آنکھ غلط دیکھ سکتی ہے اور ہماری زبان پر غلط الفاظ جاری ہو سکتے ہیں مگر زبان رسالت ﷺ اللہ اکبر کبھی غلط نہیں ہو سکتی اسلئے میرے آقا ﷺ نے دیکھا "رائیت موسی" "موسیٰ کو میں نے دیکھا" "قائم یصلی فی قبرہ" (اپنی قبر میں کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے ہیں۔)

☆ یہ حضور ﷺ نے خود دیکھا اور خود ہی اپنی زبان مبارک سے فرمایا اور جو لوگ زبان نبوت پر اعتماد نہیں رکھتے انکا بھلا کیا ایمان ہو سکتا ہے؟ اللہ۔ اللہ مجھے وہ حدیث مبارک یاد آتی ہے کہ عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ حضور ﷺ کے صحابی' حضور ﷺ کی ہر مجلس کی ہر حدیث لکھ لیتے تھے۔ ایک دفعہ قریش مکہ نے کہا کہ اے عبداللہ بن عمرو بن العاص تم حضور ﷺ کی ہر حدیث کیوں لکھ لیتے ہو؟ کیونکہ وہ تو بشر ہیں کبھی غصے میں یا بھول کر بات کہہ دیتے ہیں تو ہر بات لکھنے کے قابل نہیں ہوتی۔ لہذا ہر حدیث مت لکھا کرو تو حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میرے آقا ﷺ میرا حال تو یہ تھا

ترجمہ☆ یارسول اللہ ﷺ اب تک میرا طرز عمل یہ رہا ہے کہ آپ ﷺ کی ہر مجلس کی ہر حدیث لکھ لیا کرتا تھا۔

☆ قریش کے کچھ لوگوں نے مجھے روکا اور کہا "اور انہوں نے کہا" انہ بشر یتکلم فی الغضب والرضا " کہ وہ تو بشر ہیں کبھی غصے میں بات کر جاتے ہیں اور کبھی راضی ہو کر۔ حضور ﷺ اب میں کیا کروں؟ کیا آپ ﷺ کی ہر حدیث لکھ لیا کروں۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا "اکتب یا عبداللہ "اے عبداللہ! میری ہر حدیث لکھ لیا کرو۔ کیوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا "فوالذی نفسی بیدہ مایخرج منہ الاحق واشار الی فمہ" جس خدا کے قبضہ قدرت میں محمد کی جان ہے میں اس اللہ عزوجل کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اس زبان سے حق کے سوا کچھ نکلتا ہی نہیں) اے زبان رسالت ﷺ! تجھ پر کروڑوں سلام ہوں۔ تو میرے آقا ﷺ نے فرمایا

ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء فنبی اللہ حتی یرزق

ترجمہ☆ زمین پر حرام ہے کہ وہ انبیاء کے جسموں کو کھائے۔ اللہ کا نبی اپنی قبر میں زندہ ہوتا ہے اور اسکو رزق دیا جاتا ہے۔

☆ میرے آقا ﷺ تو تمام انبیاء علیہم السلام کے سردار ہیں آپ ﷺ زندہ ہیں اگر آپ ﷺ زندہ نہ ہوں تو ہدایت کا منصب ختم ہو جائے اور ہدایت کا سلسلہ جاری نہ رہے۔ شیطان جو گمراہ کرنے پر لگا ہوا ہے وہ تو زندہ ہے اور وہ اپنا عمل جاری رکھے ہوئے اور جن کو ہدایت کا منصب دیکر بھیجا گیا ہے وہ موت کی نذر ہو جائیں اور انکی ہدایت کا عمل جاری نہ رہے تو عقل سلیم اس بات کو کیسے تسلیم کرے؟ تو جو بات عقل سلیم کے خلاف ہو اور نقل کے بھی خلاف ہو قرآن کریم وحدیث کے بھی خلاف ہو ہم اسکو کیسے تسلیم کر سکتے ہیں؟

☆ عزیزان محترم! میں آپ کو بتادوں کہ سرکار ﷺ کا ایک عظیم منصب قرآن کریم نے بیان فرمایا ہے قرآن کریم نے کہا کہ

یتلو علیھم ایتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتب والحکمۃ

ترجمہ☆ جو تلاوت کرتا ہے ان پر اسکی آیتیں اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت سکھاتا ہے۔ (آل عمران ۱۶۴)

☆ یعنی میرے محبوب کا یہ منصب ہے کہ ایمان والوں پر اللہ عزوجل کی آیتیں تلاوت فرما کر انکو پاک کرے اور جب تک باطن پاک نہ ہو نہ ظاہری گناہ چھوٹتا ہے اور نہ باطنی۔ انسان کا باطن ہو تو تب گناہوں سے پاک ہو سکتا ہے جب تک باطن پاک نہ ہو بات نہیں بنتی۔ اللہ عزوجل ہی پاک فرماتا ہے لیکن یہ پاک کرنیکا منصب اللہ عزوجل نے اپنے محبوب ﷺ کو عطا فرمایا ہے اور قرآن کریم نے اعلان فرمایا "یزکیھم" ایمان والو! رسول ﷺ تم کو پاک کرتا ہے۔ یہاں ایک بات قابل غور یہ ہے کہ جب کوئی پاک کرنیوالا پاک ہونیوالے سے دور ہو تو کبھی نہ وہ پاک کر سکتا ہے اور نہ کوئی پاک ہو سکتا ہے۔ کیوں؟ اسلئے کہ اگر میرا کپڑا ناپاک ہو جائے تو اسے پانی پاک کریگا اور اگر پانی دور ہو اور آپ ناپاک کپڑے کو برسوں پانی کے سامنے دور لیکر کھڑے رہیں تو کپڑا کبھی پاک نہیں ہوگا۔ ہمارے باطن کو پاک کرنیوالے محمد ﷺ ہیں یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ مصطفیٰ ﷺ وہاں ہوں اور ہم یہاں دور رہ کر پاک ہو جائیں دور رہ کر پاک نہیں رہ سکتے تو اسلئے مصطفیٰ ﷺ ہمارے قریب ہیں قرآن کریم نے کہا

النبی اولی بالمؤمنین من انفسھم

ترجمہ ☆ یہ نبی ایمان والوں کے ساتھ انکی جانوں سے زیادہ قریب ہیں (الاحزاب آیت ۶)

☆ ایمان والو! میں نے رسول ﷺ کو اسلئے بھیجا ہے کہ وہ تمہیں پاک کر دیں۔ آپ ﷺ پاک جبھی کر سکتے ہیں اور تم بھی پاک جبھی ہو سکتے ہو جب آپ ﷺ تمہارے قریب ہوں اور تم بھی انکے قریب ہو۔ میں نے ان ﷺ کو تمہارے اتنا قریب بنا کر بھیجا ہے کہ تمہاری جانیں بھی تم سے دور ہو سکتی ہیں مگر میرا محبوب ﷺ تم سے دور نہیں ہو سکتا۔

☆ عزیزان محترم! یہ تو ممکن ہے کہ ہم مصطفیٰ ﷺ سے دور ہوں لیکن آپ ﷺ ہم سے دور نہیں ہیں۔ میں آپ سے پوچھتا ہو کہ دن کا وقت ہو اور آپ شامیانے لگا کر شامیانے کے نیچے بیٹھے ہوئے ہوں تو آفتاب کی دھوپ آپ تک نہیں پہنچے گی تو کیا اب آفتاب کی دھوپ آپ سے دور ہو گی؟ ہر گز نہیں بلکہ آپ نے شامیانہ لگا کر اپنے آپ کو آفتاب کی روشنی سے دور کر لیا اور خود روشنی سے دور ہو گئے اگر آپ شامیانہ ہٹا دیں تو سورج کی دھوپ آپ تک پہنچ جائے گی اسی طرح میرے آقا ﷺ ہم تک پہنچے ہوئے ہیں مگر ہم نے معصیت کا حجاب ڈال کر اپنے آپ کو مصطفیٰ ﷺ سے دور کیا ہوا ہے۔ اسلئے ہمارا فرض ہے کہ ہم معصیت کے حجاب کو چاک کر دیں اور ہم اس دوری کے پردے کو پھاڑ دیں اور اپنے دل میں حضور ﷺ کی محبت اور عشق کمال درجے کا پیدا کر لیں میں نہیں کہتا خود حضور ﷺ نے فرمایا

المرء مع من احب

☆ اور تم محبت پیدا کر لو ہم تمہارے ساتھ ہیں ہم تو دور نہیں۔

☆ بلکہ تم ہم سے محبت نہ کر کے دور ہو گئے ہو لہذا دعوت اسلامی کی تحریک کا مقصد یہ ہے کہ حضور ﷺ کی محبت کی بنیادوں پر نیک کاموں کی تلقین کی جائے اور جہاں محبت کا نام بھی نہ ہو ادب و احترام کا تصور بھی نہ ہو وہاں نیک کاموں کی طرف بلانے کا کوئی فائدہ نہیں۔

جب تک عشق رسول ﷺ نہ ہو ہمارے دلوں میں حضور ﷺ کا ادب حضور ﷺ کا احترام، حضور ﷺ کی عظمت و تعظیم نہ ہو گی ہماری نیکی، نیکی نہ ہو گی۔ حضور ﷺ کی محبت کی بنیاد پر عبادات کی تلقین کرنا، لوگوں کو گناہوں سے روکنا، دین کی بنیادوں کو استوار کرنا اور دین قبول کرنا دین کے رنگ میں رنگ جانا یہ اس دعوت اسلامی کی تحریک کا مقصد ہے۔

☆ عزیزان محترم اور یہ ایک عظیم مقصد ہے کیونکہ آپ کے کانوں میں نمازوں کی تلقین کی آواز آئے گی مگر عشق رسول ﷺ کی بھنک کان میں نہیں پڑے گی۔ اسلام کے احکام کی آوازیں آپ کے کانوں میں پڑیں گی مگر آداب تعظیم مصطفیٰ ﷺ سے کان ناآشنا ہو نگے۔ اسلئے ہم اس دعوت عمل، دعوت صلوٰۃ، دعوت ذکر اور دعوت فکر کو اہمیت نہیں دیتے کہ جو حضور ﷺ کی محبت و عشق کے بغیر ہو۔ میرا ایمان ہے کہ میں نماز اسلئے پڑھتا ہوں کہ میرے آقا ﷺ کی ادا ہے میں نے کچھ سنت پر عمل کیا اسلئے کیا کہ یہ میرے آقا ﷺ کی نورانی ادائیں ہیں۔ اگر حضور ﷺ کی محبت اور عشق نہ ہو تو میری نماز بے کار ہے۔

☆ اگر آپ نماز پر نظر ڈالیں تو آپ کو قیام، رکوع، سجود اور قعود نظر آئے گا۔ قیام میں آدمی (الف) کی صورت میں دکھائی دیتا ہے اور رکوع میں (ح) کی شکل، سجدہ میں (م) اور التحیات میں (د) کی شکل میں نظر آتا ہے اگر ان کو ملا لیں تو نمازی لفظ "احمد" کی تصویر نظر آتا ہے گویا نمازی لفظ "احمد" کے رنگ میں رنگا ہوا نظر آتا ہے اور جب تک آدمی کا حضور ﷺ سے یہ تعلق یہ نسبت اور یہ لگاؤ نہ ہو تو فقط ارکان اسلام سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔

☆ عزیزان محترم! میں آپ حضرات کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ دعوت اسلامی کی دعوت پر اسقدر لوگ جمع ہیں یہ غالبا پہلا سالانہ اجتماع ہے۔ لوگ بڑے بڑے جلسے منعقد کرتے ہیں اشتہار لگاتے ہیں پمفلٹ شائع کرتے ہیں دوسرے شہروں میں دعوت نامے بھیجے جاتے ہیں مگر یہاں دعوت ناموں کے بغیر اتنا بڑا اجتماع موجود ہے یہ کیا ہے؟ یہ دعوت

اسلامی کی ایک وہ کشش ہے جو ہر مسلمان کو کھینچ کر لائی ہے آج تو یہ اجتماع میرے سامنے ہے۔ انشاء اللہ وہ وقت آئے گا کہ یہ دعوت اسلامی جو عشق مصطفیٰ ﷺ کی بنیادوں پر سامنے آئی ہے ملک گیر ثابت ہوگی اور ملک سے باہر انشاء اللہ عالمگیر ثابت ہوگی مگر شرط یہ ہے کہ آپ حضرات اس پر استواری کیساتھ ثابت قدمی کیساتھ اس تحریک میں مضبوط رہیں۔ میں مولانا الیاس قادری کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انکی جدوجہد کامیاب ہوئی۔ انشاء اللہ کامیاب رہے گی اور میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ عزوجل انکی قوت عمل کو اور زیادہ مستحکم فرمائے اور ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہم دعوت اسلامی کو عام کرنے میں آگے آگے ہوں اور پیش پیش رہیں اللہ عزوجل ہمیں ان بدعقیدہ لوگوں سے بچائے جو فقط نماز کا نقشہ دکھاتے ہیں اور حُبِ رسول ﷺ سے خالی ہیں۔

☆ عزیزان محترم! میں ان دعائیہ کلمات پر ہی اپنی گفتگو ختم کرتا ہوں اور پھر آپ سے بار بار یہی عرض کروں گا رسول کریم ﷺ کی سنت کریمہ کو اختیار کیجئے حضور ﷺ کی عشق و محبت کی بنیادوں پر عبادات کی عمارت قائم کیجئے اگر آپ کی عبادت کی بنیاد محبت رسول نہیں ہے تو گویا وہ عمارت ہوا پر قائم ہے جسکی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ ہماری دنیا اور ہمارا دین عشق مصطفیٰ ﷺ پر قائم ہے یہی ایک حقیقت ہے کہ ایمان کی جان' ایمان کی روح اور ایمان کی حقیقت صرف اور صرف عشق مصطفیٰ ﷺ ہے اسی عشق مصطفیٰ ﷺ کو لیکر اٹھو اور دعوت اسلام کی لیکر عام کردو۔ اللہ عزوجل تمہارا حامی و مددگار ہوگا۔

وما

علینا

الا

لبلاغ

رحمت عالم ﷺ

☆ محترم حضرات! آپ بڑے خوش نصیب ہیں کہ اسوقت حرم مدینہ میں تشریف فرما ہیں۔ وہ مدینے کی زمین کہ جو آسمانوں سے زیادہ اونچی ہے۔ آسمانوں سے فرشتے آکر جس زمین کو چومتے ہیں اور جس سرزمین پر بارگاہ نبوت میں سلام پیش کریں اندازہ فرمائیں اس زمین کا کیا مقام ہوگا۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی ﷫ کا وہ شعر یاد آتا ہے۔

حرم کی زمیں اور قدم رکھ کے چلنا
ارے سر کا موقع ہے او جانیوالے

☆ اور میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ ہمارا سر بھی اس قابل نہیں کہ اس زمین پر رکھا جائے۔ یہ وہ زمین ہے کہ چپے چپے پر اللہ عزوجل کے حبیب ﷺ کے دامن مطہر مس ہوئے ہیں اور سرکار دوعالم ﷺ کی ذات مقدسہ نے مدینے کی فضاؤں میں اپنی انفاس قدسیہ سے وہ انوار بکھیر دیئے ہیں جو قیامت اور ابد تک باقی رہیں گے مگر میں یہی عرض کروں گا کہ ان انوار کی برکات کو حاصل کرنا یہ اعزاز پر موقوف ہے۔ اللہ عزوجل ایسی روحانیت عطا فرمائے کہ ہم ان انفاس (انوار) قدسیہ کی برکات کو حاصل کرسکیں۔ میں نہایت ہی اختصار اور جامعیت

کیساتھ چند کلمات اس آیت کریمہ کے متعلق عرض کروں گا اللہ ﷻ ارشاد فرماتا ہے

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ

ترجمہ☆ اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو اے محبوب مگر رحمت کرنیوالا بنا کر تمام جہانوں کیلئے۔

☆ دیکھئے "وما ارسلنک" میں "ما" نفی کیلئے ہے اور "الا" اثبات کیلئے آتا ہے اور نفی کے بعد جب اثبات کے معنی کلام میں آ جائیں تو حصر کے معنی پیدا ہوتے ہیں اور حصر میں ماسوائے مذکور کے نفی ہوتی ہے۔ جیسے ہم کہیں "لا الہ الا اللہ" تو اس میں اللہ ﷻ مذکور ہے۔ اسکا مطلب یہ ہے کہ اللہ ﷻ کے سوا ہر ایک سے الوہیت کی نفی ہے اور الوہیت صرف اللہ ﷻ کی ذات کیلئے ثابت ہے۔ باقی سب سے الوہیت کی نفی ہے۔ تو اللہ ﷻ فرماتا ہے کہ اے میرے محبوب ﷺ! میں نے تجھے صرف رحمت بنا کر بھیجا ہے اور باقی تجھے کچھ بھی بنا کر نہیں بھیجا۔

☆ "وما ارسلنک" میں "ک" کے ضمیر خطاب کا مصداق اور مخاطب صرف حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات مقدسہ ہے۔ مطلب یہ ہے کہ میرے محبوب ﷺ! یہ صرف تیری ہی شان ہے کہ میں نے تجھ کو رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

☆ پہلی بات تو یہ ہے کہ ضمیر خطاب کا مخاطب اور مصداق حضور ﷺ کی ذات مقدسہ ہے (یعنی) حضور ﷺ کی ذات مقدسہ سراپا رحمت ہے۔ یہ ایک بات ذہن کے گوشوں میں رکھیے۔

☆ دوسری بات "وما ارسلنک الا رحمۃ للعلمین" میں یہ ہے کہ لفظ رحمت عربی کے قاعدے کے لحاظ سے مصدر ہے اور مصدر کا حمل ذات پر نہیں ہوا کرتا اور "لا" مبالغۃً کبھی مصدر کے معنی میں اسم فاعل کیلئے آتا ہے اور کبھی مصدر کے معنی میں اسم مفعول کیلئے آتا ہے۔ یہ لفظ رحمت مصدر اور "راحم" اسکا اسم فاعل ہے۔ تو اس رحمت کے معنی "راحم" کے ہیں۔ یعنی رحمت کرنیوالے کو الرحیم کہتے ہیں۔

☆ تو اس آیت کا مطلب یہ ہوا کہ اے میرے محبوب ﷺ ہم نے آپ ﷺ کو تمام جہانوں کیلئے صرف رحمت کرنیوالا بنا کر بھیجا ہے۔ تو اب اس حصر کا مفاد کیا ہوگا؟ تو اب "رحمۃ" کے لفظ کو سمجھنے پر موقوف ہے۔ "رحمۃ" کے متعلق آپ نے ایک بات سمجھ لی کہ رحمت کے معنی راحم کے بطور اسم فاعل کے ہیں اور دوسری بات کہ رحمۃ کے معنی ترکیب نحوی میں بعض علماء نے کہا کہ یہ مفعول مطلق ہے کہ یہ مفعول "لہ" اور بعض نے کہا کہ یہ حال ہے کسی نے اسکو ضمیر خطاب سے حال قرار دیا اور کسی نے اسکو مفعول "لہ" قرار دیا۔ "ارسلنک" تو فعل ہے اور مفعول "لہ" کا ہوگا۔ صیغہ تو پھر بھی فعل کا ہوگا۔ مگر وہ حال ہوگا۔ ظاہر ہے کہ اسکا عامل بھی فعل ہوتا ہے۔ اگرچہ ذوالحال کا حال بیان کیا جاتا ہے۔ حال معنی یہ ہیں کہ ذوالحال کے معنی بہت بیان کرے فاعل یا مفعول کا حال بیان کرنا ذوالحال کہلاتا ہے۔

☆ بعض نے کہا یہ حال ہے۔ اگر حال ہے تو اسکے معنی الگ ہوں گے اور اگر مفعول "لہ" ہے تو اسکے معنی الگ ہوں گے میں اسکے الگ الگ معنی بیان کئے دیتا ہوں۔

☆ وما ارسلنک الا رحمۃ للعلمین کے معنی یہ ہوں گے

☆ کہ پیارے حبیب ہم نے آپ ﷺ کو کسی اور سبب سے نہیں بھیجا بلکہ آپ ﷺ کے بھیجنے کا سبب صرف یہ ہے کہ آپ ﷺ تمام جہانوں کیلئے رحمت کرنیوالے ہیں۔ اگر "رحمۃ" کو حال قرار دیں تو "وما ارسلنک الا رحمۃ" کا ترجمہ یہ ہوگا کہ پیارے حبیب! ہم نے آپ ﷺ کو اور کسی حال میں نہیں بھیجا صرف اس حال میں بھیجا ہے کہ آپ ﷺ سارے جہانوں پر رحم فرمائیں۔ یہ "رحمۃ" مصدر ہے اور اسم فاعل کے معنی میں بھی ہے۔ مفعول "لہ" بھی ہو سکتا ہے اور حال بھی اور دونوں تقریروں پر معنی الگ الگ ہیں۔ لیکن مفاد ایک ہے اور وہ یہ کہ اے پیارے محبوب ﷺ تیرے بھیجنے کا نقطہ ایک ہی حال ہے کہ

میں نے تجھے سارے عالم کیلئے راحم بنا کر بھیجا ہے یا یہ کہ تو سارے عالموں پر راحم بنا کر بھیجا گیا ہے۔یا یہ کہ تو سارے عالموں پر رحم کرنیوالا ہے۔اسی سبب سے میں نے تجھے بھیجا ہے تو راحم ہے اور "العالمین" میں کوئی چیز خارج نہیں ہے جیسے "الحمد للّٰہ رب العالمین" میں اللّٰہ عزوجل سارے عالموں کا رب ہے یعنی کوئی چیز اللّٰہ عزوجل کی ربوبیت سے باہر نہیں ہے تو جو چیز اللّٰہ عزوجل کی ربوبیت سے باہر نہیں تو وہ میرے آقا ﷺ کی رحمت سے کیسے باہر ہو سکتی ہے؟ اللّٰہ عزوجل تمام عالموں کا رب ہے اور میرے آقا ﷺ تمام عالموں کیلئے رحمت فرمانیوالے ہیں اور رب کے معنی تربیت کے ہیں اور تربیت کے معنی ہیں پالنا اور پالنے کیلئے رحمت بڑی ضروری ہے کہ رحمت کے بغیر پالنا ممکن ہی نہیں ہے کیونکہ ماں اپنے بچے کو اسوقت پال سکتی ہے جب اسکے دل میں بچے کیلئے رحمت ہو انسان تو درکنار حیوان بھی اپنے بچوں کو اوقت تک پال نہیں سکتے جب تک اسکے دل میں بچوں کیلئے رحمت ہو خواہ پرندے ہوں یا درندے کیونکہ اسکے دل میں ان کیلئے رحمت ہوتی ہے پتہ چلا کہ رحمت کے بغیر تربیت نہیں ہوا کرتی اللّٰہ عزوجل فرماتا ہے کہ ربوبیت میری صفت ہے اور رحمت بھی میری صفت ہے۔رحمت صفت میری ہے مگر اسکا مظہر تو ﷺ ہے۔میں نے اپنی صفت ربوبیت کو صفت رحمت میں عام کے ضمن میں ظاہر کیا۔میری رحمت عامہ کا مظہر اتم آپ ﷺ ہیں اسلئے میں نے آپ ﷺ کو رحمت قرار دیا اور تو ﷺ فقط کسی ایک چیز پر رحم نہیں کر رہا بلکہ سارے عالموں پر رحم کر رہا ہے۔اب یہاں کئی باتیں ہمارے سامنے آئیں کہ میرے آقا ﷺ سارے عالموں پر رحم کرنیوالے ہیں تو سارے عالموں میں زمین وآسمان،لوح وقلم،عرش و کرسی اور اس میں موجود تمام مخلوق جیسے جن وانس،ملائکہ وارواح،عالم خلق و عالم امر،عالم فوق اور عالم تحت،عالم ظاہر اور عالم باطن،عالم جواہر واعراض العالمین میں شامل ہیں۔

☆ میرے آقا ﷺ زمین وآسمان کی تمام مخلوق پر راحم ہیں۔لوح وقلم،عرش وکرسی اور ملائکہ حتی کہ جبرائیل امین علیہ السلام پر بھی رحم فرمانیوالے ہیں۔

شبہ اور اس کا ازالہ

☆ حضور ﷺ جس کیلئے رحمت ہوں گے اسکا وجود پہلے ہوگا یا جو رحمت ہوگا اسکا وجود پہلے ہوگا؟ تو یقیناً اسکا وجود پہلے ہوگا جو رحمت ہوگا کیوں اسلئے کہ جو رحمت ہوتا ہے اسکی طرف احتیاج ہوتی اور جس کیلئے رحمت ہو وہ محتاج ہوتا ہے۔"العالمین" کیلئے حضور ﷺ رحمت ہیں۔معلوم ہوا "العالمین" میرے محبوب ﷺ کا محتاج ہے۔ کیونکہ وہ رحمت ہیں وہ راحم ہیں۔یاد رکھو جسکی حاجت ہو وہ پہلے ہوا کرتا ہے اور جو حاجت مند ہو وہ بعد کا ہوا کرتا ہے دیکھئے ہمیں چلنے کیلئے زمین کی حاجت تھی تو ہم پہلے پیدا ہوئے یا زمین۔تو زمین پہلے پیدا ہوئی۔زمین نہ ہوتی تو ہم چلتے کہاں؟ ہمیں ہوا کی حاجت تھی ہم بعد کو پیدا ہوئے۔ہوا پہلے پیدا ہوئی میں آپ سے کیا کہوں؟ بچہ بعد میں پیدا ہوتا ہے اور ماں کی چھاتی میں دودھ پہلے ہوتا ہے۔چونکہ جس چیز کی حاجت ہوتی ہے وہ پہلے ہوتی ہے معلوم ہوا اللّٰہ عزوجل کے سوا کائنات کا ہر ہر ذرہ بعد میں ہوا اور محبوب مصطفیٰ ﷺ سب سے پہلے ہوئے اور عالم کا ہر ہر ذرہ میرے آقا ﷺ کا محتاج ہے کیونکہ "وما ارسلنك الا رحمة للعلمين" آپ ﷺ سارے عالموں پر رحم فرمانیوالے ہیں رحم فرمانیوالے کی ضرورت ہوتی ہے اور جسکی ضرورت ہوتی ہے وہ پہلے ہوتا ہے اور جو ضرورت مند ہوتا ہے وہ بعد کو ہوتا ہے لہذا العالمین کا وجود بعد کو ہے اور مصطفیٰ ﷺ کا وجود پاک پہلے ہے اسلئے سرکار ﷺ نے فرمایا

أَنَا أَوَّلُهُمْ فِي الْخَلْقِ وَآخِرُهُمْ فِي الْبَعْثِ

☆ اور دوسری روایت میں ہے

كُنْتُ أَوَّلَ النَّاسِ فِي الْخَلْقِ وَآخِرَهُمْ فِي الْبَعْثِ

☆ اور تیسری روایت میں ہے

كُنْتُ أَوَّلَ فِي الْخَلْقِ وَآخِرَهُمْ فِي الْبَعْثِ

ترجمہ☆ میں باعتبار پیدائش کے سب سے پہلے اور نبیوں میں باعتبار بعثت کے آخری ہوں۔(کنزل العمال ج۱۰ص۱۱۴)

☆ اور اسی لئے فرمایا اے جابر

اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ

ترجمہ☆ اے جابر! سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو پیدا کیا۔(تفسیر روح المعانی۱۷)

☆ کیونکہ حضور ﷺ تو محتاج الیہ ہیں اور عالم محتاج ہے۔محتاج' محتاج علیہ کے بعد ہوتا ہے۔

شبہ

☆ اگر کوئی خردماغ یہ کہے کہ بھائی جسطرح ہم بعد کو پیدا ہوئے اسی طرح حضور ﷺ بعد کو پیدا ہوئے اور زمین پہلے پیدا ہوئی جسطرح ہم پانی پیتے ہیں پیاس لگتی ہے ہم بعد کو پیدا ہوئے پانی پہلے تھا۔ہم نے پانی پیا' پیاس بجھائی اسلئے سانس لینے کیلئے ہم ہوا کے محتاج ہوئے اور ہمارے ٹھہرنے کیلئے زمین پہلے تھی ہمارے کھانے کیلئے خوراک پہلے تھی اور ہم بعد کو پیدا ہوئے اسی طرح حضور ﷺ کو پیاس اور بھوک لگتی تھی آپ ہوا میں سانس بھی لیتے تھے اور زمین پر چلتے تھے اگر پانی نہ ہوتا تو حضور ﷺ کیا پیتے کھانا نہ ہوتا تو حضور ﷺ کیا نوش فرماتے ہوا نہ ہوتی تو سانس کیسے لیتے؟ زمین نہ ہوتی تو ٹھہرتے کہاں؟ لہٰذا تم یہ کہتے ہو کہ سارے عالم کا ہر ذرہ حضور ﷺ کا محتاج ہے حالانکہ حضور ﷺ خود زمین و آسمان' آب و باد کے محتاج ہیں۔ حرارت کیلئے آگ کے' بھوک و پیاس کیلئے کھانے اور پانی کے' ٹھہرنے اور چلنے کیلئے زمین کے سانس لینے کیلئے ہوا کے محتاج ہیں۔اگر کوئی خردماغ اپنی خردماغی کا مظاہرہ کرے تو اس کانٹے کو میں پہلے ہی نکال دوں۔

شبہ کا ازالہ

☆ یہ شبہ جب پیدا ہوا جب ہم نے حضور ﷺ کو اپنے جیسا سمجھ لیا۔

☆ میرے دوستو اور عزیزو! حضور ﷺ یقیناً زمین پہ ٹھہرے ہوا میں سانس لیا پانی پیا کھانا کھایا۔آپ ﷺ ان چیزوں کے محتاج نہیں تھے بلکہ یہ تمام چیزیں حضور ﷺ کی محتاج تھیں۔دلیل اسکی یہ ہے کہ جو جسکا محتاج ہوتا ہے وہ اسکے بغیر نہیں رہ سکتا جیسے ہم ان چیزوں کے بغیر نہیں رہ سکتے مثلاً ہوائی جہازوں میں آپ نے دیکھا ہوگا کہ آکسیجن کی کمی کو پورا کرنے کیلئے (بوقت ضرورت) آکسیجن کے چھوٹے چھوٹے سلنڈر لگے ہوتے ہیں۔ اسلئے کہ ہم اسکے بغیر نہیں رہ سکتے۔مگر حضور ﷺ کی ذات اقدس کو معراج کی رات کو دیکھ لو معراج کی رات کیا ہوا؟

سبحان الذی اسری بعبدہ

ترجمہ☆ ہر عیب سے پاک ہے اسے جو لے گیا۔اپنے مقدس بندے کو(سورہ بنی اسرائیل)

☆ میرے آقا ﷺ زمین سے اوپر گئے۔کرہ ہوا' کرہ پانی' کرہ آگ اور زمین نیچے رہ گئے۔حضور ﷺ اوپر تشریف لے گئے۔معلوم ہوا کہ میرے آقا ﷺ نہ پانی کے محتاج ہیں اور نہ ہوا کے اور نہ آگ اور نہ زمین کے محتاج ہیں۔شائد کوئی یہ کہے کہ حضور ﷺ آسمانوں یا عرش کے محتاج ہیں تو حضور ﷺ پہلے آسمان سے لیکر ساتویں آسمان کے اوپر حتیٰ کہ عرش کے اوپر تشریف لے گئے تاکہ کوئی یہ نہ کہے کہ حضور ﷺ ان میں سے کسی چیز کے محتاج ہیں معلوم ہوا کہ کائنات کی کوئی چیز ایسی نہیں جسکے حضور ﷺ محتاج ہوں کیونکہ محتاج' محتاج علیہ کے بغیر نہیں رہ سکتا۔اسکی وضاحت کیلئے میں آپ کو ایک مثال دیتا ہوں۔مچھلی اپنی زندگی میں پانی کی محتاج ہے اور پرندے ہوا کے محتاج ہیں اگر کوئی شخص مچھلیوں کو پانی

سے نکال کر پرندوں کے آشیانوں میں رکھ دے اور ہوا میں رہنے والے پرندوں کو پانی میں ڈال دے تو یہ سب مر جائیں گے کیونکہ مچھلیاں پانی کی محتاج تھیں اور پرندے ہوا کے محتاج تھے تو جو جس چیز کا محتاج ہوتا ہے وہ اسکے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا۔ میرا عقیدہ یہ ہے کہ زمین نہ تھی ہوا نہ تھی آسمان نہ تھے عرش بھی نہ تھا۔ معراج کی رات حضور ﷺ ان سب چیزوں کو نیچے چھوڑ کر اوپر تشریف لے گئے۔ پتہ چلا آپ ﷺ فرش سے عرش تک کسی چیز کے محتاج نہیں ہیں۔

شبہ

☆ اگر کوئی شخص آپ سے یہ کہے کہ فرش سے عرش تک تمام اشیاء حضور ﷺ کی محتاج تھیں تو معراج کی رات آپ ﷺ کے بغیر کیسے زندہ رہ گئیں۔ کیونکہ جو جس کا محتاج ہوتا ہے وہ اسکے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا۔

شبہ کا ازالہ

☆ تو میں عرض کروں گا کہ بات یہ ہے کہ حضور تاجدار مدنی ﷺ کو لوگوں نے اپنے جیسا سمجھ لیا اسلئے تو یہ تمام خیالات فاسدہ پیدا ہوئے۔ خدا کی قسم محمد مصطفیٰ ﷺ ہم جیسے نہیں ہیں۔ اللہ ﷻ نے مصطفیٰ ﷺ کو "سراج منیر" فرمایا ہے حالانکہ سورج چوتھے آسمان پر ہے لیکن اسکی روشنی زمین پر موجود ہے

كالشمس في كبد السماء وضوءها يغشى البلاد مشارقا ومغاربا

ترجمہ☆ سورج چوتھے آسمان پر ہونے کے باوجود اسکی روشنی مشرق اور مغرب کے شہروں میں پہنچتی ہے۔

☆ اب اگر کوئی یہ کہے سورج تو چوتھے آسمان پر ہے اور وہ زمین سے' پہلے آسمان سے' دوسرے آسمان سے تیسرے آسمان سے دور ہے مگر میں کہوں گا کہ اسکی روشنی زمین کی سطح پر پڑی ہوئی ہے تو کہاں کی زمین دور ہے؟ پتہ چلا مصطفیٰ ﷺ عرش پر تھے مگر آپ ﷺ کی روحانیت زمین کے ذرے ذرے میں موجود تھی اور موجود ہے۔ آپ ﷺ زمین سے جدا ہوئے تا کہ پتہ چلے کہ آپ ﷺ زمین کے محتاج نہیں مگر میرے آقا ﷺ کی روحانیت زمین پر پڑی رہی ہے اگر زمین میرے آقا ﷺ کی روحانیت سے جدا ہو جاتی تو ہلاک ہو جاتی' زمین نہ رہتی۔ پانی سے حضور ﷺ اوپر چلے گئے اگر حضور ﷺ پانی کے محتاج ہوتے تو آپ ﷺ پانی کے بغیر کیسے رہ جاتے۔ لیکن اپنے دیکھا کہ حضور ﷺ پانی کے بغیر رہ گئے۔ میرے آقا ﷺ پانی کے اوپر تھے۔ لیکن میرے آقا ﷺ کی روحانیت پانی پر اسی طرح موجود تھی جیسے سورج کی روشنی زمین پر موجود ہے اگر آپ ﷺ زمین پر ہیں تو آپ ﷺ کی روحانیت آسمانوں پر جاری ہے اور اگر آپ ﷺ آسمانوں پر ہیں تو آپ ﷺ کی روحانیت زمین پر [illegible] ہے۔ اگر آپ ﷺ فرش پر ہیں تو عرش آپ ﷺ کی روحانیت سے جلوہ گر ہے اور اگر آپ ﷺ [illegible] پر ہیں تو فرش آپ ﷺ کی روحانیت سے بھرپور ہے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ کسی آن کوئی چیز حضور ﷺ [illegible] جدا ہے۔ اگر کوئی چیز جدا ہو تو۔۔۔ ہر چیز تو آپ ﷺ کی محتاج ہے اور محتاج' محتاج علیہ سے جدا ہو جائے تو وہ زندہ نہیں رہ سکتی۔ تو سارے کا سارا عالم زندہ رہا اسلئے کہ مصطفیٰ ﷺ جدا ہو گئے لیکن مصطفیٰ ﷺ کی روحانیت اور نورانیت متصل رہی اور پھر جب حضور ﷺ کی روحانیت اور نورانیت [illegible] رہی اور مخلوق کا اور محتاج علیہ کا انخلاء نہیں ہوا۔ تو اب یہ سب مسائل میں نے آپ کے ذہن میں ڈال دیئے اور آپ کو میں نے بتا دیا کہ حضور ﷺ رحمت اللعالمین ہیں تو جو چیز رحمت ہو اسکی حاجت ہوتی ہے جسکی حاجت ہو وہ پہلے ہوتا ہے لہذا سب عالمین کا وجود پیچھے اور مصطفیٰ ﷺ کا وجود پہلے ہے اور جسکی حاجت ہو اسکے بغیر کوئی چیز رہ نہیں سکتی اور میرے آقا ﷺ زمین و آسمان اور آب و باد کے بغیر رہ گئے۔ معلوم ہوا مصطفیٰ ﷺ محتاج نہیں تھے۔ زمین و آسمان' چاند و سورج' آب و باد یہ سب

مصطفیٰ ﷺ کے محتاج تھے کیونکہ حضور ﷺ کی روحانیت ان پر پڑ رہی تھی معراج کی رات اللہ ﷻ نے حضور ﷺ کو فرش سے عرش تک پہنچا کر یہ بتا دیا کہ آپ ﷺ بیشک زمین پر چلے مگر زمین کے محتاج ہو کر نہیں بلکہ زمین آپ ﷺ کی محتاج تھی بیشک آپ ﷺ نے پانی پیا مگر پانی کے محتاج ہو کر پانی نہیں پیا بلکہ پانی میرے محبوب ﷺ کا محتاج تھا کہ اگر پانی کو میرے محبوب ﷺ کا قرب نصیب نہ ہوتا تو اسکی پیاس نہ بجھتی لوگ پانی سے پیاس بجھاتے ہیں اور پانی مصطفیٰ ﷺ کے قرب سے اپنی پیاس بجھاتا ہے اگر کرہ ہوا پر حضور ﷺ کی روحانیت اور نورانیت نہ ہوتی تو ہوا فنا ہو جاتی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کی روحانیت اور نورانیت کو ہوا پانی زمین و آسمان پر رکھا تا کہ یہ زندہ رہیں اور جب میرے آقا ﷺ عرش سے بھی اوپر گئے تو عرش کے اوپر بھی میرے آقا ﷺ کی روحانیت اور نورانیت کو برقرار رکھا تا کہ عرش بھی زندہ رہے میرے آقا ﷺ خدا کی قسم کائنات کیلئے حیات ہیں اور پھر کوئی یہ کہے کہ وہ مر گئے ہیں تو مجھے سمجھ نہیں آتا کہ تو کیسے زندہ رہ گیا؟ مرکز حیات تو مصطفیٰ ﷺ ہیں یہ تو وہی بات ہو گی کہ کوئی کہے کہ بجلی گھر میں بجلی نہیں ہے مگر میرے گھر کے سب بلب روشن ہیں۔ تو دنیا کے سب لوگ کہیں گے کہ تو پاگل ہے یہ تو ہو سکتا ہے کہ بجلی گھر میں بجلی ہو اور تیرے گھر میں اندھیرا ہو کیوں؟ اسلئے کہ تو نے ابھی فیٹنگ ہی نہ کرائی ہو اگر بالفرض تو نے فیٹنگ کرالی ہو تو ممکن ہے کہ تو نے ابھی تک کنکشن ہی نہ لیا ہو اور اگر بالفرض کنکشن بھی مل گیا ہو تو پھر بھی تیرے گھر میں اندھیرا ہو کیونکہ تو نے ابھی بلب بھی نہ لگوائے ہوں اگر بلب بھی لگوا لئے ہیں تو پھر بھی ہو سکتا ہے کہ تیرے گھر میں اندھیرا ہو اسلئے کہ تو نے ابھی سوئچ ہی نہ دبایا ہو اور اگر تو نے سوئچ بھی دبا دیا ہو تو پھر ممکن ہے کہ تیرے گھر اندھیرا ہو کیونکہ ممکن ہے کہ اسکا فیوز اڑ گیا ہو بھائی یہ تو ہو سکتا ہے کہ بجلی گھر میں بجلی ہو اور تیرے گھر میں اندھیرا ہو لیکن یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ بجلی گھر میں بجلی نہ ہو اور تیرا گھر روشن ہو؟ اسلئے یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ مصطفیٰ ﷺ مردہ ہوں اور تو زندہ رہے کیونکہ

وَمَا أَرْسَلْنٰكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ

ترجمہ☆ پیارے محبوب ہم نے تو آپ ﷺ کو سارے عالموں کیلئے رحمت کرنے والا بنا کر بھیجا ہے۔

☆ تو اس سے ایک مسئلہ تو یہ ثابت ہوا کہ مصطفیٰ کریم ﷺ سارے عالموں کیلئے رحمت کرنیوالے ہیں اور جو سب عالموں کیلئے رحمت کرنیوالا ہو وہ جو سب عالموں سے پہلے ہوگا اور العالمین کا وجود بعد کو ہوگا۔ لہذا مصطفیٰ ﷺ پہلے ہیں۔

☆ دوسرا مسئلہ یہ ثابت ہوا کہ جب حضور ﷺ کہ سارے عالموں پر رحمت کرنیوالے ہیں تو حضور ﷺ کی سب کو ضرورت ہے اور جسکو جس چیز کی ضرورت ہو وہ چیز اسکے بغیر نہیں رہ سکتی تو معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کے بغیر کوئی رہ نہیں سکتا۔

☆ ایک سب سوال کہ حضور ﷺ زمین کے بغیر' ہوا کے بغیر' پانی کے بغیر اور خوراک کے بغیر کیسے زندہ رہ سکتے ہیں تو اسکا میں نے جواب دے دیا کہ کہ معراج کی رات کیونکہ زمین' کرہ ہوا' کرہ پانی' کرہ آسمان اور عرش نیچے رہ گئے اور مصطفیٰ ﷺ اوپر چلے گئے اور ان سب اشیاء کے بغیر زندہ رہ گئے حضور ﷺ جب معراج کی رات عرش پر پہنچے تو اللہ ﷻ نے انکو منزل جلال پر بلایا فرمایا

ثم دنا فتدلی فكان قاب قوسين او ادنى

ترجمہ☆ پھر قریب ہوئے (اللہ ﷻ محمد ﷺ سے) پھر زیادہ قریب ہوا تو (محمد ﷺ اپنے رب سے) دو کمانوں کی مقدار (نزدیک) ہوئے بلکہ اس سے (بھی) زیادہ قریب۔ (النجم ۷-۸)

☆ یعنی سب منزلیں نیچے رہ گئیں اور مصطفیٰ ﷺ اوپر پہنچ گئے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ ان چیزوں کے محتاج ہوتے تو آپ ﷺ انکے بغیر نہ رہتے مگر آپ ﷺ انکے بغیر رہے پتہ چلا یہ

تمام اشیاء مصطفیٰ ﷺ کی محتاج تھیں۔ تو آپ ﷺ کے معراج پر جانے کے بعد یہ چیزیں کیسے زندہ رہ گئیں؟ اسکا جواب بھی نے دے دیا ہے کہ خدا نے اپنے محبوب ﷺ کی روحانیت کو انکے ساتھ متصل رکھا اگر روحانیت متصل نہ رہتی تو یہ چیزیں زندہ نہ رہتیں یعنی زمینیں زندہ رہتیں اور نہ آسمان' نہ پانی باقی رہتا اور نہ ہی فرش زندہ رہتا اور نہ عرش' مگر یہ سب چیزیں اسلئے زندہ رہیں کہ خدا نے اپنے محبوب ﷺ کی روحانیت اور نورانیت کو ان سے اشیاء کیساتھ متصل رکھا۔ کیونکہ یہی ذات منبع حیات اور مرکز حیات ہے تو اب یہ بات سمجھ آ گئی۔ ایک اور بات بھی عرض کروں وہ یہ ہے کہ آپ ﷺ سارے عالموں کیلئے رحمت کرنیوالے ہیں۔ آخر کوئی وجہ بھی تو ہوگی آپ ﷺ رحمت کرنیوالے کیوں ہیں؟ تو میں کہتا تفسیر روح المعانی اٹھا کر دیکھو جو سیدی علامہ محمود آلوسی حنفی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے تیس جلدوں میں لکھی ہے۔

وکونه جمة للجميع با اعتبار انه عليه اصلوانه والسلام واسطة فيض الالهی علی الممكنات علی حسب القوابل فی الخبر اول ما خلق الله تعالی نور نبيك يا جابر الی آخر

ترجمہ☆ نبی کریم ﷺ کا تمام عالموں کیلئے رحمت ہونا اس اعتبار سے حضور ﷺ تمام ممکنات پر انکی قابلیتوں کے موافق فیض الٰہی کا واسطہ ہیں اور اسلئے تو آپ ﷺ کا نور مخلوقات سے اول ہے۔ کیونکہ حدیث شریف میں ہے (اے جابر اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے تیرے نبی کے نور کو پیدا کیا)

☆ 'انہوں نے اس میں ایک عبارت لکھی ہے فرماتے ہیں کہ حضرت محمد ﷺ سارے عالموں پر رحمت کرنیوالے اسلئے ہیں کہ حضور ﷺ روف ورحیم "العالمین" کی اصل ہیں اور اصل کے اندر تمام فروع کیلئے رحمت ہوتی ہے۔ اس لئے پتہ چلا کہ حضور ﷺ "العالمین" کیلئے رحمت کیوں ہیں؟ بات سمجھانے کیلئے مثال دیتا ہوں کہ درخت کی اصل جڑ ہے' تنا' شاخیں اور پتے اسکی فرع ہیں۔ جڑ ان سب کیلئے رحمت ہے۔ انہیں نباتاتی حیات اور غذا پہنچا رہی ہے کہ یہ جڑ زمین سے خوراک' پانی حاصل کر کے تمام فروع کو پہنچاتی ہے اور اگر کوئی جڑ کے زندہ ہونے کو دیکھنا چاہے تو اس درخت کے تنے' شاخوں اور پتوں کو دیکھے اگر وہ سرسبز ہیں تو جڑ زندہ ہے ورنہ زندہ نہیں ہے۔ یہ ہو سکتا ہے کہ جڑ زندہ ہو لیکن اسکا تعلق بعض شاخوں سے منقطع ہو گیا ہو جس کی وجہ سے وہ سوکھ گئی ہوں اور کچھ خوش قسمت شاخیں ایسی بھی ہو سکتی ہیں کچھ جن کا تعلق جڑ سے برقرار ہو اور سرسبز ہوں۔ دنیا میں حضور ﷺ کی محبت کی نعمت سے محروم لوگ اچھی طرح جان لیں کہ اسی طرح جب قیامت آئے گی تو اللہ تعالیٰ اپنے محبوب حضور ﷺ کی ذات مقدسہ کیساتھ انکے رابطے تو منقطع فرما دے گا کہ وہ تمام کے تمام اس طرح جھڑ جائیں گے جیسے پیڑ کے پتے جھڑ کر ختم ہو جاتے ہیں۔

بہرحال میں آپ کی خدمت میں عرض کر رہا تھا کہ حضور ﷺ "رحمۃ اللعالمین" اسلئے ہیں کہ آپ العالمین کی اصل ہیں اور ہر اصل کے اندر فرع کیلئے رحمت ہوتی ہے لہذا "العالمین" کیلئے حضور ﷺ کے اندر طبعاً رحمت ہے اور حضور ﷺ جب اصل ہیں تو فرع کو جو کچھ ملے گا اصل سے ملے گا جیسے درخت کو جڑ کے بغیر کچھ نہیں مل سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ خدا نے جو کچھ دیا تھا وہ مصطفیٰ ﷺ کو دے دیا ہے کہ اے میرے محبوب! کائنات کی اصل اور جڑ تو آپ ﷺ ہیں اور شاخوں کو جو کچھ دیتا ہے وہ آپ کے ذریعے دیتا ہے اور تقسیم کرتا ہے' اس لئے میرے محبوب! میں تجھے دوں گا اور تو آگے شاخوں کو دے گا۔

☆ اٹھارہ ہزار عالم جسکے اندر زمین و آسمان اور انکی تمام مخلوق' جن و انس' ملائکہ' چرند و پرند' نباتات و جمادات' جواہر و اعراض' فوق و تحت' عالم امر و نہی اور عالم برزخ' الغرض تمام خلق کی سرسبزی اور شادابی اس اصل کی مرہون منت ہے۔ جیسے تمام درخت جڑ سے غذا لے کر سرسبز و شاداب ہے اور جڑ زمین سے غذا لے رہی ہے پھر شاخوں اور پتوں کو پہنچا رہی ہے۔ اسی طرح

حضور ﷺ اپنے رب سے تمام فیض لیتے ہیں اور پھر اسے آگے تمام کائنات کو دیتے ہیں۔ اس لئے حضور ﷺ نے فرمایا

والله يعطى وانا قاسم

☆ اللہ تعالیٰ دیتا ہے اور میں بانٹتا ہوں۔

☆ جب یہ ثابت ہو گیا کہ حضور ﷺ "العالمین" کیلئے رحمت ہیں تو دیکھنا ہو گا کہ حضور ﷺ کی دنیا میں کیا رحمتیں ہیں؟ حضور ﷺ کی دنیا میں وہ رحمتیں ہیں کہ جن کو ہم گن ہی نہیں سکتے۔ ہمارے اندر علم و عمل ہے، تقویٰ و پرہیزگاری ہے، ایمان ہے، نیز ہمارے لئے دنیا و آخرت کی نعمتیں اور رحمتیں عالم برزخ کی نعمتیں، اور عالم نوم و یقظہ کی نعمتیں ہیں الغرض دین و دنیا کی تمام نعمتیں ہیں جو ہمارے لئے رحمت ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ ساری نعمتیں اپنے حبیب ﷺ کو عطا فرمائیں اور اللہ تعالیٰ کے حبیب ﷺ نے وہ نعمتیں ہمیں عطا فرمائیں، جنکا شمار نہیں۔ اسلئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وان تعدوا نعمة الله لا تحصوها

ترجمہ ☆ اور اس نے اپنی ظاہری اور باطنی نعمتیں تم پر پوری کر دیں۔

☆ یہ تمام نعمتیں اور رحمتیں حضور ﷺ کے دامن سے وابستہ ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا

☆ اے میرے محبوب! میں نے تجھے "العالمین" کیلئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

☆ جو نعمت کسی کو ملتی ہے وہ تیرے دامن سے ملتی ہے۔ اسی لئے قرآن کریم نے کہا

انا اعطينك الكوثر

ترجمہ ☆ بیشک آپ کو خیر کثیر عطا فرمائی۔

☆ یعنی اے محبوب! میں نے کائنات کی ساری کی ساری خیر، خیر کثیر تجھے دے دی کہ تو اصل ہے اور العالمین تیری فرع ہیں اور فرع کو جو کچھ ملے گا وہ اصل سے ملے گا۔ اسلئے اے حبیب! آپ العالمین کو میری نعمتیں تقسیم فرماتے رہیں۔

☆ اب میں آپ سے پوچھتا ہوں اگر جڑ کو کچھ ہو جائے تو کیا درخت باقی رہے گا؟ ہرگز نہیں، اگر حضور ﷺ مردہ ہو جائیں تو کیا کائنات باقی رہے گی؟ ہرگز نہیں کیونکہ پھر وہی بات آ جاتی ہے۔ بجلی گھر میں بجلی نہ ہو تو کوئی کہے میرا گھر روشن ہے، سراسر نادانی ہے۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ بجلی گھر میں بجلی ہونے کے باوجود تیرا گھر روشن نہ ہو کیونکہ تو نے ابھی بجلی حاصل ہی نہیں کی۔ میرے آقا ﷺ کی حیات کے باوجود تو مردہ ہو سکتا ہے کیونکہ تو نے ابھی تاجدار مدنی ﷺ سے کنکشن پیدا نہ کیا ہو۔

☆ اے محترم دوستو اور عزیزو! اب ہم اس مقام پر پہنچ گئے ہیں کہ حضور ﷺ تمام جہانوں پر رحمت فرماتے ہیں اور ہر رحمت حضور ﷺ سے ہے یعنی علم و عمل، زہد و تقویٰ و ایقان، حلال و حرام کی تمام تفصیلات، عبادت کے تمام معاملات، عالم برزخ اور عالم عقبیٰ کی ہر راحت، الغرض دین و دنیا کی ہر بہتری اور رحمت حضور ﷺ کے ہاتھوں سے ملی، گویا آپ ﷺ "العالمین" کیلئے رحمت ہیں اور "العالمین" میں سب چیزیں داخل ہیں۔ تو میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ کیا آپ العالمین میں شامل ہیں یا العالمین سے باہر ہیں۔ اگر آپ العالمین سے باہر ہیں تو خدا آپ کا رب کیسے ہوا؟ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

☆ "الحمد لله رب العالمين" اگر العالمین میں سے نہیں ہو تو وہ تمہارا رب کیسے ہوگا؟ میں کہتا ہوں جہاں تک اللہ تعالیٰ کی ربوبیت جاتی ہے وہاں تک حضور ﷺ کی رحمت جاتی ہے۔ کیوں؟ اسلئے کہ وہ "رحمت" حضور ﷺ کی ذاتی نہیں ہے، آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی "صفت رحمت" کا مظہر ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہیں۔ اب ہر چیز حضور ﷺ کی رحمت کے دامن میں ہے اور حضور ﷺ عالم کے ہر ذرے پر رحم فرما رہے ہیں۔

شبہ

☆ شاید آپ لوگ یہ کہیں گے حضور ﷺ نے ابوجہل، ابولہب، عتبہ، شیبہ اور یزید پر کون سا رحم کیا ہے؟ کوئی بھی رحم نہیں کیا، تو پھر حضور ﷺ کو رحمۃ اللعالمین کیوں کہہ سکتے ہیں؟ حالانکہ العالمین میں تو یہ لوگ بھی شامل ہیں۔

شبہ کا ازالہ

☆ یہ بتاؤ کیا میرے آقا ﷺ کی رحمت خدا تعالیٰ کی رحمت سے زیادہ ہے؟ خدا تعالیٰ کو رحمٰن و رحیم مانتے ہو کہ نہیں؟ اور

ورحمتی وسعت کل شیء

ترجمہ ☆ اور میری رحمت نے ہر چیز کو گھیر لیا۔ (سورہ الاعراف ۱۵۶)

☆ قرآن مجید میں ہے کہ نہیں؟ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "میری رحمت نے ہر شے کو گھیرے میں لے لیا ہے اور میری رحمت کے دامن میں سب ہیں" تو کیا ابوجہل، ابولہب، عتبہ، شیبہ، کعب بن اشرف، عبداللہ بن ابی، یزید اور شمر وغیرہ کو اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت میں لے لیا ہے کہ نہیں، پھر کیا یہ سب جنتی ہو گئے؟ سمجھ میں نہیں آتا کہ حضور ﷺ کی رحمت پر اعتراض ہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت پر کوئی اعتراض نہیں، ارے اللہ تعالیٰ کی رحمت کا مظہر تو حضور ﷺ ہیں۔ خدا کی قسم حضور ﷺ کی رحمت تو خدا ہی کی رحمت کا ظہور ہے اور وہ سب کو اپنے گھیرے میں لئے ہوئے ہے۔ مگر کیا کیا جائے؟ کوئی خود ہی اس رحمت سے استفادہ نہ کرے تو اس کا اپنا مقدر ہے۔ قرآن مجید کہتا ہے

وننزل من القرآن ماھو شفاء ورحمۃ للمؤمنین

ترجمہ ☆ قرآن مجید میں ہم وہ چیز نازل فرماتے ہیں جو ایمان والوں کیلئے رحمت اور شفا ہے۔ (بنی اسرائیل ۸۲)

☆ قرآن مجید شفا اور رحمت ہے کہ نہیں، بیشک قرآن مجید شفا اور رحمت ہے لیکن کروڑوں انسان جو قرآن مجید کو نہیں مانتے اور اسکا انکار کرتے ہیں تو ان کیلئے شفاء ہے، نہ رحمت۔ بلکہ قرآن مجید نے فرمایا

ولا یزید الظالمین الا خسارا

ترجمہ ☆ اور وہ نہیں زیادہ کرتا ظالموں کیلئے مگر نقصان کو (بنی اسرائیل ۸۲)

☆ قرآن مجید تو رحمت ہے مگر اس کیلئے جو اس سے رحمت حاصل کرے اگر کوئی قرآن مجید سے رحمت حاصل نہ کرتا تو یہ اس کا قصور ہے قرآن مجید کا نہیں۔ یہ قصور تو اس کا ہے جس نے قرآن مجید سے رحمت حاصل نہیں کی۔ مولانا سعدی کا ایک شعر یاد آیا ہے انہوں نے کہا

باران کہ در لطافت
طبعش خلاف
نیست
در باغ لالہ روید و
در شورہ بوم و
خس

☆ بارش کہ اس کی طبیعت کے پاکیزہ ہونے میں کوئی اختلاف نہیں باغ میں گل لالہ اگاتی ہے اور خراب زمین کانٹے اور گھاس۔

☆ فرماتے ہیں جو بارش چمنستان میں برستی ہے وہی بارش خارستان میں بھی برستی ہے۔ اچھی زمین اور چمنستان میں بارش سے پیداوار بڑھتی ہے اور پھول اور پھل اگتے ہیں مگر شورزدہ زمین میں ایسی بارش سے کانٹے اور جھاڑیاں ہی پیدا ہوتی ہیں۔ تو اب کوئی کہے کہ یہ باران کیا ہوئی اس سے تو سارے کانٹے ہی کانٹے ہو گئے۔ تو دوستو! یاد رکھو اس میں

باران رحمت کا کوئی قصور نہیں ہے قصور اس زمین کا ہے جس میں شور تھا یہ قرآن کریم اور حضور ﷺ کی رحمت کا قصور نہیں۔ یہ ابو جہل کی زمین کا قصور تھا اس کو شور لگا ہوا تھا جس قدر رحمت کی بارش ہوتی گئی اس قدر کانٹے بڑھتے گئے کیونکہ شور زمین میں جتنی بارش ہوگی کانٹے پیدا ہوتے جائیں گے اور خارستان بڑھتا جائے گا تو اس لئے فرمایا

ولا یزید الظالمین الا خسارا

☆ قرآن کریم رحمت ہے چونکہ ظالموں کے اندر اس رحمت کو حاصل کرنے کی

استعداد ہی نہیں ہے۔ اس لئے جتنا قرآن کریم نازل ہوگا، اتنا ہی انکار کریں گے اور مذاق اڑائیں گے لہذا خسارا بھی اسی قدر بڑھتا جائے گا۔ کانٹوں میں اسی قدر اضافہ ہوتا جائے گا۔ تو پتہ چلا کہ قصور حضور ﷺ کی رحمت کا نہیں بلکہ ان کا ہے جن کے دلوں کو شور لگا ہوا ہے نفاق اور شرک کی دیمک جن کے دلوں کو لگی ہوئی ہے اور اگر مصطفیٰ ﷺ کی رحمت پر یہ قصور عائد کرو گے تو قصور خدا کی ذات پر بھی آئے گا اسلئے کہ حضور ﷺ کی رحمت کا مظہر اتم اور مظہر اعلیٰ ہیں اور خدا قصور سے پاک ہے۔ لہذا اس کی رحمت کے مظہر اتم بھی قصور سے پاک اور مبرا ہیں۔

☆ بہرحال "وما ارسلنک الا رحمۃ للعالمین" بے شک میرے آقا ﷺ سارے عالموں پر رحمت فرمانے والے ہیں۔ یہ سارے عالم، زمین و آسمان اور اس کی مخلوق اور

تمام کائنات سب پر حضور ﷺ کی رحمت ہے۔ پھر العالمین تو بڑی چیز ہے کسی ایک شخص پر بھی اس وقت تک رحم نہیں کیا جا سکتا جب تک راحم میں یہ چار شرطیں نہ ہوں بلکہ رحم کرنے کیلئے یہ چار شرطیں ضروری ہیں۔ پہلی شرط تو یہ خود قابل رحم ہوگا وہ دوسرے پر کس طرح رحم کرے گا مگر

آقا ﷺ قرآن کریم کی رو سے العالمین سے "العالمین" پر رحم فرمانے والے ہیں اگر ہم کہتے ہیں معاذ اللہ وہ تو مر کر مٹی ہو گئے تو بتایئے وہ رحم کیسے کریں گے؟ کیا کوئی مردہ بھی کسی پر رحم کر سکتا ہے؟ نہیں، ہرگز نہیں کر سکتا حضور ﷺ حیات ابدی کے ساتھ زندہ ہیں اور وہ تو وہ قوت اور حیات رکھتے ہیں جو پوری کائنات میں نہیں ہے بلکہ پوری کائنات کو زندگی بخشنے والے ہیں اور آپ ﷺ میں پوری کائنات کی قوت حیات ہے اور آپ ﷺ کی قوت حیات کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ ایک آدمی آدھا سیر آٹا پیتا ہے اور دوسرا آدمی چار ہزار من آٹا پیتا ہے۔ تو آپ بتایئے زیادہ طاقت کس کی ہوگی اور زیادہ قوت حیات کس کے اندر ہوگی تو صاف ظاہر ہے چار ہزار من کا پیسنے والا طاقت اسکے اندر زیادہ ہوگی۔ کوئی آدمی صرف ایک شخص پر رحم کرتا ہے اور ایک ذات مقدسہ ساری کائنات پر رحم کرنے والی ہے۔ فرق تو واضح ہے تو پتہ چلا کہ ساری کائنات کے اندر وہ حیات نہیں ہے جو مصطفیٰ ﷺ کے اندر ہے کیونکہ جب تک کوئی زندہ نہ ہو تو وہ راحم ہو ہی نہیں سکتا اور میرے آقا ﷺ راحم پہلے ہیں رحیم بعد کو ہونگے اور زندہ پہلے مانو گے۔ پھر خالی زندہ ہونے سے بھی رحم نہیں ہوتا دوسری اور بات بھی ضروری ہے وہ کیا ہے؟ کہ رحم کرنے والا زندہ بھی ہو اور جس پر رحم کرتا ہے اس کا حال بھی جانتا ہو اگر کوئی زندہ ہو مگر حال نہ جانتا ہو تو وہ کوئی رحم نہیں کر سکتا۔ آپ دیکھیں میں ملتان سے آیا اور میں نے کہا مدینہ والو! مجھ پر رحم کرو تو آپ کہیں گے کہ بھائی اپنا حال بتاؤ ہم رحم کرنے کو تیار ہیں میں کہوں کہ بھائی حال مت پوچھو۔ بس رحم کرو تو آپ کہیں گے کہ حال تو بتانا پڑے گا کہ اگر آپ بھوکے ہیں تو ہم آپ کو کھانا کھلا کر رحم

کردیں اگر آپ پیاسے ہیں تو ہم آپ کو پانی پلا کر آپ پر رحم کردیں اگر آپ بیمار ہیں تو ڈاکٹر کو بلوا کر دوا دیکر آپ پر رحم کردیں اگر آپ کے پاس رقم نہیں ہے تو آپ کو رقم دیکر آپ پر رحم کردیں۔ اگر وطن واپس جانے کیلئے بے قرار ہیں تو ہم آپ کو وطن پہنچا کر رحم کردیں مگر اپنا حال تو بتاؤ! تو آپ کہیں گے کہ جب تک حال معلوم نہ ہو کوئی رحم نہیں ہو سکتا۔

☆ میرے آقا ﷺ کسی ایک پر رحم کرنیوالے نہیں بلکہ آپ "العالمین" پر رحم کرنیوالے ہیں۔ پہلے تو آپ کو زندہ مانو کیونکہ آپ ﷺ زندہ نہ ہوں تو رحم نہیں ہو سکے گا پھر آپ ﷺ کو زندہ ماننے سے کام نہیں ہوگا بلکہ یہ کہوں کہ آپ ﷺ زندہ بھی ہیں اور "العالمین" کا حال بھی دیکھ رہے ہیں۔ اگر "العالمین" کا حال آپ ﷺ کی نگاہوں کے سامنے نہ ہو تو خالی زندہ ہو کر بھی رحم نہیں کرسکتا۔ اسی لئے حضور ﷺ نے فرمایا

ان الله رفع لی الدنیا فانا انظر الیها والی ماهو کائن فیها کانما انظر الی کفی هذا الی یوم القیمة

ترجمہ ☆ اللہ تعالیٰ نے میرے سامنے ساری دنیا کو پیش فرما دیا پس میں اس دنیا کو اور جو اس میں قیامت تک ہونے والا ہے اس طرح دیکھ رہا ہوں جیسے اپنے ہاتھ کو۔ (کنز العمال ص ۳۴۰ ج ۱۱)

☆ یعنی خدا نے ساری کائنات کو میری نگاہوں کے سامنے رکھ دیا ہے اور میں عالم کے ذرے ذرے کو نگاہ رسالت سے دیکھ رہا ہوں بلکہ میں تو پھر یہی کہوں گا کہ میرے آقا ﷺ سب کو دیکھ رہے ہیں اور سب کے حال کو جان رہے ہیں سب کے ظاہر کو بھی دیکھ رہے ہیں سب کے باطن کو بھی سب کے جسموں کو بھی دیکھ رہے ہیں اور سب کی ارواح کو بھی یہاں تک کہ میرے آقا ﷺ وہ دیکھتے ہیں جو ہم نہیں دیکھ سکتے حضور ﷺ وہ جانتے ہیں جو ہم نہیں جان سکتے۔ اسلئے میں کہتا ہوں کہ میں اپنا حال نہیں جان سکتا مگر میرے آقا ﷺ میرے حال سے بخوبی آگاہ ہیں کیونکہ اگر وہ حال نہ جانیں تو رحم کیسے کریں؟ اور رحم کرنے کیلئے تو حال کا جاننا ضروری ہے۔ پتا چلا کہ "العالمین" پر رحم کرنے کیلئے وہ زندہ بھی ہیں اور "العالمین" کا سب حال مصطفیٰ ﷺ کی نگاہوں کے سامنے بے حجاب بھی ہے یعنی وہ سب کچھ جانتے ہیں۔ اور حال جاننے سے بھی کچھ نہیں ہوگا تیسری شرط اور بھی ہے اور وہ یہ کہ کوئی زندہ بھی ہو حال بھی جانتا ہو مگر رحم جب ہی کرسکتا ہے کہ اسکو "معلوم" پر رحمت اور نعمت پہنچانے کی قدرت اور اختیار بھی ہو۔ اگر اسکو قدرت اور اختیار نہیں ہے تو وہ رحم نہیں کرسکتا خواہ زندہ بھی ہو اور حال بھی جانتا ہو۔

☆ میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ جب لوگ کسی بے قصور آدمی کو پکڑ لیتے ہیں اور وہ آپ کو مدد کیلئے پکارتا ہے تو آپ اس وقت زندہ بھی ہوتے ہیں اور حال بھی جانتے ہیں کہ یہ شخص بے قصور ہے مگر ایمان سے کہنا کہ آپ کچھ کرسکتے ہیں؟ صحیح یہ ہے کہ کچھ نہیں کرسکتے اسلئے کہ آپ کو کوئی قدرت اور اختیار حاصل نہیں ہے۔ تو معلوم ہوا کہ قدرت اور اختیار کے بغیر بھی رحم نہیں ہو سکتا خالی زندہ ہونے سے اور حال جاننے سے رحم نہیں ہو سکتا رحم تب ہی ہو سکتا ہے کہ زندہ بھی ہو حال بھی جانتا ہو اور قدرت اور اختیار بھی رکھتا ہو۔ اسلئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا

وما ارسلنک الا رحمة للعالمین

ترجمہ ☆ پیارے حبیب ہم نے سارے عالموں کیلئے آپ کو رحمت کرنیوالا بنا کر بھیجا ہے۔

☆ آپ ﷺ زندہ بھی ہیں اور "العالمین" کے ذرے ذرے کا حال بھی جانتے ہیں اور "العالمین" کے ذرے ذرے پر قدرت اور اختیار رکھتے ہیں جب چاہیں جبل پر کھڑے ہو کر انگلی کے اشارے سے چاند کو دو ٹکڑے کردیں جب چاہیں ڈوبے ہوئے سورج کو انگلی کے اشارے سے واپس بلالیں۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو اپنے ایک کام سے بھیجا جو دراصل اللہ تعالیٰ کا کام تھا اللہ تعالیٰ کے دین کا کام تھا وہ جب حاضر ہوئے تو نماز عصر ہو چکی تھی۔ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے ابھی تک نماز عصر نہیں پڑھی تھی مگر سرکار ﷺ ان کی ران پر سر مبارک رکھ کر سو گئے۔ اب حضرت علی المرتضیٰ کرم

اللہ وجہہ نے سوچا کہ حضور ﷺ کو جگا کر عصر کی نماز پڑھوں یا عصر کی نماز کو حضور ﷺ کی نیند پر قربان کردوں۔ کیا کروں؟ بالآخر حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کا فیصلہ یہ تھا کہ سرکار ﷺ کا جمال دیکھتے رہو اور حضور ﷺ کو آرام فرمانے دو کیونکہ نماز تو قضا بھی پڑھی جا سکتی ہے مگر نگاہ جو جمال رسالت سے ہٹ جائے گی تو اس کی قضا نہیں ہوگی۔ معلوم نہیں زندگی میں پھر ایسا کوئی موقع ملے یا نہیں لہٰذا حضور ﷺ کو نہ جگایا حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ اسی خیال میں رہے۔ یہاں تک کہ سورج ڈوب گیا اور انہوں نے حضور ﷺ کو نہ جگایا جبکہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ

حافظو اعلی الصلوات والصلوات الوسطی وقوموالله قانتین

ترجمہ ☆ سب نمازوں کی پابندی کرو اور خصوصاً درمیانی نماز کی اور کھڑے ہو اللہ تعالیٰ کے حضور ادب سے۔ (سورہ بقرہ ۲۳۸)

☆ ذرا غور فرمائے حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے اپنی اس نماز کو حضور ﷺ کی بے مثال نیند پر قربان کردیا۔ جب حضور ﷺ بیدار ہوئے تو حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو غمگین پا کر وجہ دریافت فرمائی حالانکہ حضور ﷺ کی نیند بھی ہماری نیند جیسی نہ تھی' بخاری شریف میں ہے۔ "تنام عینه ولا ینام قلبه" کہ آپ کی آنکھیں سوتی ہیں اور دل جاگتا ہے' جس کا یہ عالم ہو اسے خود پر قیاس کرنا کتنی بڑی نادانی ہے۔

شبہ اور اس کا ازالہ

☆ شاید آپ کو کہیں کہ جب بات یہ تھی تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ حضور ﷺ نے جان بوجھ کر حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی نماز قضاء کرادی' جب آپ ﷺ کا قلب اطہر نیند میں نہیں ہوتا تو حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو بے چین اور سورج کو غروب ہوتا دیکھ ان کو وقت پر نماز ادا کرنے کا حکم فرماتے۔ میں یہ کہوں گا یہ بات ہرگز نہیں بلکہ اس کی وجہ یہ تھی کہ حضور ﷺ تو کوئی کام خود سے کرتے ہی نہیں

وما ینطق عن الهوی ان هوالا وحی یوحی

☆ اور وہ اپنی خواہش سے کلام نہیں فرماتے نہیں ہوتا ان کا فرمانا مگر وحی جو (ان کی طرف) جاتی ہے۔ یعنی اگر حضور ﷺ بولتے ہیں تو وہ خدا کی بات ہوتی ہے۔ وہ خود سے کچھ کرتے ہی نہیں بلکہ وہ جو کچھ بھی کرتے ہیں وہ خدا کا کیا ہوتا ہے۔

وما رمیت اذرمیت ولکن الله رمی

ترجمہ ☆ گویا ان کا ہاتھ خدا کا ہاتھ ہے۔

ان الذین یبا یعونک انما یبا یعون الله ید الله فوق ایدیهم

ترجمہ ☆ بے شک جو لوگ آپ کی بیعت کرتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ ہی سے بیعت کرتے ہیں' ان کے ہاتھوں پر اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہے۔

☆ یہ عرفاء اور محققین کا قول ہے' یہ ان لوگوں کا قول ہے جو مرکز روحانیت ہیں وہ اس شبہ کے جواب میں فرماتے ہیں کہ جب حضور ﷺ سوئے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے جمال الوہیت کو اپنے محبوب کی نگاہوں کے سامنے بے حجاب کردیا کہ پیارے حبیب! تو میرے حسن و جمال کو دیکھتا رہ پھر کیا تھا حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کے حسن و جمال کو دیکھنے میں ایسے مشغول ہوئے کہ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی نماز قضا ہوگئی۔ جب سورج ڈوب گیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ میرے محبوب! ذرا ادھر بھی توجہ فرمائیے اب جو دیکھا کہ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی نماز قضا ہوگئی ہے تو حضور ﷺ نے یوں دعا فرمائی

اللهم ان علیا کان فی طاعتك و طاعة نبیك فاردد علیه الشمس

ترجمہ ☆ اے اللہ تعالیٰ تو خوب جانتا ہے علی تیری اور تیرے نبی کی اطاعت میں تھا (اور اس کی نماز عصر قضا ہوگئی) تو اس پر سورج کو واپس کردے۔

☆ پھر حضور ﷺ نے اپنے مبارک انگلیوں سے سورج کو اشارہ فرمایا تو ایسا معلوم ہوا کہ

سورج حضور ﷺ کی مبارک انگلیوں سے بندھا ہوا تھا۔

☆ تو پتہ چلا کہ آپ ﷺ زندہ ہیں (۱) اور ذرے ذرے کا حال بھی جانتے ہیں (۲) رحم کرنے کی قدرت اور اختیار بھی رکھتے ہیں میں آپ کو نبی کی قدرت اور اختیار کا کیا حال بتاؤں میرا تو ایمان ہے کہ جہاں ساری کائنات بے اختیار ہو اور سارا جہاں مجبور ہو اللہ ﷻ کا نبی وہاں بھی مختار ہوتا ہے بتاتا ہے۔

فاذا جاء اجلهم لا يستاخرون ساعته ولا يستقدمون

ترجمہ☆ پھر جب ان کی میعاد آ جائے گی تو وہ ایک گھڑی نہ پیچھے ہٹ سکیں گے اور نہ آگے بڑھ سکیں گے۔

☆ فرمان خداوندی ہے یا نہیں؟ جب موت کا فرشتہ کسی کے پاس آ جائے تو کوئی جرات کر کے یہ کہہ سکتا ہے کہ اے عزرائیل آج نہ کل آ جانا! ہرگز نہیں لیکن میں خدا کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ نبی کو یہ اختیار ہے کہ وہ چاہے موت کے فرشتے کو آنے دے یا چاہے تو نہ آنے دے، وہ دنیا میں رہنا چاہے یا آخرت میں جانا چاہے تو اس کو اختیار حاصل ہے اور اگر کوئی فرشتہ نبی کی اجازت کے بغیر آ جائے تو صحیح وسالم واپس نہیں جا سکتا، دیکھئے بخاری و مسلم کی متفق علیہ حدیث ہے کہ جب حضرت عزرائیل علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا آپ کیسے آئے ہیں؟ "فقال له" عرض کیا "اجب ربك" اپنے رب کے بلاوے پر لبیک کہیے۔ یعنی میں قبض روح کے ارادے سے آیا ہوں بس حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جلال آ گیا راوی کہتا ہے

فلطم موسى عين ملك الموت ففقاها فقال فرجع الملك الى الله فقال انك ارسلتني الى عبدلك لا يريد الموت وقد فقا عيني

ترجمہ☆ حضرت موسیٰ نے طمانچہ مار کر ملک الموت کی آنکھ نکال دی، ملک الموت بارگاہ خداوندی میں جا کر عرض گزار ہوئے، مجھے ایسے بندے کے پاس بھیجا جو مرنا نہیں چاہتا اور اس نے آنکھ نکال دی۔

☆ یہ موت کا فرشتہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا کچھ نہ کر سکا، حالانکہ وہ جلیل القدر فرشتہ ہے کہ جو بادشاہ، امیر، کبیر اور پہلوان جس کے پاس پہنچ جائے کوئی اعتراض کی جرات نہیں کر سکتا، گویا سارا جہان موت کے فرشتے کے سامنے مجبور ہے، لیکن اللہ ﷻ کے نبی کی تو بات ہی اور ہے جب نبی کی بارگاہ کی باری آئی تو یہی موت کا فرشتہ مجبور کھڑا ہوا ہے۔ اللہ اکبر پھر ملک الموت! اللہ ﷻ کی بارگاہ میں پہنچ گیا، آنکھ اٹھائی اور عرض کیا اے اللہ ﷻ تو نے مجھے اپنے ایک ایسے بندے کے پاس بھیجا جو تیری طرف آنا نہیں چاہتا اور میری آنکھ نکال دی ہے، میں آنکھ کا ڈھیلا لے کر حاضر ہوا ہوں، حدیث شریف میں آیا ہے

فرد الله عينه

☆ اللہ نے ان کی آنکھ ان پر واپس کر دی۔

☆ اور فرمایا جا کر اب کلیم کو راضی کرو۔ دیکھئے! ایسا نہیں ہے کہ اللہ ﷻ نے کلیم علیہ السلام کو عتاب کیا ہو کہ وہ تو میرا فرشتہ تھا، میں نے اس کو بھیجا تھا تم نے اس کو طمانچہ کیوں مارا بلکہ دوبارہ حکم ہوا کہ جا کر میرے کلیم کو راضی کرو۔

☆ یہاں پر محدثین کرام نے ایک بڑے مزے کی بات کہی ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کے طمانچہ سے حضرت ملک الموت کی ایک آنکھ پھوٹی اور وہ قائم رہ گئے حالانکہ موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ میں اتنی طاقت ہے کہ اگر وہ طمانچہ ماریں تو فرماتے ہیں

لاندلت السموات والارض

ترجمہ☆ کہ سارے آسمان اور زمین چورا چورا ہو جائیں۔

☆ غور فرمایئے جب کلیم علیہ السلام کے بازو میں اتنا زور ہے تو حبیب ﷺ کے بازو میں کتنا زور ہوگا اسلئے مجھے کہنے دیجئے کہ نبی وہاں مختار ہوتا ہے جہاں سارا جہان مجبور ہوتا ہے فرشتے کو یہ طاقت حاصل نہیں کہ وہ کسی نبی کی روح جبراً قبض کر کے لے جائے۔ یہ نبی کو اختیار ہے کہ وہ

اس دنیا سے جائے یا نہ جائے۔میرے دوستو جب ہم کہتے ہیں کہ رحم کرنا قوت اور اختیار کے بغیر نہیں ہے اور اللہ ﷻ نے واضح فرمادیا۔

وما ارسلنک الا رحمۃ للعالمین

☆ تو معلوم ہوا کہ حضور ﷺ زندہ ہیں، کائنات کے ذرے ذرے کا حال جانتے ہیں اور کائنات کے ہر ذرے پر کمال قدرت اور اختیار بھی رکھتے ہیں۔ مگر یہ بھی ذہن میں رہے کہ خالی صرف زندہ ہونے، حال جاننے اور قدرت و اختیار سے بھی کچھ نہیں ہوتا، جب رحم کرنیوالا اس کے قریب نہ ہو تو رحم نہیں کرسکتا، رحم کرنے کیلئے ایک چوتھی بات بھی ضروری ہے اور وہ ہے قرب۔ اگر کوئی شخص زندہ بھی نہ ہو، مظلوم و مرحوم کو جانتا بھی ہو پھر اس پر رحم کرنے کی قدرت و اختیار بھی رکھتا ہو، لیکن رحم کرنے والا مشرق میں ہو اور جس پر رحم کیا جائے گا وہ مغرب میں ہو تو پھر بھی رحم کرنیوالا کچھ نہیں کرسکتا، یعنی جب تک راحم مرحوم کے قریب نہ ہو، رحم نہیں ہوسکتا۔

☆ میرے دوستو اور عزیزو میرے آقا ﷺ اللہ ﷻ کے حکم سے "العالمین" پر رحم کرنیوالے ہیں۔لہذا معلوم ہوا کہ

(۱) آپ زندہ ہیں (۲) "العالمین" کا حال جانتے ہیں

(۳) "العالمین" پر پوری قدرت اور اختیار رکھتے ہیں (۴) آپ ﷺ "العالمین" کے ذرے ذرے کے قریب بھی ہیں۔

☆ مگر جس پر رحم کرتا ہے وہ مغرب میں ہو اور رحم کرنیوالا مشرق میں ہو تو وہ کیسے رحم کرےگا؟ پتہ چلا کہ رحم کرنے کیلئے ضروری ہے کہ رحم کرنیوالا

(۱) آپ زندہ ہیں (۲) "العالمین" کا حال جانتے ہیں

(۳) "العالمین" پر پوری قدرت اور اختیار رکھتے ہیں (۴) آپ ﷺ "العالمین" کے ذرے ذرے کے قریب بھی ہیں۔

☆ محترم دوستو اور عزیزو میرے آقا ﷺ العالمین پر رحم کرنیوالے ہیں لہذا معلوم ہوا

(۱) آپ ﷺ زندہ ہیں۔

(۲) العالمین کا حال جانتے ہیں۔

(۳) العالمین پر پوری قدرت اور اختیار بھی رکھتے ہیں (۴) اور پھر آپ ﷺ العالمین کے ذرے ذرے کے قریب بھی ہیں۔

☆ اس لئے اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا

ورحمتی وسعت کل شیء

☆ میری رحمت نے ہر چیز کو گھیر لیا ہے۔

☆ یعنی میری رحمت ہر شے کو گھیرے میں لئے ہوئے، رحمت خداوند کی صفت ہے مگر اللہ ﷻ نے اپنی صفت کا مظہر اتم اپنے حبیب ﷺ کو بنایا ہے اور اللہ ﷻ نے اپنی رحمت کا مظہر اتم حضرت محمد ﷺ کی روحانیت کے دامن میں، عالم کے ذرے ذرے کو لیا ہوا ہے۔ کائنات کا کوئی ذرہ ایسا نہیں ہے جو مصطفیٰ ﷺ سے دور ہو اور اگر کوئی چیز حضور ﷺ سے دور ہو تو پھر حضور ﷺ رحم نہیں کرسکتے۔ مگر آپ ﷺ سب پر رحم کرتے ہیں۔اس لئے آپ سب کے قریب ہیں۔

رحمت عالم سب کے قریب کیسے ہیں؟

☆ آپ ﷺ سب کے قریب کیسے ہیں؟ یہ عقدہ حل طلب ہے، واقعی یہ ایک اہم اور جاندار سوال ہے کہ ایک ذات تمام کے قریب کیسے ہوسکتی ہے؟ بظاہر یہی لگتا ہے کہ ایک فرد جب کسی ایک سے قریب ہوگا تو اس کے علاوہ باقی سب سے دور ہوگا، یہ ممکن ہی نہیں کہ فرد واحد

فرد کو کائنات میں سے ہر ایک کے قریب ہو‘ اس کا جواب یہ ہے کہ جن دو چیزوں کی نزدیکی مقصود ہے اگر وہ دونوں ہی کثیف ہوں تو واقعی ایسا ہوگا تو فرد واحد زمان و مکاں میں مختلف افراد سے بیک وقت قریب نہیں ہوسکتا لیکن اگر دونوں لطیف ہوں یا دونوں میں سے ایک لطیف ہو تو جو لطیف ہوگا وہ ایک ہی وقت میں سب موجودات کائنات کے قریب ہوسکتا ہے‘ اس میں نہ تو محال عقلی لازم آتا ہے نہ شرعی‘ مثلاً اسی محفل میں دیکھیں جو آدمی وہاں مجھ سے دور بیٹھا ہوا ہے میری آواز اسکے کانوں میں بھی جا رہی ہے عجیب حیرت کی بات ہے کہ شکل تو مجھ سے دور ہوں مگر میری آواز اس کے کانوں تک پہنچ رہی ہے اسکی کیا وجہ ہوسکتی ہے؟ اسکی وجہ یہ ہے کہ جسم کثیف ہے اور آواز لطیف ہے‘ جو لطیف ہو وہ قریب ہوا کرتا ہے اور مصطفیٰ ﷺ تو ایسے لطیف ہیں کہ کائنات میں ان جیسا کوئی لطیف ہے ہی نہیں۔ مجھے اس موقع پر حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی بات یاد آتی ہے کہ آپ نے فرمایا "حضور ﷺ کا سایہ نہیں تھا کیونکہ حضور ﷺ اللہ ﷻ کا نور ہیں اور نور کا سایہ نہیں ہوتا" پھر کیا مزے کی بات فرمائی۔ فرماتے ہیں کہ "ہر سایہ سائے والے سے زیادہ لطیف ہوتا ہے" دیکھئے ایک میں ہو‘ ایک میرا سایہ۔ اسی طرح ایک آپ ہیں اور ایک آپ کا سایہ‘ ایک دیوار ہے اور ایک دیوار کا سایہ بالکل اسی طرح بھی چیز درخت اور اس کے سائے میں بھی ہے۔ اب سائے کی لطافت دیکھئے کہ ہم لوگ گرمیوں میں دیواروں اور درختوں کا سایہ تلاش کرتے ہیں تاکہ سکون حاصل کرسکیں ذرا بیٹھ جائیں اور سانس لے لیں‘ اب ہم میں سے کسی ایک نے سایہ دار درخت دیکھا اور ستانے کیلئے اس کے نیچے جا کر بیٹھ گیا‘ درخت کا سایہ اس پر پڑ رہا ہے‘ مگر نہ تو اس پر کوئی بوجھ ہے اور نہ ہی وہ کوئی تکلیف محسوس کر رہا ہے‘ لیکن اگر خدانخواستہ کوئی درخت یا دیوار اس پر گر پڑے تو اس بیچارے کا کیا بنے گا؟ پتہ چلا کہ درخت کا سایہ درخت سے لطیف ہوتا ہے‘ اگر حضور ﷺ کا سایہ ہوتا تو وہ حضور ﷺ سے زیادہ لطیف ہوتا‘ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ علیہ فرماتے ہیں کہ "حضور ﷺ کا سایہ کہاں سے پیدا ہوتا؟"

☆ معلوم ہوا کہ میرے آقا ﷺ ایسے لطیف ہیں کہ حضور ﷺ جیسی لطیف شے کائنات میں پیدا ہی نہیں ہوئی اور مجھے کہنے دیجئے کہ سرکار ﷺ وہاں تک پہنچے جہاں جبرائیل تو درکنار آواز تک نہیں پہنچ سکتی‘ ارے آواز تو وہاں پہنچے گی جہاں کوئی وقت ہوگا اور جگہ ہوگی۔ میرے آقا ﷺ وہاں پہنچے جہاں نہ کوئی زمان تھا نہ کوئی مکان‘ جہاں نہ یہاں تھا نہ وہاں۔ معلوم ہوا کہ جہاں آواز بھی نہ پہنچ سکے وہاں مصطفیٰ ﷺ پہنچ سکتے ہیں لہذا حضرت محمد ﷺ ایسے لطیف ہیں کہ "العالمین" میں کوئی شے مصطفیٰ ﷺ کے برابر نہیں ہے۔ اسلئے آپ ﷺ "العالمین" کے ذرے ذرے کے قریب بھی ہیں پھر قریب ہونے کیلئے ضروری ہے کہ آپ ﷺ کو ساری کائنات سے زیادہ لطیف تسلیم کرے لہذا حضور ﷺ کے "رحمۃ اللعالمین" ہونے پر ان کا ایمان ہے اور جو شخص حضور ﷺ کو اپنے جیسا کثیف مانتا ہے وہ تو آپ کو قریب مان ہی نہیں سکتا اور جو قریب نہ ہوگا وہ "رحمۃ اللعالمین" کیسے ہوگا؟

☆ الحمد للہ! یہ تمام مسائل ایک ہی آیت کریمہ کی روشنی میں حل ہوگئے۔ جیسے صاحب قرآن کی نسبت سے ہوا ہے قرآن کی نسبت کیسے ہوگی؟ اور صاحب قرآن کا وجود عالم محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔ میں پھر یہ عرض کروں گا کہ حضور ﷺ کے رحمت ہونے میں کوئی شک و شبہ نہیں کرسکتا مگر

باران کہ در لطافت

طبعش خلاف

نیست

در باغ لالہ رویلو در

شور بوم و حس

☆ ارے ان کی رحمت کا کوئی قصور نہیں ہے مگر اس سے لینے والا بھی تو کوئی ہو لہذا دامن کو پھیلاؤ اور حضور ﷺ کی بارگاہ میں بڑھ کر [illegible] پیدا کرو تا کہ حضور ﷺ کی رحمت ہمیں نصیب ہو جائے۔

فضائل حرمین شریفین

☆ اور پھر یہ دیار حبیب ﷺ اور دیار محبوب ﷺ ۔ یہ حرم نبوی [illegible] کعبہ ہو یا حرم مدینہ حرم کعبہ ہو یا حرم گنبد خضرا۔ خدا کا حرم ہو یا خدا کے رسول ﷺ کا حرمین [illegible] بے حرمتی کرنیوالے کو کبھی نجات نہیں مل سکی اور جن جن لوگوں کو ہلاکت کا عذاب آیا وہ حرم کی حرمتی کی وجہ سے آیا میں واقعات کہاں تک دہراؤں؟

فضائل مدینہ

☆ بہر حال اے حرم مدینہ کے رہنے والو! تم بڑے مبارک ہو تم بڑے بابرکت ہو میری آنکھیں تمہاری راہ پر ہیں اور میرے دل میں تمہارے لئے وہ عظمت وہ مقام ہے کہ میں اسکو بیان نہیں کر سکتا۔ لیکن خدا کیلئے حرم مدینہ کی حرمت کو برقرار رکھو۔ حرم کعبہ کی حرمت کو بھی برقرار رکھو۔ جس طرح یہاں نمازوں کا ثواب زیادہ ہے یہاں عبادات کا ثواب بھی زیادہ ہے اسی طرح یہاں ہر کسی سے اگر ادنیٰ غلطی بھی ہو جائے تو اس کیلئے ہلاکت بھی زیادہ ہے۔ اسلئے یہاں گناہوں سے اپنے آپ کو بچاؤ اور حرم مدینہ اور گنبد خضرا کے ادب کو ملحوظ خاطر رکھو اور حضور تاجدار مدنی ﷺ کو مدینہ بہت ہی پیارا تھا حضور سید عالم ﷺ نے خدا سے دعا مانگی کہ

عن عائشة قالت لما قدم رسول الله ﷺ المدينة وعك ابوبكر وبلال فجئت رسول الله ﷺ فاخبرته فقال اللهم حبب الينا المدينة كحبنا او اشد وصححها و بارك لنا في صاعها ومدها وانقل حماها فاجعلها بالجحفة

ترجمہ☆ حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب آپ ﷺ مدینہ طیبہ تشریف لائے تو وہاں پر بخار آیا ہوا تھا جس سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ بھی بخار میں تھے۔ میں نے انہیں خبر دی تو آپ ﷺ نے دعا کی اے اللہ! تو ہمارے لئے مدینے کو محبوب بنا جسطرح تو نے مکے کو محبوب فرمایا ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ کر اسکی آب وہوا کو ہمارے لئے خوشگوار بنا دے مدینے کے صاع میں مد میں برکت دے اور اسکی بیماری کو دور کر دے اور اسکے بخار کو جحفہ میں بھیج دے۔ (مشکوۃ شریف ۲۳۹ مسلم شریف ج ۴۴۳)

☆ اور فرمایا

ان ابراهيم حرم مكة فجعلها حراما واني حرمت المدينة حرامها بين لا بتيها ان لا يهراق فيها دم ولا تحمل فيها سلاح لقتال ولا تخبط فيها شجرة الا لعلف

ترجمہ☆ فرمایا! بلاشبہ ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو بزرگی دی اور اسے محترم کر دیا اور میں نے بزرگی دی [illegible] کو اسکی دونوں حدود کے اندر نہ بہایا جائے خون اسمیں اور نہ اٹھائے جائیں اسمیں ہتھیار جنگ [illegible] اور اسکا کوئی درخت نہ کاٹا جائے سوائے چارہ کی ضرورت کے۔

☆ مدینہ منورہ کی [illegible] کیلئے سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا

قال لا يصبر على [illegible] المدينة وشدتها احد من امتي الا كنت له شفيعا يوم القيامة

ترجمہ☆ مدینہ کی سختی اور بھوک پر میری [illegible] میں سے جو شخص صبر کرے گا میں ضرور قیامت کے دن اسکی شفاعت کروں گا۔

☆ اہل مدینہ کو ستانے والوں کیلئے حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا

لا يكيد اهل المدينة احد الا انماع كما ينماع الملح في الماء

ترجمہ☆ مدینہ والوں سے جو کوئی دغا کرے گا وہ اسطرح گھل جائے گا جس طرح پانی میں نمک گھل جاتا ہے۔ (مشکوۃ ۲۴۰)

☆ حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا

انما المدینة کالکیر تنفی خبثھا و ینصع طیبھا

ترجمہ☆ مدینہ بھٹی کی مانند ہے میل کچیل کو دور کر دیتا ہے اور اپنے اچھے کو خالص کر لیتا ہے۔(مشکوۃ شریف ۲۳۹ مسلم ۴۴۵)

☆ مزید فرمایا مدینہ کی شان اور احترام اتنا ہے کہ فرشتے بھی تعظیمی سجدہ کرتے ہیں اور مدینہ اپنے اندر سے شریر اور برے لوگوں کو نکال دیتا ہے

لاتقوم الساعة حتی تنفی المدینة شرارھا کما ینفی الکیر خبث الحدید

ترجمہ☆ قیامت اسوقت تک قائم نہ ہوگی جب تک مدینہ اپنے شریروں کو اسطرح نہ نکال دے جسطرح بھٹی لوہے کے میل کو نکال دیتی ہے۔(مشکوۃ شریف ۲۴۰ مسلم شریف جلد اول ۴۴۴)

☆ محترم حضرات! مدینہ منورہ کے کیا کیا فضائل بیان کروں؟ مدینہ منورہ میں نیکی کا جو ثواب ہے اور اسمیں بدی کا عذاب کو بیان نہیں کر سکتا اللہ ﷻ اپنے کرم سے ہمیں ہر قسم کے گناہوں سے بچائے اور اگر خدانخواستہ کوئی غلطی سرزد ہو جائے تو اللہ ﷻ توبہ کی توفیق عطا فرمائے حقیقت میں ایماندار گناہ سے بے چین ہو جاتا ہے۔ سید عالم ﷺ کے زمانہ کی بات ہے کہ مدینہ منورہ ہی میں ایک عورت سے ایک گناہ سرزد ہو گیا جس سے وہ بہت نادم اور بے چین ہوئی اور حضور ﷺ کی خدمت میں پاک ہونے کیلئے حاضر ہوئی۔ حضور سید عالم ﷺ نے بچہ کے جنم لینے تک اس عورت کو واپس بھیج دیا جب اس عورت کے بچہ ہو گیا تو وہ پھر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی کہ مجھے پاک فرمایا جائے آپ ﷺ نے پھر مدت رضاعت تک کیلئے واپس بھیج دیا تو وہ عورت مدت رضاعت کے بعد بچہ کے ہاتھ میں روٹی کا ٹکڑا دیکر حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی اور پاک ہوئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا! اس عورت نے وہ توبہ کی ہے کہ اگر اس توبہ کو پورے مدینہ والوں پر تقسیم کر دیا جائے تو سب بخش دیئے جائیں تو یہ احساس گناہ۔

وما علینا الا البلاغ

تخلیق آدم علیہ السلام

☆ محترم حضرات! یہ دیار حبیب محمد مصطفیٰ ﷺ ہے۔ آپ ﷺ قبر انور میں حیات طیبہ کیساتھ زندہ جلوہ گر ہیں۔ مدینہ منورہ کا ایک ایک ذرہ قابل صد احترام ہے۔ یہ وہ پاک مقام ہے جہاں دس سال متواتر قرآن کریم نازل ہوا اور جہاں بار بار جبرائیل علیہ السلام کو بارگاہ نبوت کی حاضری کا شرف حاصل ہوا۔

☆ اب میں نہایت اختصار اور جامعیت کیساتھ چند کلمات عرض کرتا ہوں۔ ارشاد ربانی ہے کہ

واذ قال ربک للملئکة انی جاعل فی الارض خلیفة

ترجمہ☆ اور (یاد کیجئے) جب آپ ﷺ کے رب نے فرشتوں سے فرمایا بیشک میں بنانے والا ہوں زمین میں (اپنا) نائب۔(سورہ البقرۃ ۳۰)

☆ اے محبوب ﷺ! آپ ﷺ یاد فرمائیں "اذ قال ربک" جب آپ ﷺ کے رب نے فرمایا

☆ اللہ اکبر! یاد وہ چیز دلائی جاتی ہے جو کسی کے علم سے متعلق ہو اور جو چیز کسی کے علم میں ہے ہی نہیں تو یاد دلانے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ معلوم ہوا کہ جب اللہ ﷻ نے فرشتوں سے فرمایا تھا کہ میں زمین میں ایک خلیفہ بناؤں گا تو اسوقت حضور تاجدار مدنی محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ موجود تھے اور سید عالم ﷺ کو اس بات کا علم تھا کہ میرے رب نے فرشتوں سے فرمایا کہ "انی جاعل فی الارض" بیشک میں بنانے والا ہوں زمین میں

(اپنا) کا سب۔

☆ تو پتہ چلا کہ حضور ﷺ آدم علیہ السلام کے بنائے جانے سے پہلے موجود تھے اور یہ بات حدیث شریف میں بھی آئی ہے کہ

كنت نبيا و آدم بين الروح والجسد

ترجمہ☆ کہ آپ ﷺ نبی تھے جب آدم علیہ السلام ابھی روح اور جسم کے درمیان تھے۔

☆ اس حدیث کو امام ترمذی نے ترمذی شریف میں صحیح کیساتھ روایت کیا ہے۔ آپ ﷺ فقط موجود ہی نہیں تھے بلکہ اس بات کا علم بھی رکھتے تھے کہ [illegible] فرشتوں سے یہ فرمایا ہے یہی وجہ ہے کہ "کنا اولھم فی الخلق و اخرھم فی البعث" میں پیدا ہونے میں سب نبیوں سے پہلے ہوں اور تشریف لانے میں سب نبیوں کے بعد [illegible] حضور ﷺ پیدا ہونے میں اگر سب نبیوں سے پہلے نہ ہوتے تو "اذ قال ربك للملئكة" والی بات کیسے بنتی؟ ابھی حضرت آدم علیہ السلام پیدا نہیں ہوئے تھے ابھی آپ علیہ السلام کا جسم اور روح نہیں ملا تھا کہ حضور سرور عالم ﷺ عالم جبروت (ہوت)(روح) میں جلوہ گر تھے اور حضور ﷺ فقط موجود ہی نہیں تھے بلکہ صفت علم' صفت سمع' صفت بصر اور میرے آقا ﷺ تمام صفات حسنہ اور صفات محمودہ کیساتھ موصوف تھے اور یہی وجہ ہے کہ میرے رب نے آپ ﷺ کا نام احمد اور محمد رکھا۔ کمال صفات کے یہ نام احمد اور محمد موصوف ہیں۔ میں اسوقت لفظ احمد اور محمد پر گفتگو نہیں کرسکتا۔ ہاں اسوقت سلسلہ کلام جو جاری ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو آدم علیہ السلام سے پہلے پیدا فرمایا اور سرور عالم ﷺ تشریف بعد میں لے آئے اور یہ قاعدہ ہے کہ جو اول بھی ہو اور آخر بھی تو درمیان میں سب کچھ اسی کا ہوتا ہے۔ تو میرے آقا ﷺ نبیوں کے اول میں بھی ہیں اور آخر میں بھی ہیں معلوم ہوا کہ ایک لاکھ یا دو لاکھ چوبیس ہزار انبیاء و رسل سب میرے آقا ﷺ کے دامن میں ہیں۔ اور یہ حقیقت بھی ہے

کہ حضور تاجدار مدنی محمد عربی ﷺ یقیناً اول بھی ہیں اور آخر بھی ہیں بلکہ مجھے کہنے دیجئے کہ آپ ﷺ اول اسلئے ہیں کہ آپ ﷺ آخر ہیں اور آپ ﷺ آخر اسلئے ہیں کہ آپ ﷺ اول ہیں اور وجہ یہ ہے کہ جو چیز آخر ہوتی ہے اور اول ہوا کرتی ہے اور جو اول ہو وہ آخر ہوا کرتی ہے۔ مثلاً آپ ایک کھجور کا درخت لگانا چاہتے ہیں سب سے پہلے آپ کھجور کی گٹھلی زمین میں بوئیں گے اس سے نہایت نرم و نازک پودا اُگے گا اور وہ آہستہ آہستہ بڑھتے بڑھتے ایک بڑا تناور درخت تیار ہوجائیگا۔ اسکا پھل پکے گا آپ اسکا گودا کھائیں گے اور آخر میں گٹھلی رہ جائیگی جو آپ نے زمین میں بوئی تھی۔ یہی گٹھلی کھجور کی اصل ہے۔ حضور سید عالم ﷺ اول ہیں اور اول اسلئے ہیں کہ آپ ﷺ اصل ہیں اور اصل اول ہوتی ہے اصل نہ ہو تو فرع کا وجود کہاں سے ہو؟ بیج نہ ہو تو تنا' شاخیں اور پتے کہاں سے ہونگے؟ حضور ﷺ فقط یہی نہیں کہ انبیاء کی اصل ہیں بلکہ اٹھارہ ہزار کائنات کی اصل آپ ﷺ ہیں اور مجھے کہنے دیجئے کہ اٹھارہ ہزار کائنات کا وجود حضور ﷺ کے دامن محمدیت میں اسطرح چھپا ہوا تھا جیسے گٹھلی میں پورا درخت۔ جو چیز اندر نہ ہو وہ باہر آ ہی نہیں سکتی۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ کبھی کھجور کے بیج سے آپ نے سیب کا درخت پیدا ہوتا ہوا دیکھا ہے؟ دوسرے درخت سے آپ کو سیب کا درخت نہیں ملے گا کیوں؟ اسلئے کہ سیب کے پھل کی حقیقت اس گٹھلی میں موجود ہی نہیں ہے تو باہر کیسے آئیگی؟ کیا آپ [illegible] کے پودے سے انگور کے پھل حاصل کرسکتے ہیں؟ کیا آپ مرغی کے انڈے سے کبوتر کا بچہ حاصل کرسکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ کیوں؟ اسلئے کہ اسکی حقیقت اسکے اندر ہے ہی نہیں اور جو چیز اندر نہ ہو باہر کیسے آئے گی؟ اسلئے میں کہتا ہوں کہ جس چیز کا وجود حقیقت محمدیت کے دامن میں نہیں تھا وہ قیامت تک باہر آ ہی نہیں سکتی۔ ساری کائنات کیلئے اصل الاصول حضور تاجدار مدنی محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔

☆ تو میں عرض کررہا تھا کہ تمام حقائق کائنات میرے آقا ﷺ کے دامن میں ہیں

اور جو اول اور آخر ہوتا ہے سب کچھ اسی کے دامن میں ہوتا ہے اٹھارہ ہزار عالموں کی حقیقت آپ ﷺ کے دامن اقدس میں اسطرح مستور ہے جیسے کہ گٹھلی کے اندر تمام درخت مستور ہوتا ہے۔ اب آپ میں سے کوئی سوال کرنا چاہے تو کر سکتا ہے۔ اگر میرے جانے کے بعد آپ کے ذہن میں ایسے سوالات ابھریں جو آپ کو پریشان کردیں تو یہ میرے لئے مشکل ہو جائیگی۔

شبہ

☆ تو یہاں ایک سب سے زیادہ خطرناک شبہ پیدا ہوتا ہے کہ جب اٹھارہ ہزار کائنات کی حقیقتیں حضور ﷺ میں ہیں تو اٹھارہ ہزار عالم میں سب کچھ آ گیا گویا اس میں مومن بھی آ گئے اور منافق بھی، مسلمان بھی آ گئے اور کافر بھی، موحد بھی آ گئے اور مشرک بھی اور اس میں چرند، پرند، درند جمیع سب غلاظتوں کے آ گئے۔ نعوذ باللہ تو کیا یہ سب چیزیں حضور ﷺ کے دامن میں تھیں؟

شبہ کا ازالہ

☆ میں اب اس شبہ کا ازالہ کردوں کہ "جو چیز لطیف ہو اس میں نجاست یا غلاظت نہیں ہوا کرتی اور جو لطافت کے درجہ سے گر جاتی ہے تو اس میں نجاست آ جاتی ہے" مثال دیتا ہوں آپ نے کئی مرتبہ مرغی کے انڈے کھائے ہونگے ہم ان انڈوں سے مرغی کے بچے حاصل کرسکتے ہیں اب مرغی کے ان بچوں میں پر بھی ہیں اور ٹانگیں بھی گوشت بھی ہے اور ہڈیاں بھی چربی بھی ہے اور خون بھی پر بھی ہے اور چونچ بھی آنکھیں بھی ہیں اور کان بھی تو یہ سب چیزیں کہاں سے آ گئیں؟ یہ اس انڈے سے آ گئیں جسے ہم بے دریغ مذکورہ بالا چیزوں کا جانتے ہوئے کھا گئے تو کیوں کھا گئے اور میں آپ کو یہ پہلے بتا چکا کہ جو چیز لطیف ہو وہ باہر نہیں آ سکتی۔ تو پتہ چلا یہ ناپاک چیزیں یعنی ہڈیاں، خون وغیرہ لطافت کے درجہ سے نیچے نہیں آئی تھیں۔ اسلیئے ہم اس انڈے کو کھا گئے۔ جب یہ چیزیں لطافت کے درجے سے کثافت کے درجے میں آئیں تو ناپاک ہو گئیں تو پتہ چلا کہ اٹھارہ ہزار عالم کی حقیقت جب تک دامن مصطفیٰ ﷺ سے وابستہ رہیں تو پاک رہیں اور جب الگ ہوئیں تو ناپاک ہو گئیں۔ اب تمہاری لطیف حقیقتیں مصطفیٰ ﷺ کے دامن سے نکل گئیں ہیں۔ تم کثافت اور نجاست کے ڈھیر میں چلے گئے ہو اگر تم ان کے دامن میں لپٹے رہتے تو کوئی حقیقت تمہیں ناپاک نہیں کر سکتی تھی تم پاک ہی رہتے۔ تو اب پاک اور ناپاک کا فرق یہی رہا کہ جو دامن مصطفیٰ ﷺ سے لپٹا رہا تو وہ پاک رہا اور جو الگ ہوا وہ ناپاک ہوا۔ معلوم ہوا کہ کائنات کی ساری حقیقتیں دامن محمدیت میں موجود ہیں۔ لیکن اسکے باوجود کوئی یہ اعتراض نہیں کر سکتا کہ یہ ناپاک چیزیں دامن محمدیت سے تعلق رکھتی ہیں کیونکہ وہ تمام ناپاک چیزیں لطیف تھیں اور ناپاک چیزیں لطافت کے مرتبے میں ہوں تو وہ نجس نہیں ہوا کرتیں اور اگر کوئی دوبارہ پاک ہونا چاہے تو اس کیلئے میں ایک مثال دیتا ہوں کہ لوگ کھیتی باڑی بھی کرتے ہیں اور اپنے پودوں کو کھاد بھی ڈالتے ہیں جو کہ نجس ہوتی ہے اور پودوں کی غذا بنتی ہے اگر پودا غلہ ہے تو کھاد غلہ بن جاتی ہے اور سبزی ہے تو کھاد سبزی بن جاتی ہے اور ہم جب ان چیزوں کو مزے سے کھاتے ہیں اگر آپ سے کوئی کہہ دے کہ یہ کھانا نجس ہے کیونکہ یہ کھاد کی تاثیر سے تیار ہوا ہے تو آپ اسکو کیا جواب دیں گے؟ تو آپ یہی جواب دیں گے کہ جب ناپاک اور نجس چیز کسی پاک چیز میں پنہاں ہو جائے تو وہ پاک ہو جاتی ہے اسی لئے تو فرمایا

فاتبعونی

ترجمہ ☆ کہ میری اتباع کرو

☆ کہ میری اتباع کرو اگر پاک ہونا چاہتے ہو تو میرے در پر آ جاؤ یہیں سے تمہیں پاکی ملے گی۔ پہلے بھی یہیں پاکی تھی اور اب آخر میں بھی یہیں پاکی ہے اور آپ ﷺ ہم

بے چاروں کی ناپاکی دور کرنے کیلئے ہیں۔ اسلئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

یتلو علیهم ایته ویزکیهم

ترجمہ☆ جو تلاوت کرتا ہے ان پر انکی آیتیں اور انہیں پاک کرتا ہے۔ (آل عمران ۱۶۴)

☆ اللہ اکبر! تمہارا تزکیہ کرنا تو انہیں ﷺ کا کام ہے۔ اب میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ

لقد من الله علی المومنین

ترجمہ☆ بیشک اللہ نے بڑا انعام کیا مومنین پر۔ (آل عمران ۱۶۴)

☆ "علی المومنین" میں مومنین جمع ہے۔ معلوم ہوا کہ ایک مومن سے لیکر قیامت تک کے مومن "المومنین" کے اندر شامل ہو گئے۔ کوئی فرد باقی نہیں رہا خواہ وہ حضور اکرم ﷺ کے زمانہ میں ہوں، پہلے ہوں، بعد میں ہوں، ماضی میں ہوں، حال میں ہوں یا مستقبل میں ہوں کہیں ہوں وہ سب "المومنین" کے عموم میں شامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے ایمان والو! میں نے تم پر بڑا احسان کیا ہے اور وہ احسان یہ ہے کہ "وہ تم پر اللہ تعالیٰ کی آیات تلاوت کرتا ہے اور وہ علم وحکمت تمہیں سکھاتا ہے اور وہ تمہیں پاک کرتا ہے"

☆ عزیزان محترم! وقت نہیں ہے کہ اس آیت پر تقریر کروں میں فقط "یزکیہم" پر گفتگو کر کے بات کو آگے بڑھاتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "یزکیہم" "یزکیہم" میں جو ضمیر ہے وہ منصوب ہے اور "یزکیہم" میں ضمیر منصوب کون ہے؟ یعنی ضمیر منصوب کا مرجع کون ہے؟ "المومنین" ہیں تو یہ ایک کھلی ہوئی بات ہے کہ "المومنین" میں سارے مومن آ گئے خواہ کسی زمانہ سے تعلق رکھتے ہوں۔ ابتداء سے قیامت تک سب مومن آ گئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرا رسول سب مومنین کو پاک کرتا ہے اب میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ رسول پاک کرنیوالے ہیں اور مومن پاک ہونیوالے ہیں تو جب تک پاک کرنیوالا پاک ہونیوالوں سے نہ ملے تو پاک ہونے والے پاک کیسے ہونگے؟ دیکھئے میں مثال دیتا ہوں کہ یہ میرا کپڑا ناپاک ہو گیا ہے تو کیسے پاک ہوگا؟ اور کونسی چیز پاک کرے گی اور کیسے پاک ہوگا؟ تو پانی سے پاک ہوگا اگر ناپاک کپڑا یہاں ہو اور پانی وہاں تو کیا ناپاک کپڑا پاک ہوگا؟ ہرگز نہیں ہوگا۔ کپڑا ابھی پاک ہوگا جب کپڑا پانی کے قریب ہو جائے گا اور یہ ناپاک کپڑا پانی میں داخل ہو جائیگا جب تک یہ پانی کے اندر داخل نہ ہوگا پاک نہیں ہو سکتا تو جب تک رسول مومن کے دل کے اندر داخل نہ ہو مومن پاک ہو ہی نہیں سکتا یہ میں نہیں کہتا

قرآن کہتا ہے!

النبی اولی بالمومنین من انفسهم

ترجمہ☆ یہ نبی ایمان والوں سے انکی جانوں سے قریب ہیں۔

☆ یعنی تمہاری جانیں تم سے دور ہو سکتی ہیں مگر نبی تمہاری جانوں سے دور نہیں ہو سکتے "النبی اولی بالمومنین" میں اولی کے معنی تین ہیں

(۱) اولی	اقرب	سب سے زیادہ قریب
(۲) اولی	بالتصرف	سب سے زیادہ تصرف والا
(۳) اولی	احب	سب سے زیادہ پیارا

☆ اولی کے جتنے معنی دنیا میں ہو سکتے ہیں وہ تمام معنی ان تین معنوں میں آ سکتے ہیں اور ان تین معنوں کا مفہوم

(۱) ایک لفظ اقرب میں آ جاتا ہے گویا اقرب کے اندر سب معنی آ گئے۔

(۲) اولی بالتصرف کون ہوتا ہے؟ یعنی تصرف کا سب سے زیادہ حقدار کون ہوتا ہے؟ جو قرابت میں سب سے زیادہ قربت والا ہو۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ ایک نابالغ بچہ ہے کہ اسکا باپ بھی زندہ ہے اور دادا بھی ہے تو اولی بالتصرف دونوں ہیں لیکن میں پھر بھی یہی کہتا ہوں کہ اولی بالتصرف باپ ہے نہ کہ دادا' کیونکہ دادا پوتے سے دور ہو گیا معلوم ہوا جو قریب ہوتا ہے وہی اولی بالتصرف ہوتا ہے۔

(۳) اسی طرح احب کے معنی میں بھی اولی ہوتا ہے۔ لفظ اولی احب کے معنی میں اور احب کے معنی زیادہ محبوب کے ہیں اور پھر محبت کی بات کیا پوچھتے ہو؟ خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ محبوب سے زیادہ قریب کوئی نہیں ہو سکتا بلکہ میں تمہیں بتاؤں کہ محبوب کی ذات اتنی قریب ہوتی ہے کہ محب اپنی ذات کو دور کر دیتا ہے اور محبوب ہی کو قریب کر دیتا ہے۔

☆ اسی معنی پر اگر میں کچھ عرض کروں تو تصرف کے تمام مسائل اسی مقام پر آپ کو چمکتے ہوئے نظر آئیں گے۔ تفصیل کا وقت نہیں ہے میں صرف آپ کو اشارات دے رہا ہوں چند اشارات آپ کے سامنے رکھتا جاؤں۔ انکو اپنے ذہن میں رکھتے جائیے اللہ ﷻ فرماتا ہے

النبی اولی بالمومنین من انفسہم

ترجمہ☆ یہ نبی ایمان والوں کیساتھ انکی جانوں سے زیادہ قریب ہے۔

☆ گویا نبی محترم ایمان والوں کیساتھ اتنے قریب ہیں' اتنے قریب ہیں کہ انکی جانوں سے بھی زیادہ قریب ہیں میرا ایمان ہے کہ میری جان مجھ سے دور ہو سکتی ہے مگر مصطفیٰ ﷺ مجھ سے دور نہیں ہیں۔

شبہ

☆ اب کوئی خبیث کہتا ہے کہ بھائی وہ قریب ہیں تو کہاں ہیں؟

شبہ کا ازالہ

☆ اے خدا کے بندے! مصطفیٰ ﷺ کو دیکھنے کیلئے آنکھ چاہیے اور پھر سب کو محبوب دکھائے بھی نہیں جاتے۔ میں کہتا ہوں کہ حضور ﷺ نور اللہ ﷻ ہیں۔ نور اللہ ﷻ ہیں۔ نور اللہ ﷻ اور میں خدا کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ نور کو نور کے بغیر دیکھا بھی نہیں جا سکتا۔ دیکھو بھائی! سورج نور ہے۔ سورج کی روشنی وہ نور ہے کہ جسکی آنکھ میں نور نہ ہو وہ سورج کی روشنی کو نہیں دیکھ سکتا۔ اگر ایک اندھے کو پکڑ کر کہیں کہ تو سورج کی روشنی کو دیکھ' وہ بے چارہ کچھ نہیں دیکھ سکے گا۔ وہ معذور ہے کیونکہ وہ نور اسکی آنکھ میں ہے ہی نہیں۔ جسکی مدد سے وہ سورج کی روشنی کو دیکھ سکے۔ تو پتہ چلا کہ نور کو دیکھنے کیلئے نور ہی کی ضرورت ہوتی ہے۔ نابینا کی آنکھ میں نور ہی نہیں ہے۔ تو وہ آفتاب کی روشنی کیا دیکھ سکے گا؟ وہ بے چارہ محروم رہے گا۔

☆ تو اب معلوم ہوا کہ اگر تمہیں رسول کریم ﷺ نظر نہیں آتے تو اسکا یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ کچھ نہیں ہیں بلکہ یہ سمجھو کہ تم خود بے نور ہو۔ اگر نابینا کو سورج کی روشنی نظر نہ آئے اسکا یہ مطلب نہیں ہے کہ سورج روشن نہیں ہے بلکہ یوں کہو کہ نابینا کے اندر بینائی نہیں ہے میرے آقا ﷺ اگر کسی کو نظر نہ آئیں تو اسکا یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ موجود نہیں ہیں یا نور نہیں ہیں بلکہ یہ کہو کہ دیکھنے والے کے اندر نور نہیں ہے کیونکہ نور کے بغیر نور کا ادراک نہیں ہوا کرتا۔

☆ عزیزان محترم! فرشتوں کے نور ہونے میں تو کسی کو کوئی اختلاف نہیں ہے مسلم شریف کی صحیح حدیث ہے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے

قال قال رسول اللہ ﷺ خلقت الملئکۃ من نور

ترجمہ☆ فرشتوں کو نور سے پیدا کیا گیا ہے۔

☆ حالانکہ تمہارے دائیں بائیں آگے پیچھے نورانی فرشتے موجود ہیں۔ اگر تم ذرا سی

بتی جلا دو تو کمرہ روشن ہو جاتا ہے اور تم سب کچھ دیکھ لیتے ہو مگر تمہارے اردگرد فرشتے ہیں تمہیں تب بھی کچھ نظر نہیں آتا۔ ارے اللہ ﷻ کے فرشتے تو نور ہیں مگر تمہارے اندر انکے نور کو دیکھنے کیلئے نور نہیں ہے۔ میرے آقا ﷺ کے نور کا انکار کرنا دراصل حضور ﷺ کے نور کا انکار کرنا نہیں ہے بلکہ اپنی بے نوری کا اقرار ہے اور مجھے کہنے دیجئے کہ

آنکھ والا تیرے جلوے کا تماشا دیکھے

دیدہ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

☆ آنکھ والے نے جمال مصطفیٰ ﷺ کو دیکھا۔ اب اگر واقعات آپکے سامنے لاؤں تو سنتے سنتے تھک جائیں گے مگر میں کہتے کہتے نہیں تھکوں گا مگر کیا کروں اتنا وقت نہیں ہے اس لئے میں حدیث کے حوالے سے مختصری بات آپ کے سامنے بیان کرتا ہوں۔ ایک مرتبہ رسول اکرم ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کیساتھ طواف کعبہ فرما رہے تھے حضور ﷺ نے سات چکر پورے کئے آب زم زم نوش فرمایا پھر مقام ابراہیم علیہ السلام پر کھڑے ہو گئے جیسے آپ کسی کا انتظار فرما رہے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی طواف کعبہ کر رہے ہیں۔ انہوں نے ایک اجنبی شخص کو دیکھا جو طواف کعبہ فرما رہا تھا چنانچہ وہ مقام ابراہیم علیہ السلام پر حضور ﷺ سے ملے۔ سلام کیا، مصافحہ کیا اور چل دیے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ کون تھے؟

سرکار ﷺ نے فرمایا

ترجمہ☆ کیا تم نے انکو دیکھا؟

☆ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ہاں ہم نے انکو دیکھا۔ سرکار ﷺ نے فرمایا

☆ یہ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام مجھے سلام کرنے آئے تھے۔

☆ ابن عدی نے اس حدیث کو روایت کیا اور انس بن مالک اس حدیث کے روای ہیں۔ اسوقت تو یہ کتاب میرے پاس موجود نہیں ہے لیکن تفسیر روح البیان تمہارے پاس ضرور ہوگی جو علامہ اسماعیل حقی حنفی رحمتہ اللہ علیہ کی تصنیف ہے یہ حدیث تفسیر روح البیان میں بھی آئی ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمانوں سے نہیں آئے تھے؟ اسوقت بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمانوں پر موجود تھے اور آسمانوں ہی سے آئے تھے تو پتہ چلا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمانوں پر بھی موجود ہیں اور زمین پر بھی موجود ہیں تو اگر عیسیٰ علیہ السلام آسمانوں پر بھی ایک ہی وقت میں موجود ہو سکتے ہیں تو کیا میرے آقا ﷺ مومن کے دل میں اور باہر موجود نہیں ہو سکتے؟ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کعبہ کا بھی طواف کر رہے ہیں اور پھر اسی وقت آسمانوں پر بھی جلوہ گر ہیں اور پھر قلب مومن وہ کعبہ ہے کہ

دل بدست آور کہ

حج اکبر است

اسلئے میرے محبوب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ قلب مومن کے اندر جلوہ گر ہیں۔

اللہ ﷻ فرماتا ہے

النبی اولیٰ بالمومنین من انفسہم

ترجمہ☆ یہ نبی ایمان والوں کیساتھ انکی جانوں سے بھی زیادہ قریب ہیں۔

☆ گویا نبی محترم! ایمان والوں کیساتھ انکی جانوں سے زیادہ قریب ہیں۔ ایمان والو! تمہاری جانیں تم سے دور ہو سکتی ہیں مگر آقا ﷺ تم سے دور نہیں ہو سکتے۔ دور ہونا انکی شان نہیں اگر ہم دور ہو جائیں تو یہ ہماری بدبختی اور بدنصیبی ہے۔

شبہ

☆ آپ دل میں سوچیں گے کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ہم دور ہو جائیں اور حضور ﷺ ہم سے دور نہ ہوں؟

شبہ کا ازالہ

☆ گرمیوں کے زمانہ میں جب کہ سورج اپنی تمازت کیساتھ تمام چیزوں کوگرم کررہا ہوتا ہے تو اسوقت آپ نے شامیانہ لگایا اور اسکے نیچے بیٹھ گئے۔ تو سورج کی دھوپ جو کہ سورج کا غیر نہیں ہے آپ پر نہیں پڑ رہی کیونکہ آپ شامیانہ کا حجاب لگا کر خود سورج کی ضیاء سے دور ہوگئے ہیں گویا ہم حجاب کی وجہ سے دور ہوگئے ہیں گناہوں کے، غفلت کے، معصیت کے اور بشریت کے تقاضوں کے حجابات ہمارے اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان حائل ہوگئے۔ حضور ﷺ تو ہم سے جدا نہیں ہیں۔ ہم یہ حجابات ڈال کر خود حضور ﷺ سے جدا ہوگئے ہیں۔

☆ عزیزان محترم! مسئلہ تو کوئی اور تھا

انی جاعل فی الارض خلیفۃ

ترجمہ☆ بیشک میں بنانے والا ہوں زمین میں اپنا نائب (البقرۃ ۳۰)

☆ ابھی تک تو میں اس آیت کے مفہوم تک نہ پہنچا ہوں نہ پہنچوں گا خواہ ساری رات گزر جائے وہاں تک پہنچنا مشکل ہے ابھی تو گفتگو کا آغاز ہے۔

شبہ

☆ کسی صاحب نے کہا کہ تم نبیوں کو شہیدوں اور ولیوں کو خدا تک پہنچنے کا وسیلہ قرار کیوں دیتے ہو؟ ایسا کرنا تو گویا خدا کو دنیا کے بادشاہوں پر قیاس کرنا ہے؟ تو تم نے خدا کی توہین کردی کیونکہ خدا تک پہنچنے کیلئے کسی وسیلہ کی ضرورت نہیں ہے اللہ ﷻ فرماتا ہے

ونحن اقرب الیہ من حبل الورید

ترجمہ☆ اور ہم اسکی شہ رگ سے زیادہ اسکے قریب ہیں۔

☆ وسیلہ تو صرف اسی چیز تک پہنچنے کیلئے اختیار کیا جاتا ہے جو دور ہو جیسے چھت پر پہنچنے کیلئے سیڑھی کی ضرورت ہوتی ہے اسلئے کہ ہم چھت سے دور ہیں اور چھت ہم سے دور ہے بغیر سیڑھی کے ہم چھت کے قریب نہیں جاسکتے۔

شبہ کا ازالہ

☆ میں نے کہا کہ خدا کو کون دور کہتا ہے؟ خدا تو دور نہیں ہے لیکن ایک بات میں نے اور بھی کہہ دی کہ جو قریب ہوگا وہ قریب کی آواز سنے گا یا دور کی؟ وہ قریب ہی کی آواز سنے گا دور کی آواز تو وہ سنتا ہے جو دور ہو۔ تو پھر تمہارا یہ کہنا کہ "دور کی آواز تو خدا ہی سنتا ہے" اسکا مطلب یہ ہوا کہ خدا دور ہے جو دور کی آواز سنتا ہے تو یہاں تم "ونحن اقرب الیہ من حبل الورید" آیت کیوں بھول گئے؟ خدا تو شہ رگ سے زیادہ قریب ہے وہ تو دور ہے ہی نہیں تو پھر تم دور کی آواز کس کو سناتے ہو۔ تو میں نے بتایا کہ خدا تو ہم سے دور نہیں ہے لیکن ہم خدا سے دور ہیں یہی وجہ ہے کہ ہم خدا کو وسیلہ بناتے ہیں میں نہیں کہتا خدا خود کہتا ہے

یا یھا الذین امنوا اتقوا اللہ وابتغوآ الیہ الوسیلۃ

ترجمہ☆ اے ایمان والو! تقوی اختیار کرو اور وسیلہ ڈھونڈو۔

☆ مجھے بخاری شریف کی حدیث بھی یاد آرہی ہے کہ اے میرے صحابہ! تمہیں اللہ ﷻ رزق دیتا ہے باران رحمت دیتا ہے دشمنوں پر فتح عطا فرماتا ہے سرکار ﷺ نے یہ تین باتیں فرمائیں۔ فرمایا

ھل تنصرون وھل ترزقون وھل ترحمون الا بضعفآئکم

ترجمہ☆ تم کو باران رحمت اور فتح اور روزی نہیں ملتی مگر اپنے نا چار اور غریبوں کے سبب سے (مشارق الانوار ۲۷)

☆ انہیں کے وسیلہ کے صدقے سے رزق، باران رحمت اور دشمنوں پر فتح حاصل ہوتی ہے۔

☆ اے مدینہ کے رہنے والو! اہل صفا کو ذہن میں لاؤ جن پر منافقین آوازے کسا

کرتے تھے۔ سرکار ﷺ نے فرمایا! تم یہ سمجھتے ہو ہمارے لئے بارش ہوتی ہے' ہمارے لئے رزق آتا ہے' ہمارے لئے اللہ تعالیٰ بھیجتا ہے۔ نہیں نہیں بلکہ انہیں کیلئے سب کچھ آتا ہے اور انہیں کے صدقے میں تم کو بھی مل جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کی ہوائیں اپنے محبوبوں اور ولیوں کیلئے بھیجتے ہیں اور جو انکے قریب ہیں ان تک بھی وہی رحمت کی ہوائیں پہنچ جاتی ہیں۔

☆ آپ نے دیکھا ہوگا کہ جب کھیتی باڑی ہوتی ہے تو آپ لوگ پودوں کو پانی دیتے ہیں جو پودے آپ لگاتے ہیں' خواہ سبزیاں ہوں یا غلہ' پھل دار درخت ہوں یا کیلے پھل دار مگر پانی خودرو پودوں کو بھی مل جاتا ہے۔ تم تو خودرو پودوں کی طرح ہو۔ یہ حضرات مقصد کائنات ہیں اسلئے فرمایا

هل ينصرون وهل ترزقون وهل ترحمون الا بضعفآئكم

☆ ارے! انہیں کے صدقے تمہیں سب کچھ ملتا ہے۔

شبہ

☆ آپ دل میں سوچیں گے کہ اللہ تعالیٰ ہم سے دور نہیں ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ سے دور کیسے ہوگئے۔

شبہ کا ازالہ

☆ اسکا ایک جواب تو میں نے آپ کو دے دیا ہے کہ سورج کی ضیاء' سورج کی روشنی اور تمازت تو ہمارے قریب ہے تو ذرا شامیانہ ہٹاؤ تو دیکھو کہ تمہارے پاس کیسے شعاعیں آتی ہیں کہ نہیں۔ بس میں تو یہی کہوں گا کہ خدا تو ہمارے قریب ہے مگر ہم خدا سے دور ہوئے بیٹھے ہیں اس سلسلہ میں مزید وضاحت کیلئے ایک ذرا سا واقعہ مولانا روم رحمتہ اللہ علیہ کی حکایات سے بیان کردوں۔ مولانا روم سلطان الشال ہیں ایک بڑی مثال مولانا نے حکایت بیان فرمائی ہے فرماتے ہیں کہ ایک جوہری کے پاس بڑا قیمتی لعل تھا اسکی بہت قیمت وصول کرنا چاہتا تھا چنانچہ وہ لعل لے کر بادشاہ کی طرف چل پڑا ایک بدنیت شخص کو پتہ چل گیا اس نے کہا کہ میں بھی مسافر بن کر اس کے ساتھ ہو چلوں جہاں موقع ملے گا یا جہاں وہ سوئے گا لعل لے کر چلا جاؤں گا چنانچہ وہ اسکا ہمسفر مسافر بن گیا اب لمبا سفر تھا اسنے پوچھا بھائی کہاں جاؤ گے؟ اس نے کہا کہ جہاں تم جاؤ گے۔ جب رات ہوئی سونے کا مسئلہ آیا تو انہوں نے کہا کہ بھائی اگر ہم دونوں سو گئے تو دونوں کا نقصان ہوگا اور اگر دونوں جاگتے رہے تو یہ ہو نہیں سکتا لہذا ایسا کرو کہ آدھی رات تم جاگو اور آدھی رات میں چنانچہ وہ صاحب جو مسافر کی شکل میں جوہری کیساتھ تھا اس نے کہا بالکل ٹھیک ہے تم جاگو! میں پہلے آدھی رات سو جاؤں اور آخری آدھی رات جاگوں گا چنانچہ جوہری پہلی آدھی رات جاگتا رہا اور سوچتا رہا کہ اسی لعل کو کہاں چھپاؤں؟ چنانچہ اللہ تعالیٰ جس کو عقل دیتا ہے اس کو عقل سلیم بھی دیتا ہے۔ اس نے سوچا کہ نیت خراب ہے جب اٹھے گا تو میں تو آخری آدھی رات سو جاؤں گا اور یہ میرا لعل لے کر چلا جائے گا۔ سوچ بچار کے بعد اس نے یہ سوچا کہ یہ لعل اسکے کپڑوں میں چھپادوں۔ لعل اسکے کپڑوں میں چھپادیا اور خود سو گیا۔ وہ اس انتظار میں تھا کہ یہ سوئے اور میں جلدی میں اسکے سوتے میں یہ لعل اسکے کپڑوں سے نکال کر لے جاؤں۔ چنانچہ جونہی جوہری سویا اسکو نیند آ گئی اس نے جوہری کے کپڑوں سے لعل نکال کر دن بھر اسکے سامنے اچھالتا رہتا اور وہ دل ہی دل میں کڑھتا رہتا کہ رات ہو اور پھر اسکو تلاش کروں اور لے کر چلا جاؤں چنانچہ مہینہ بھر کا سفر یونہی ختم ہوگیا۔ مگر لعل اسکو نہ مل سکا جب سفر ختم ہوگیا تو چور نے کہا کہ بھائی! سفر تو ختم ہوگیا ہے مگر ایک بات بتادے کہ لعل کو دوران سفر کہاں رکھتا

تھا اس نے کہا! لعل تو تیرے قریب ہوتا تھا مگر تو لعل سے دور ہوتا تھا اسنے کہا کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ کہ میں لعل سے دور رہا اور لعل مجھ سے قریب تو جوہری نے سارا واقعہ اسکو بیان کیا۔

☆ تو پتہ چلا کہ جس کو کسی قریب والے کی معرفت نہ ہو وہ دور ہی ہوا کرتا ہے۔ قریب تو قریب ہے ہی مگر جسکے قریب ہو اور اسکو معرفت نہ ہو تو جو معرفت سے محروم ہو وہ دور ہی ہوا کرتا ہے۔

☆ اسلیے ہم کہتے ہیں کہ ہم معرفت نہیں رکھتے آپ معرفت رکھتے ہیں۔ آپ ہمارا وسیلہ بن جائیں اور ہم بھی ساتھ چلیں گے۔ میں نے یہ گفتگو صرف اس بات پر کی ہے کہ

اذقال ربك للملئكة انى جاعل فى الارض خليفة

☆ "اذقال" جب تیرے رب نے کہا اور معنی یہ ہے کہ اے میرے پیارے محبوب ﷺ کہ یاد فرمایئے جب تیرے رب نے کہا تو معلوم ہوا کہ وہ محبوب ﷺ کا اسوقت موجود تھے اور میرے محبوب ﷺ کو علم تھا کیونکہ جس بات کا علم نہ ہو یاد دلانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اور وہ اول تھے۔ اسلئے کہ وہ آخر تھے آخر ہمیشہ اول کی فرع ہوا کرتی ہے وہ اصل تھے اسلئے اصل کے اندر فرع کا وجود ہوتا ہے لہذا تمام حقائق کائنات کا لطیف وجود مصطفی ﷺ کے دامن کے اندر تھا اب یہ نجاست اور کثافت حضور ﷺ کے الگ ہونے کے بعد ہوئی ورنہ وہ تو منبع و مرکز لطافت ہیں۔ مجھے مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی بات یاد آتی ہے جو انہوں نے مکتوبات شریف میں فرمائی کہ! حضرت محمد ﷺ کے جسد مقصد کا سایہ نہیں تھا کیونکہ آپ ﷺ کے نور تھے اور نور کا سایہ نہیں ہوتا۔ یہ بھی جانتے ہیں کہ حضور ﷺ نور تھے اور نور کا سایہ نہیں ہوگا۔ مگر مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ایسی بات فرما گئے جو ہمارے دلوں کو روشن فرما گئی۔ حضور ﷺ کا سایہ کیوں نہیں تھا؟ اسکی وجہ مکتوبات شریف میں یہ فرماتے ہیں۔ کہ قاعدہ یہ ہے کہ "ہر سایہ سایہ دار سے زیادہ لطیف ہوتا ہے" جیسے دیوار کا سایہ دیوار سے لطیف ہے۔

اگر کسی پر سایہ گر پڑے تو کوئی بوجھ محسوس نہیں ہوتا اور اگر خدانخواستہ دیوار کسی پر گر پڑے تو اسکا کام تمام ہو جائے۔ تو فرماتے ہیں اس قاعدہ کے مطابق "اگر حضور ﷺ کا سایہ ہوتا۔ تو وہ حضور ﷺ سے زیادہ لطیف ہوتا اور حضور ﷺ سے زیادہ کوئی لطیف چیز پیدا ہی نہیں ہوئی تو سایہ کہاں سے ہوتا؟ اللہ اللہ اللہ۔ بہر حال! ساری رات گزر جائے گی مگر اس پر گفتگو ختم نہیں ہوگی۔

☆ اس مدینۃ الرسول میں جسکی زمین کا ایک ٹکڑا جس کیلئے زبان رسالت نے فرمایا ترجمہ☆ اگر کوئی شخص ریاضۃ الجنۃ میں رہتا ہے وہ سمجھ لے کہ میں جنت میں داخل ہو گیا۔

☆ عزیزان گرامی! میں نے اب تک فقط لفظ "اذ" پر کلام کیا ہے نہ "قـــال" پر نہ "ملائکہ" پر اور نہ "خلیفۃ" پر گفتگو ہوئی۔ اگر اللہ ﷻ نے چاہا تو ترتیب وار انشاء اللہ ان پر گفتگو کروں گا۔ فقط سرکار ﷺ کا ذکر کرنا مقصود تھا تا کہ ہمارے ایمان تازہ ہو جائیں۔ میں تو یہ سمجھتا ہوں مرکز روحانیت اور مرکز ایمان مصطفی ﷺ ہیں۔

☆ آخر میں صاحب حاضرین کیلئے دعا فرمائی۔

ہم بار بار مدینہ آئیں پھر جائیں پھر آئیں

اسی طرح ہماری عمر تمام ہو جائے

ربنا اتنا فى الدنيا حسنة وفى الاخرة حسنة وقنا عذاب النار

صوفیا کا مسلک اور تصور وحدت ادیان

☆ حضرات محترم! ملتان مدینۃ الاولیا ہے۔ اولیاء اللہ کا شہر ہے۔ جس میں حضرت سیدی شاہ رکن عالم نوری حضوری ﷫ حضور سیدی موسیٰ پاک شہید ﷫ حضور سیدی خواجہ عبید اللہ ﷫ اور انکے علاوہ مشہور اکابر اولیاء اللہ جلوہ فروز ہیں۔ میں ان حضرات کو روحانی طور پر زندہ مانتا ہوں اور یقیناً انکی روحانیت اب بھی ہمیں فائدہ پہنچا رہی ہے۔

☆ حالات ایسے پیدا ہو گئے ہیں کہ لوگ اولیاء اللہ سے دور ہٹتے جا رہے ہیں اور اولیاء اللہ سے ہٹنا گویا اللہ ﷻ سے ہٹنا ہے۔ یہ مدرسہ انوار العلوم اولیاء اللہ کے مسلک، اولیاء اللہ کی تعظیم کی محبت کی بنیاد پر قائم کیا گیا ہے تا کہ لوگوں کی عقیدتیں، اولیاء اللہ سے واسطہ اور مستحکم رہیں اور اولیاء اللہ خواہ سلسلہ قادریہ سے متعلق ہوں یا چشتیہ سے۔ سلسلہ نقشبندیہ سے متعلق ہوں یا سہروردیہ سے۔ ان مقدسین طیبین، طاہرین، عارفین حضرات کی مقدس ذاتوں کیساتھ مسلمانوں کی عقیدتوں کو پختہ اور مضبوط کرنے کی بنیادوں پر یہ مدرسہ قائم ہوا اور الحمد للہ آج تک یہ مدرسہ انہی بنیادوں پر کام کر رہا ہے اور میں انہی بنیادوں پر پڑھایا اور انہی بنیادوں پر تقریر و تحریر کی اور اللہ ﷻ سے دعا ہے کہ میری زندگی اسی طرح گزر جائے اور اولیاء اللہ کے خادموں میں میری موت آئے۔

☆ حضرات محترم! وہ تمام حضرات جن کی آج دستار بندی ہوئی ہے میرے عزیز طلباء ہیں میں انکو یہ نصیحت کرتا ہوں کہ وہ بزرگوں کے نقش قدم پر چلیں اور انہی بنیادوں پر دین وملت کی خدمات سر انجام دیں میں یقین سے کہتا ہوں کہ اگر اولیاء کرام ﷫ کی مرکزیت کو مضبوط کر دیا جائے تو دنیا میں بے عملی کا خاتمہ ہو جائے گا۔ قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے

الا ان اولياء الله لا خوف عليهم ولا هم يحزنون

ترجمہ ☆ بیشک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ (یونس ۶۲)

اللہ ﷻ نے قرآن کریم میں فرمایا کہ

ترجمہ ☆ [illegible] امن کا گہوارہ اولیاء اللہ ہیں۔

☆ دنیا جس قدر اولیاء اللہ سے دور ہوتی جارہی ہے۔ اسی قدر بدامنی کا شکار ہوتی جارہی ہے دنیا کی نظریں امن کو تلاش کر رہی ہے "امن" اولیاء اللہ کے دامنوں میں، انکی بارگاہوں، انکی محبت اور انکی سچی اطاعت [illegible] سے ملے گا۔

☆ عزیزان گرامی ارشاد ہوتا ہے

هوالذى ارسل رسوله بالهدى ودين الحق ليظهره على الدين كله

ترجمہ ☆ (اللہ) وہ ہے جسنے اپنے رسول کو ہدایت اور سچا دین عطا فرما کر بھیجا تا کہ اسے سب دینوں پر غالب کر دے۔

☆ "ھو" ضمیر ہے "الذی" اسم موصول ہے "ضمیر" بھی اسم ہے اور یہ دونوں اسماء مبہم ہیں۔ ان میں پوشیدگی ہے "ھو" (وہ) کون؟ "الذی" وہ ذات۔ وہ کونسی ذات؟

تو ضمیر میں بھی ابہام ہے اور "اسم موصول" میں بھی ابہام ہے۔ضمیر کا ابہام مرجع سے دور ہوتا ہے۔مثلاً زید آیا اور اس نے کہا۔تو جب تک "زید" نہ ہو تو ضمیر (اس) کا پتہ نہیں چلتا اور اسکی پوشیدگی دور نہیں ہوگی۔اسم موصول (الذی) میں بھی ابہام ہے اور وہ "صلہ" سے دور ہوتا ہے اور اسکا "صلہ" "ارسل رسوله بالهدی" کیا مقصد؟جسطرح ضمیر کا ابہام مرجع کے بغیر دور نہیں ہوتا اسی طرح "اسم موصول" کا ابہام بھی "صلہ" کے بغیر دور نہیں ہوتا۔لہذا اللہ تعالیٰ کی معرفت میں ہمیں جو ابہام پڑ گیا ہے وہ صلہ کے بغیر دور نہیں ہوتا "مرجع" کے بغیر "ضمیر" نہیں پہچانی جاتی "صلہ" کے بغیر "موصول" کا پتہ نہیں چلتا اور

"رسوله" کے بغیر خدا کی معرفت نہیں ہوتی۔قرآن کریم کہتا ہے

ان فی خلق السموت والارض واختلاف الیل والنھار لایت لاولی الالباب

ترجمہ☆ بیشک آسمانوں اور زمینوں کی پیدائش اور رات دن کے اختلاف میں (ان) عقلمندوں کیلئے ضرور نشانیاں ہیں۔

☆ تو آپ کہتے ہیں کہ رسول کے بغیر خدا کی معرفت نہیں ہوتی۔تو یہ کیا بات ہوئی؟ جبکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ہر چیز میں ہماری نشانیاں ہیں اور کائنات کا ہر ذرہ ہماری قدرت کا نشان ہے اور اگر نشان سے خدا کا پتہ نہ چلے تو وہ نشان کا ہے کا؟ کسی نے کہا

ہر گیاہ زمیں روید
وحدہ لا شریک گوید

☆ گھاس کا جو تنکا اگتا ہے وہ زبان حال سے وحده لا شريك له کہتا ہوا اگتا ہے کہ اگر اگانے والا نہ ہوتا میں کیسے اگتا؟ ایک گھاس کا تنکا بھی خدا کی قدرت کا نشان ہے۔ آفتاب و ماہتاب' ارض و سموات' نباتات و جمادات' لیل و نہار کی گردشیں' بحر و بر' جواہر و معدنی اور تمام موالید و عناصر الغرض کائنات کا ایک ایک ذرہ خدا کی قدرت اور معرفت کا نشان ہے۔اسمیں کوئی شک نہیں کائنات کا ہر ذرہ خدا کی معرفت کا نشان ہے۔آمنا و صدقنا' جب خود قرآن کریم کہتا ہے

☆ ان تمام چیزوں میں عقل مندوں کیلئے خدا کی معرفت کی نشانیاں ہیں اور نشانی وہی ہوتی ہے جس سے کسی چیز کا پتہ چلتا ہو نشان نشانی والے کیلئے دلیل ہوتی ہے جیسے دھوپ سورج کیلئے اور چاندنی چاند کیلئے دلیل ہے اسی طرح کائنات کا ہر ذرہ کسی صانع کیلئے دلیل ہے۔لیکن دلیلیں دو قسم کی ہوتی ہیں ایک خاموش اور ایک ناطق۔

☆ خدا کی ذات بمنزل دعوی ہے اور کائنات کا ہر ذرہ اس دعوی کی دلیل ہے مگر یہ دلیلیں خاموش ہیں کیونکہ جب شمس و قمر' ارض و سموات اور نباتات و جمادات کے پجاریوں نے انہیں پوجا تو یہ سب دلیلیں خاموش رہیں۔کسی دلیل نے یہ نہ بتایا کہ دعوی نہیں ہوں بلکہ دلیل ہوں ناطق دلیل تو ایک ہے۔وہ ہے محمد رسول اللہ ﷺ یہ وہ ناطق دلیل ہے کہ وہ خاموش دلیل بھی انکے واسطے سے واسطہ ہوئی ناطق ہوگئی جیسے ابوجہل کے ہاتھ میں پتھر کی کنکریاں بھی ناطق ہوگئیں۔اسی طرح چاند و سورج بھی ناطق ہوئے۔انگلی کے اشارے سے سورج واپس آرہا ہے اور چاند دو ٹکڑے ہو رہا ہے اور اسمیں بھی حکمت ہے کہ اگر چاند یا سورج سے کوئی آواز پیدا ہوتی ہے تو لوگ شک و شبہ میں پڑ جاتے جانے یہ آواز کہاں سے آئی ہے اسلئے حدیث میں آتا ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے جیسے اشارہ فرمایا ویسے ہی ڈوبا ہوا سورج واپس آیا یوں لگتا تھا جیسے انگلی سے بندھا ہوا ہے اور یہ سورج مولائے کائنات مشکل کشا حضرت علی المرتضی کرم اللہ وجہہ الکریم کیلئے واپس آیا۔

☆ کسی نے مجھ سے کہا کہ تم نے حضرت علی المرتضی کرم اللہ وجہہ الکریم کو حضور اقدس ﷺ سے بڑھا دیا کیونکہ خود سرکار ﷺ کی نماز قضا ہوئی تو کوئی سورج واپس نہیں آیا جب

کہ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کی نماز قضا ہوئی تو سورج واپس آ گیا۔

☆ میں نے کہا ارے! غلاموں کا کمال غلاموں کا کمال نہیں بلکہ آقاؤں کا کمال ہوتا ہے۔ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم حضور اقدس ﷺ کے غلام ہیں اور پھر آقا ﷺ کیلئے سورج واپس کیوں نہیں آیا اسلئے کہ قیامت تک [illegible] کے مومنوں کیلئے اسوہ حسنہ حضور اقدس ﷺ ہیں نہ کہ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم [illegible]

لقد کان لکم رسول اللہ اسوۃ حسنۃ

☆ اگر حضور اقدس ﷺ کی قضا نماز کیلئے ڈوبا ہوا سورج واپس آتا تو قیامت تک ہر مسلمان کیلئے ڈوبا ہوا سورج واپس آتا اور یہ خدا کی حکمت کے خلاف تھا کیونکہ "لقد کان لکم رسول اللہ اسوۃ" علاوہ ازیں یہ خدا کی قدرت میں دخل بھی ہے۔ رہا سورج کا واپس آنا تو یہ میرے آقا ﷺ کی شان ہے کہ خاموش دلیل بھی میرے آقا ﷺ کی بارگاہ اقدس ﷺ میں آ کر ناطق ہو جاتی ہے اور سورج کے پوجاریوں کیلئے یہ خاموش دلیل، دلیل ثابت ہوتی کہ دعویٰ، حالانکہ بڑے بڑے عقلمندوں نے انہی دلیلوں کو دعویٰ بناتے رہے اور مظاہر کائنات کی عبادت کرتے رہے۔ اے محبوب ﷺ اصل دلیل تو' تو ہے اور یہ سب دلیلیں تیری فرع ہیں اصل کے بغیر فرع نہیں ہوتی لہذا کوئی دلیل رسول کے بغیر نہیں۔

☆ حضرات محترم! اتنی بات میں آپ کو اور بتا دوں کہ انسانوں نے مظاہر کائنات کو کیوں پوجا؟ جسکی محبت تھی اسے پوجنا چاہیے تھا۔ فطرت میں تو خدا کی محبت تھی اور پوجا گیا مظاہر کائنات کو۔ تو ایسا کیوں ہوا؟ پہلے جملے میں میں نے کہا کہ انسان کی فطرت میں خدا کی محبت کا جوہر ہے یہ پہلا مقدمہ ہے۔ اس مقدمے کیلئے میں لفظ انسان پیش کیے دیتا ہوں انسان کو انسان کہتے اسلئے ہیں کہ وہ "انس" سے نکلا ہے اور "انس" کے معنی ہیں اس نے محبت کی اور کس کی محبت؟ اس بتانے والے کی اور بھائی مجھے کہنے دیجئے کہ انسان کی فطرت کا جوہر ہی خدا کی محبت ہے۔ انسان کی فطرت میں خدا کی محبت ہے اور غیر کو پوجتا ہے۔ اسکی کیا وجہ ہے؟

☆ میں نے ایک مرتبہ تقابل ادیان کا فرق پڑھایا تو میں نے یہ سوال خود پیدا کیا کہ وحدت یعنی تمام ادیان کی اصل تو ایک ہی ہے اور اختلاف بعد کو پیدا ہوا اور یہ اختلافات اصولی بن گئے لیکن حقیقت دین میں وحدت پائی جاتی ہے۔ دین ایک ہی ہے اسکے پھر مختلف راہیں ہو گئیں۔

☆ جب انسان خدا کی محبت اپنے اندر رکھتا ہے اور خدا کا انس اسکی فطرت میں ہے لہذا جو جس چیز کو پوجے تو وہ گویا خدا کا پوجاری ہے وحدت ادیان کے قائلین یہ کہتے ہیں کہ کوئی کعبہ میں خدا کو پوجتا ہے اور کوئی مندر میں۔ کوئی مسجد میں جا کر خدا کو پوجتا ہے تو کوئی گنگا اور جمنا میں جا کر خدا کو پوجتا ہے اور کوئی نباتات و جمادات۔ چاند اور سورج کو پوجتا ہے۔ تو [illegible] اسی ایک خدا کے پوجاری ہیں۔ جو ان سب کا خالق اور مالک ہے لہذا کسی کا خدا "رام" ہے [illegible] کا خدا "رحیم" کوئی خدا کو رام کہے تو کوئی خدا کو رحیم کہے کوئی خدا کو پوجنے کیلئے مسجد جاتا ہے تو کوئی مندر میں جاتا ہے کوئی اپنے سامنے خانہ کعبہ کو رکھتے ہیں اور کوئی اپنے سامنے مورتی کو۔ [illegible] بھی تو پتھروں کا بنا ہوا ہے کسی نے کعبہ کو آگے رکھ لیا اور کسی نے کسی اور چیز کو۔ تو جو جس چیز [illegible] عبادت کرتا ہے تو خدا ہی کی عبادت کرتا ہے لہذا تم یہ جھگڑے ختم کرو۔ اسلام، عیسائیت، یہودیت، نصرانیت، مجوسیت، بت پرستی اور دھریت وغیرہ یہ کوئی چیز نہیں ہے۔ اتنا تو میں بھی جانتا ہوں کہ ان تمام کے پوجا کرنے کا سبب ایک ہی ہے کہ ہر پوجا کرنے والا اپنے اندر کے جوہری فطرت کی بنا پر مجبور ہے کیونکہ محبت کا تقاضا یہ ہے کہ محبوب مل جائے۔ اسلئے مظاہر کائنات کے پوجاری اسی جوہر فطرت کی بنا پر (جو کہ خدا کی محبت ہے) مجبور ہے کیونکہ عالم ارواح میں "الست بربکم" پر

"بلی" کا نعرہ لگا کر جسکی ربوبیت کا اعتراف کیا تھا کہ تو ضرور ہمارا رب ہے تو ڈھونڈو کہاں ہے؟ سب اسکی تلاش میں بے قرار ہیں۔

☆ عزیزان گرامی! سب سے پہلے حضرت محمد ﷺ نے خدا کی ربوبیت کا اعتراف فرمایا اور پھر تمام رسولوں نے' نبیوں نے' صدیقوں نے' شہیدوں نے' صالحین نے۔ اغواث نے' اقطاب نے' ابدالوں نے' نجبا نے' نقبا نے' تمام مومنین و مومنات نے' تمام عارفین عارفات نے' تمام سالکین سالکات نے' حضور اقدس ﷺ کے نعرہ "بلی" کا نعرہ لگایا اور سب نے کہا کیوں نہیں؟ تو ضرور ہمارا رب ہے۔ اب جبکہ یہ جسم یہاں آیا اور روح اس جسم میں آئی تو روح نے کہا کہ میں نے جسکی ربوبیت کا وہاں اقرار کیا تھا۔ ڈھونڈھوں وہ کہاں ہے؟ یہ محبت اسلئے پھرتی ہے کہ کبھی اسے آسمانوں کی جستجو کراتی ہے تو کبھی زمینوں کی' کبھی نباتات کی جستجو کراتی ہے تو کبھی جمادات کی لیکن کامیابی کب ہوگی؟ جب تلاش کا ذریعہ صحیح ہوگا اور اگر تلاش کا ذریعہ غلط ہے تو تلاش تو جاری رہے گی مگر کامیابی نہیں ہوگی۔

☆ حضرات محترم! آپ کے سامنے ایک چائے کی پیالی رکھی ہے اور آپکو معلوم نہیں کہ اس میں میٹھا ہے یا نہیں۔ تو آپ اسے گھنٹوں دیکھتے رہیں اسکی مٹھاس معلوم نہیں ہوگی آپ اسے اپنے کان میں ڈال لیں کوئی آواز نہیں آئے گی آپ اس میں اپنا ہاتھ ڈالیں تو ہاتھ کو پتہ نہیں چلے گا کہ اسمیں میٹھا ہے کہ نہیں۔ آپ اسی طرح میٹھے کو تلاش کرتے رہیں۔ دس ہزار برس گزر جائیں گے مگر کامیابی نہیں ہوگی کامیابی کب ہوگی؟ جب ذریعہ تلاش صحیح ہوگا۔ چائے کی پیالی میں میٹھا تلاش کرنے کا ذریعہ کیا ہے؟ قوت ذائقہ ہے جب آپ چائے کا ایک گھونٹ پئیں گے تو قوت ذائقہ فوراً بتائے گا کہ اسمیں چینی ہے یا نہیں۔

☆ عزیزان گرامی! انسان اپنی فطرت میں خدا کی محبت کا گوہر لیکر آیا "وحدت ادیان" کے سلسلہ میں۔ میں یہاں تک متفق ہوں اور ہاں انسان اسی محبت کے فطری تقاضوں کی بناء پر اس رب کو تلاش کرنے میں لگا ہوا ہے کہ جسکو میں نے "بلی" کہہ کر رب مانا وہ ہے کہاں لیکن تلاش کا ذریعہ کسی نے عقل کو بنایا تو وہ دھریہ ہوگئے کسی نے حواس کو ذریعہ بنایا تو مظاہر پرست ہوگئے۔

☆ اللہ ﷻ نے فرمایا! کہ عقل بھی ذریعہ نہیں ہوسکتی ہاں عقل سے تم میری معرفت کیلئے مدد لے سکتے ہو۔ میری معرفت کیلئے حواس سے بھی مدد لے سکتے ہو مگر بھروسہ نہیں کر سکتے۔ سارے حواس اور عقل ناتمام ہیں میں کامل ہوں حواس متناعی ہیں میں لامتناعی ہوں عقل محدود ہے میں لامحدود ہوں۔ اگر تم محدود کو لامحدود کیلئے تلاش کا ذریعہ بنالو کامل کیلئے ناقص کو ذریعہ بنالو تو میں یہ تو کہہ دوں گا کہ تم تلاش اسی کو کر رہے ہو مگر کامیاب نہیں ہوگے۔

☆ ان مظاہر کائنات کو دیکھو۔ انکو میرے محبوب ﷺ نے دلیل قرار دیا۔ لیکن یاد رکھو کہ تمہیں تلاش کرنی ہے تو ان غلط ذریعوں پر اعتماد نہ کرو۔ ان دلیلوں پر بھروسہ نہ کرو کیونکہ مجھے تلاش کرنے کا ذریعہ تمہارے حواس نہیں میں تمہارے حواس میں نہیں سما سکتا میں تمہارے عقل کے دائرے میں محدود نہیں ہوسکتا۔ اگر مجھے تلاش کرنا ہے اور مجھے پانا ہے اور میری معرفت حاصل کرنی ہے تو نہ میں حواس کی دنیا میں ملوں گا اور نہ عقل کی دنیا میں اگر ملوں گا تو مصطفیٰ ﷺ کی آغوش میں ملوں گا۔

هوالذی ارسل رسوله بالهدیٰ

☆ خدا کی قسم! جس نے مصطفیٰ ﷺ کو چھوڑا اسنے خدا کو کبھی نہ پایا۔ خدا کو تلاش کرنے کا اسکی معرفت حاصل کرنیکا کامیاب ترین ذریعہ مصطفیٰ ﷺ کی ذات پاک ہے اور مصطفیٰ ﷺ کی ذات پاک تک پہنچنے کا ذریعہ اولیاء اللہ کی جماعت قدسیہ ہے۔ اولیاء اللہ سے ہٹ کر مصطفیٰ ﷺ کی ذات تک پہنچنا محال ہے اور مصطفیٰ ﷺ کی ذات سے ہٹ کر خدا تک نہیں پہنچ سکتے۔

وماعلینا الا البلاغ

اعلیٰ حضرت اور نظریہ پاکستان

☆ عزیزانِ محترم! اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مولانا شاہ احمد رضا خان ؒ نے بلاشبہ اپنے علمی علوم مذہبی اور دینی قیادت وسیادت اور غیرت امامت کا صحیح معنی میں حق ادا فرمایا۔ آپ ؒ کے علمی کارناموں پر تفصیلاً کیا؟ اجمالاً بھی بیک وقت روشنی ڈالنا ممکن نہیں۔ آپ نے جس موضوع پر جس عنوان پر اور جس مسئلہ پر قلم اٹھایا خدا کی قسم دریا بہا دیئے اور ایسے علمی جواہر اور نکات بیان فرمائے کہ انکی نظیر نظر نہیں آتی۔ علم حدیث ہو یا علم فقہ، علم اصول حدیث ہو یا علم اصول فقہ، دینی ومذہبی علوم کے علاوہ مروجہ علوم میں بھی اعلیٰ حضرت ؒ کو وہ دسترس حاصل تھی کہ جس کی مثال اور کہیں نظر نہیں آتی۔

☆ حضرات محترم! اعلیٰ حضرت ؒ کی ترجمہ قرآن کنزالایمان کو دیکھئے وہ ایک عظیم علمی شاہکار ہے اور دین متین کی خدمت کا ایک ایسا بنیادی اصولی اور نمایاں کارنامہ ہے کہ ہم قیامت تک اعلیٰ حضرت ؒ کے اس احسان کے عہدہ برا نہیں ہوسکتے رہا یہ کہ جن لوگوں نے کنزالایمان کے بارے میں اپنے بغض وعناد حسد وکینہ کا مظاہرہ کیا وہ انکے خبث باطن پر موقوف ہے۔

☆ عزیزانِ محترم! جن لوگوں کے دلوں میں (زیغ) تھا تو انہوں نے قرآن حکیم پر بھی نکتہ چینی کی۔ تو اہل زیغ قرآن حکیم پر بھی نکتہ چینی کرسکتے ہیں تو کسی دور میں ترجمہ القرآن اور کنزالایمان پر بھی نکتہ چینی ہوسکتی ہے۔ یہ تو ہمیشہ سے چلا آرہا ہے بلکہ لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے پیارے حبیب تاجدار مدنی محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کی ذات مقدسہ اور حضور ﷺ کی سیرت طیبہ پر بھی نکتہ چینی کی۔ لیکن اہل حق جانتے ہیں کہ یہ ایسا ہے جیسا کہ کوئی آفتاب وماہتاب پر خاک اڑائے تو وہ دھول واپس منہ پر آئے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان ؒ حضور تاجدار مدنی جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے دین علوم کے وارث اور حامل ہیں اور اسی دین کو آپ ؒ نے پیش کیا اور آپ ؒ نے اس دین کا بنیادی نکتہ حضور ﷺ کی ذات مقدسہ کو قرار دیا اور یہ بنیادی نکتہ ہم نے قرار نہیں دیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو دین کا بنیادی نکتہ قرار دیا۔ آپ کو معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کا علم ہمیں حضور ﷺ کے بغیر نہیں ہوسکتا۔ کائنات کا ہر ذرہ اگرچہ خدا کی ہستی کی دلیل ہے لیکن اگر یہ دلیل ایسی ہو کہ جن کے بعد ہم کسی اور دلیل کے محتاج نہ ہوں تو پھر تمام حکماء ومحققین نے خدا کی ہستی کا انکار نہ کیا ہوتا۔ حالانکہ یہ دلائل انکے سامنے موجود تھے معلوم ہوا کہ ہمیں ایک ایسی دلیل کی ضرورت تھی کہ جسکے بعد کسی اور دلیل کی ضرورت نہ ہو۔

☆ حضرات محترم! اللہ تعالیٰ نے اٹھارہ ہزار کائنات کو پیدا کیا اور دلائل آفاقی کو پھیلایا مگر لوگ ان دلائل آفاقی کو بھی دیکھ کر قائل نہ ہوئے اور نہ ہی توحید پر ایمان لائے۔ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام سے لیکر جناب محمد رسول اللہ ﷺ تک ایک لاکھ چوبیس ہزار یا دو لاکھ چوبیس ہزار انبیاء ورسل علیہم السلام کو بطور ناطق دلیل بنا کر بھیجا کائنات میں معبود کی ہر چیز دلیل ہے مگر خاموش۔

اگر کہیں پتھر کی پوجا ہو رہی ہے تو پتھر خاموش دلیل ہے اگر چاند' سورج کی پوجا ہو رہی ہے تو وہ خاموش ہیں۔ حجر و شجر' آفتاب و ماہتاب سب خاموش دلیلیں تھیں۔ کسی نے نہ کہا کہ ہم تو معبود کا نشان ہیں ہم معبود نہیں ہیں۔ اللہ عزوجل نے [illegible] ناطق دلیل بنا کر بھیجا اور تمام انبیاء علیہم السلام کے سلاسل کو اور کمالات نبوت کو خواہ علمی کمالات ہوں یا [illegible] کا جامع بنا کر سب سے آخری دلیل توحید بنا کر اپنے حبیب ﷺ کو مبعوث فرمایا۔ حضور ﷺ کی دلیل و برہان اور توحید کا نشان بن کر آئے حضور ﷺ سے الگ ہو کر توحید کا تصور ادا ہو ہی نہیں سکتا۔

☆ ہمیں اللہ عزوجل کی ذات وصفات کا پتہ نہیں جبکہ اللہ عزوجل نے تمام انبیاء علیہم السلام کو اپنی ذات وصفات کا یقینی علم عطا فرمایا اور ہر نبی نے "اشہد" کہا اور "اشہد" کے معنی ہی یہ ہیں کہ میں یقین کا اظہار کرتا ہوں اور میں یقین سے کہتا ہوں کہ اللہ عزوجل کے سوا کوئی معبود نہیں۔

☆ اللہ عزوجل نے ہر نبی کو علم یقینی عطا فرمایا اسلئے اللہ عزوجل نے فرمایا

اذا جاءك المنفقون قالوا نشهد انك لرسول الله

ترجمہ☆ اللہ جانتا ہے کہ یقیناً ضرور آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔

☆ اسکے باوجود فرمایا

والله يشهد ان المنفقين لكزبون

ترجمہ☆ اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ بیشک منافق ضرور جھوٹے ہیں۔

☆ منافق کس بات میں جھوٹے ہیں؟ حضور ﷺ کو رسول کہنے میں تو جھوٹے نہیں ہیں کیونکہ حضور ﷺ رسول تو ہیں تو وہ "اشہد" کہنے میں جھوٹے ہیں۔ شھد کے معنی ہیں کہ (یقیناً) ہمارے دل میں آپ اللہ عزوجل کے رسول ہیں۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ اے میرے محبوب ﷺ یہ منافق آپ کو زبانی رسول کہتے ہیں دل سے نہیں۔ لہذا یہ اظہار شہادت میں جھوٹے ہیں جبکہ شہادت کے معنی علم یقینی کے ہیں۔ گویا شہادت یقین کو کہتے ہیں خوب سمجھ لیجئے کہ شہادت میں مشہود اور حضور کا مفہوم ہے۔ یہ مفہوم بھی اسلئے کہ اس سے علم یقین حاصل ہوتا ہے۔ لیکن علم یقینی کا حصول حضور ﷺ پر اور حواس کا مشاہدہ پر موقوف نہیں ہے۔ اگر اس پر موقوف ہوتا تو انبیاء علیہم السلام اللہ عزوجل کے ہونے کی گواہی دیتے۔ یہ اللہ عزوجل کی گواہی ہر نبی نے دی ہے اور ہر نبی "اشہد لاالہ " کہا ہے۔ تو پتہ چلا کہ شہادت کیلئے حواس ظاہر کیساتھ مشاہدہ کرنا ضروری نہیں ہے۔ اسلئے علماء نے لکھا ہے

الشهادة والشهود الحضور مع المشاهدة اما بالبصر او بالبصيرة

ترجمہ☆ حاضر ہونا اور گواہی کے معنی موجودگی بمعہ مشاہدہ ہے اور مشاہدہ خواہ بصر سے ہو یا بصیرت سے۔

☆ پتہ چلا کہ شہادت محض بصر پر موقوف نہیں ہے۔ بلکہ بصیرت پر بھی موقوف ہے اسلئے انبیاء علیہم السلام نے مومنین نے' کاملین نے' الغرض تمام مقربین خدا نے اللہ عزوجل [illegible] حید کا مشاہدہ بصر نہیں کیا بلکہ بصیرت سے کیا۔ مشاہدہ بصر سے ہو تب بھی شہادت دے سکتے ہیں۔ مشاہدہ [illegible] سے ہو تب بھی شہادت دے سکتے ہیں کیونکہ مفاد دونوں کا علم یقینی ہے۔ ہمیں اللہ عزوجل کی توحید کا یقینی علم بھی اللہ عزوجل کے رسول کے بغیر نہیں ہوا اور یہی وجہ ہے کہ اللہ عزوجل نے اپنے محبوب ﷺ کو [illegible] کا علم عطا فرمایا۔ اللہ عزوجل [illegible] حید کی شہادت حضور ﷺ نے بصیرت سے دی اور بصارت سے [illegible]۔

☆ بعض لوگ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے اللہ عزوجل کو آنکھوں سے دیکھا اور شہادت دی تو میں کہتا ہوں (معراج سے پہلے) آنکھوں سے دیکھنے کی بات تو بعد کو ہے حضور ﷺ تو پہلے ہی سے شہادت دے رہے تھے تو وہ کس بناء پر تھی؟ تو کہنا پڑیگا کہ میرے آقا ﷺ نے بصیرت سے بھی شہادت دی اور بصارت سے بھی کیونکہ تمام انبیاء علیہم السلام نے بہ بنائے بصیرت میری شہادت دیں گے اور اے میرے محبوب ﷺ تو بہ بنائے بصیرت بھی اور بہ بنائے بصارت بھی میری شہادت دے گا۔ یہی وجہ ہے کہ حضور ﷺ نے اللہ عزوجل کو سر کی

آنکھوں سے دیکھا۔ سر اقدس کی آنکھوں سے دیکھنا بصارت ہے اور قلب مبارک کی آنکھ سے دیکھنا بصیرت ہے۔

☆ نتیجہ یہ نکلا کہ جب تک ہم حضور ﷺ کی ذات مقدسہ کو قبول نہ کریں۔ آپ ﷺ پر ایمان نہ لائیں توحید کا پتہ چل ہی نہیں سکتا۔ تو پتہ چلا کہ دین کا بنیادی اور مرکزی نکتہ حضور ﷺ کی ذات مقدسہ ہے اگر آپ اس بنیادی نکتہ کو برقرار رکھیں گے تو دین برقرار رہے گا اور اگر آپ اس بنیادی نکتہ کو مٹائیں گے تو دین کی بنیادیں کہاں قائم ہونگی؟ اسلئے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی ؒ کا سب سے عظیم کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے "اساس دین" "اساس ایمان" اور "اساس ملت" کی حفاظت کی اور اسکو برقرار رکھا اور کسی قسم کا کوئی اعتراض اس مرکزی نکتہ پر نہیں آنے دیا لوگ کہتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت ؒ نے مسلمانوں کو کافر بنایا۔

☆ ہاں تم یہ بتاؤ کہ تمہارے مقتداؤں نے مسلمانوں کو کافروں کی آغوش میں ڈالا کہ نہیں ڈالا (یقیناً) جب سب سے پہلے مولانا فضل حق خیر آبادی نے انگریزوں کیساتھ جہاد کا فتویٰ دیا تو اس فتویٰ کی حمایت کس نے کی اور اس فتویٰ کی مخالفت کس نے کی؟

☆ تو میں اسکا جواب دو لفظوں میں عرض کر دیتا ہوں وہ یہ کہ اعلیٰ حضرت ؒ نے اسلام کی بنیاد پر ایک قومیت اور کفر کی بنیاد پر دوسری قومیت کا تصور دیا۔ ہندوستان میں دو قومی نظریے کو پیش کیا اور یہ بتایا کہ کافر ایک الگ قوم ہیں اور مسلمان ایک الگ قوم ہیں اور مومن اور کافر مل جائیں تو پھر جہاد کون کرے گا؟ اور جہاد کیسے ہوگا؟ تو جن لوگوں نے متحدہ قومیت کا پرچار کیا "ہندو مسلم بھائی بھائی کے نعرے لگائے" انہوں نے اسلام کی بنیادوں کو کاٹا کیونکہ بھائی تو بھائی سے جہاد نہیں کرتا جب مسلمان کافر کا بھائی ہوگیا اور مومن مشرک کا بھائی ہوگیا تو اب بتایئے کہ جہاد کا بنیادی نکتہ کہاں رہا؟

☆ انہوں نے مولانا فضل حق خیر آبادی کے فتویٰ کی بیخ کنی کی۔ متحدہ قومیت کا پرچار کیا۔ ہندو مسلم بھائی بھائی کے نعرے لگائے اور مومن کو کافر کی آغوش میں ڈالا گیا جبکہ اعلیٰ حضرت ؒ نے اس فتویٰ کو اور دو قومی نظریے کو اجاگر کیا اور مومن کو کافر سے جدا کیا اور یہ بتایا کہ جہاد اسلام کا بنیادی اصول ہے۔

☆ عزیزان محترم! پاکستان کے قیام کی بنیاد اسلام بنا۔ اسکے علاوہ پاکستان کے قیام کا کوئی اور سبب وجہ اور دلیل نہیں ہو سکتی۔ پاکستان کے قیام کے بانی مولانا فضل حق خیر آبادی، اعلیٰ حضرت ؒ اور ان سے منسلک تمام علمائے اہلسنت و مشائخ اہلسنت ہیں۔ کہ جنہوں نے اس بنیادی نکتہ (اسلام) کی بنیاد پر پاکستان کو تسلیم کیا اور جنہوں نے متحدہ قومیت کا نعرہ لگایا تو انہوں نے اس بنیادی نکتہ کو ختم کرنے کی کوشش کی۔

☆ عزیزان محترم! آپ کہیں گے کہ اس طبقہ کے اندر بھی تو مسلم لیگ کی حمایت کرنے والے بھی پیدا ہوئے اور قائد اعظم کا ساتھ دیا تو میں کہوں گا کہ انکی یہ ایک سیاسی چال تھی مقصد تھا کہ اگر یہ پاکستان بن گیا تو ہمارا پاکستان کے بانیوں میں شمار ہوگا اور یہاں ہمارے پاؤں مضبوط رہیں گے اور اگر پاکستان نہ بنا تو متحدہ قومیت کی بنیاد پر وہاں بھی ہمارے قدم مضبوط رہیں گے تو میں کہنا یہ چاہتا تھا کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی ؒ نے یہاں تمام علوم کی خدمت کی وہاں ہماری سیاسی قیادت اور رہنمائی بھی فرمائی جسکی بنیاد پر آج پاکستان قائم ہے ہم اعلیٰ حضرت ؒ کے ممنون ہیں اور ہم چاہتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت ؒ کی تعلیمات کو فروغ ہو وہ تعلیمات اعلیٰ حضرت ؒ کی ذاتی نہیں ہیں بلکہ وہ حضور نبی کریم ﷺ کی محبت اور تعظیم کے نقوش ہیں کہ جن پر اسلام قائم ہے۔ ہاں جن لوگوں نے اس دین متین کو گرد آلود کیا اسمیں تکدر پیدا کیا۔ متحدہ قومیت کے نعرے لگائے۔ اعلیٰ حضرت ؒ نے اس تکدر اور گرد و غبار کو دور کیا اور بتایا کہ دین کی بنیاد حضور ﷺ کی ذات مقدسہ ہے۔ اسلئے میں ببانگ دہل کہتا

ہوں کہ اسلام حضور ﷺ کے مقدس قول و فعل اور فعل اداؤں کا نام ہے اسلام حضور ﷺ سے جدا نہیں اور نہ ہی حضور ﷺ اسلام سے جدا ہیں۔ گویا آپ ﷺ بمثل آفتاب ہیں اور اسکی شعاعیں اسلام ہیں کیا آفتاب کو شعاعوں سے جدا کیا جا سکتا ہے؟ ہرگز نہیں اور پھر کیا آفتاب نہ ہو اور اسکی روشنی ہو؟ ممکن نہیں مصطفیٰ ﷺ نہ ہیں اور اسلام رہ جائے ممکن نہیں تو پھر معاذ اللہ حضور ﷺ مر کر مٹی میں مل جائیں تو اسلام کہاں رہ جائے گا؟

شبہ

☆ لوگوں نے کہا کہ تم انبیاء، صدیقین، شہداء اور صلحا کی حیات کے قائل ہو تو کیا تم نے انکو زندہ دفن کیا ہوا ہے۔

شبہ کا ازالہ

☆ عزیزان محترم! انبیاء علیہم السلام ہوں یا صدیقین، شہدا ہوں یا صلحا، اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کیلئے قانون موت کو مقدر فرما دیا اور اعلان کر دیا

کل نفس ذائقة الموت

☆ کہ عبد و معبود کا فرق واضح ہو جائے کیوں؟ اسلئے کہ یہود و نصریٰ کا رد ہو جائے کہ نصریٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی الوہیت کا قول کیا۔ یہود نے حضرت عزیر علیہ السلام کی الوہیت کا اقرار کیا اور جاہلیت کے دور میں نا معلوم کتنے جاہلوں نے اور مشرکوں نے اللہ تعالیٰ کے مقربین اور محبوبین کی الوہیت کا قول کیا اور انکو "الٰہ" مانا۔ تو اللہ تعالیٰ نے "قانون موت" طاری فرما کر یہ ایک عظیم حکمت بیان فرما دی کہ جو "الٰہ" ہو اس پر قانون موت طاری نہیں ہو سکتا وہ "الٰہ" "قانون موت" کے تصور سے بالاتر ہے وہ اللہ تعالیٰ کے عبد مقدس ہیں۔ ان حضرات پر جب قانون موت طاری ہوا تو قاعدہ ہے۔

اذا ثبت الشئی ثبت بجمیع لوازمہ ومناسبتہ

ترجمہ☆ جب کوئی شے ثابت ہوتی ہے تو اپنے لوازمات اور اپنے مناسبات کیساتھ ثابت ہوتی ہے۔

☆ موت کے لوازمات میں سے، موت کے مناسبات میں سے وہ سب احکام ہیں جو موت کے بعد مرتب ہوتے ہیں مثلاً میت کو غسل دینا، کفن پہنانا، نماز جنازہ پڑھنا اور دفن کرنا۔ یہ لوازمات اور مناسبات موت کے ہیں "الٰہ" ان سب احکام سے بالاتر ہوتا ہے اور عبد وہ ہوتا ہے جس پر قانون موت طاری ہو اور جب قانون موت طاری ہوگا تو اسکے لوازمات اور مناسبات بھی ضروری محقق ہونگے۔ قانون موت طاری کرنیکے بعد اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کو صدیقین، شہداء، صلحاء، نجبا، نقبا، ابدال اور اوتاد کو اور مومنین و مومنات کو اسکے مراتب و مناسبت کے مطابق حیات تو ضرور عطا فرما دی ہے لیکن اس حیات کو ہماری دنیاوی جسمانی حواس، ادراک اور شعور سے بالاتر کر دیا اور معرض خفا میں رکھ دیا۔ آثار حیات اور حقیقت حیات کو اللہ تعالیٰ نے ہماری نگاہوں سے اوجھل کر دیا۔

شبہ

☆ اللہ تعالیٰ نے آثار حیات کو ہماری نگاہوں سے اوجھل کیوں کر دیا؟

شبہ کا ازالہ

☆ آثار حیات کو ہمارے شعور، ہمارے ادراک سے اور ہمارے حواس سے اوجھل کر دیا تاکہ قانون موت کے احکام لوازمات و مناسبات مرتب ہو سکیں۔ اگر معاذ اللہ قانون موت سے قبل حضرات قدسیہ کو دفن کیا جاتا تو پھر تم یہ کہنے کے مجاز ہوتے کہ تم نے ان قدسیوں کو زندہ درگور کیا ہوا ہے۔ ارے قانون موت سے پہلے کسی نے کسی کو دفن نہیں کیا اور قانون موت طاری ہونے کے بعد، قبض روح کے بعد اگرچہ انکو حیات ملی مگر آثار حیات مخفی رہے اگر آثار

حیات مخفی نہ رہیں تو قانون موت کے لوازمات مناسبات اور احکام پر عمل کیسے؟

شبہ

☆ آپ شاید یہ کہیں کہ سکتہ کا مریض کہ جس میں آثار حیات نہیں ہوتے تو کیا پھر اسے بھی دفن کر دیں؟

شبہ کا ازالہ

☆ اسے دفن نہیں کریں گے کیونکہ قانون موت طاری نہیں ہوا۔ قبض روح نہیں ہوئی۔ جب تک قبض روح نہ ہو۔ قانون موت طاری نہیں ہو سکتا۔ اس پر احکام موت مرتب نہیں ہو سکتے' تجہیز و تدفین نہیں ہو سکتی۔ اس بات کو میں ایک مثال سے واضح کرتا ہوں کہ جیسا کہ انسان نواقض وضو کے اظہار سے نماز کے قابل نہیں ہوتا اس پر نماز کے احکام مرتب نہیں ہوتے نواقض وضو کہ جن کے خارج سے وضو ٹوٹ جاتا ہے وہ چیزیں انسان کے اندر موجود ہیں۔ جیسے کہ خون' بول و براز وغیرہ یہ سب انسان کے اندر موجود ہیں۔ انکے ہوتے ہوئے انسان وضو کر کے نماز پڑھ سکتا ہے۔

شبہ

اب اگر کوئی کہہ دے کہ نواقض وضو انسان کے اندر موجود ہیں تو پھر نماز کیسے ہوئی؟

شبہ کا ازالہ

☆ نواقض وضو کے اندر موجود ہیں مگر انکے آثار ظاہر نہیں ہیں انکا ظہور نہیں ہوا' انکا خروج نہیں ہوا کہ ہم انکا مشاہدہ کر سکیں ہاں جب انکا خروج ہوگا انکا اظہار ہوگا انکے آثار سامنے آئیں گے تب ان پر وضو کے احکام مرتب ہوں گے ورنہ نہیں۔ لہذا حیات حضرات قدسیہ ان میں موجود ہے مگر احکام مرتب نہیں ہوں گے کیونکہ ان میں آثار حیات ظاہری طور پر نمایاں نہیں ہیں۔ حیات ظاہری کے آثار مخفی اور غائب ہیں جیسا کہ نواقض وضو کے بارے میں ہم نے ابھی ذکر کیا ہے تو اسلئے حیات قدسیہ کا انکار نہیں ہو سکتا اور اسمیں یہی حکمت ہے کہ اللہ تعالیٰ ﷻ نے انبیاء علیہم السلام' شہداء اور مقربین کو حیات دینے کے بعد باوجود آثار حیات کو ہمارے حواس' ہمارے ادراک اور ہمارے شعور سے پوشیدہ اور مخفی رکھا تا کہ قانون موت کے احکام مرتب ہو سکیں ورنہ ہم غسل و جنازہ و تجہیز و تدفین نہیں کر سکتے۔

شبہ

☆ یہ کہنا کہ وہ قبر میں زندہ کیسے رہ سکتے ہیں۔

شبہ کا ازالہ

☆ اسکا جواب یہ ہے کہ قبر میں تم زندہ رکھتے ہو یا اللہ تعالیٰ ﷻ۔ جو اللہ تعالیٰ ﷻ قبر کے باہر زندہ رکھ سکتا ہے کیا وہ قبر کے اندر زندہ نہیں رکھ سکتا؟

☆ بڑی عجیب بات ہے ملتان میں ایک بد عقیدہ ڈاکٹر تھا لوگوں نے اسے بتایا کہ کاظمی صاحب حیات انبیاء علیہم السلام کے قائل ہیں تو وہ کہنے لگا کہ یہ تو سائنس کے قانون کے خلاف ہے اگر کاظمی صاحب اپنے قول پر مصر ہیں تو صبح انہیں قبر میں دفن کر دیتے ہیں شام کو اگر زندہ رہے تو ٹھیک ہے ورنہ باقی انسان کیسے زندہ رہ سکتے ہیں؟ لوگوں نے مجھے ڈاکٹر صاحب کی یہ بات بتائی میں ڈاکٹر صاحب کے کلینک پر پہنچا باہر ایک اونٹنی بھی بیٹھی تھی۔ میں ڈاکٹر صاحب سے کہا کہ بھائی اونٹنی کے پیٹ میں کتنے مہینے بچہ زندہ رہتا ہے تو اسنے کہا ''گیارہ بارہ ماہ'' تو میں نے کہا اگر تمہیں اس اونٹنی کے پیٹ میں دس گھنٹے کیلئے رکھ دیا جائے تو کیا تم زندہ رہ جاؤ گے۔ تو کہنے لگا کہ وہ اور نظام ہے اور یہ اور نظام ہے پھر میں نے کہا کہ میرے سوال کا جواب تو تو نے خود ہی دے دیا اور پھر میں نے کہا کہ تم قرآن کریم پڑھو کہ

حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں رہے کہ نہیں رہے؟ اگر حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں زندہ رہ سکتے ہیں اور خدا تعالیٰ انکو مچھلی کے پیٹ میں زندہ رکھ سکتا ہے تو وہ خدا انبیاء علیہ السلام کو انکی قبروں میں زندہ نہیں رکھ سکتا اور قرآن نے تو پہلے ہی بتا دیا

سنریھم ایتناق فی الاٰفاق وفی انفسھم

ترجمہ☆ عنقریب ہم انہیں اپنی قدرت کی نشانیاں دکھائیں گے (عالم کے) اطراف میں اور ان کے نفسوں میں۔ (حم السجدہ)

☆ یعنی ہم اپنی قدرت کی نشانیاں آفاق عالم میں دکھائیں گے اور انکے نفسوں میں دکھائیں گے آفاق عالم کی نشانیاں آپ نے دیکھ لیں۔

☆ بچہ اپنی ماں کے پیٹ میں زندہ رہتا ہے اور حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں زندہ رہے اور یہ قرآن کریم ہے کوئی ضعیف حدیث نہیں ہے اللہ عزوجل ﷺ اپنی قدرت کی آیات کو آفاق عالم میں چمکایا اور ہمارے اندر بھی چمکایا اور بتا دیا کہ اے انبیاء علیہ السلام کی حیات کے انکاری تو ماں کے پیٹ کی قبر میں کیسے زندہ رہا؟ تو جس نے تجھے ماں کے پیٹ میں زندہ رکھا وہی خدا قبر میں انبیاء علیہ السلام کو انکی قبور میں قیامت تک زندہ رکھ سکتا ہے۔ اسی طرح آفاق عالم کی ان گنت دلائل ہمارے سامنے موجود ہیں بہرنوع انبیاء، اولیاء اور مقربین خدا کی توہین ان لوگوں کا شعار ہے۔ اللہ عزوجل ﷺ ہمیں اس سے محفوظ رکھے۔ (آمین)

☆ حضرات محترم! اعلیٰ حضرت مجدد ماتہ امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ہمیں دو چیزیں عطا فرمائی ہیں۔ ایک "ادب" دوسری "محبت" اگر ادب اور محبت ہے تو دین ہے ورنہ دین نہیں ہے اسلئے ہم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ممنون اور متشکر ہیں اور انکے احسان سے ہم عہدہ برا نہیں ہو سکتے۔

مفہوم نبوت و رسالت

نبوت اور رسالت کے متعلق کچھ عرض کرنے سے پہلے ضروری ہے کہ پہلے ہم نبوت و رسالت کے حقیقی مفہوم سے ذہن کو آشنا کر لیں۔

نبوت و رسالت میں فرق

☆ اصطلاح سے قطع نظر ہر نبی رسول ہے۔ اصطلاح کی قید اسلئے لگائی کہ اصطلاح میں رسول اسکو کہتے ہیں جو اللہ عزوجل کی طرف سے نئی شریعت لے کر آئے، پس اصطلاح سے قطع نظر ہر نبی، رسول یعنی پیغمبر ہوتا ہے، کوئی نبی ایسا نہیں جو خدا کا پیغام نہ لائے، ہر نبی خدا کا پیغام لانیوالا اور رسول ہوتا ہے۔ لیکن ہر رسول کا نبی ہونا ضروری نہیں، اسلئے کہ نبی انسانوں کیلئے خاص ہے، نبی انسانوں کے علاوہ اور کوئی نہیں ہو سکتا اور رسول عام ہے، جیسا کہ رسول ملائکہ میں بھی ہیں اور جنوں میں بھی ہیں، جیسے حضرت جبرائیل علیہ السلام، حضرت میکائیل علیہ السلام رسول تو ہیں لیکن نبی نہیں، پس جو انسانوں میں سے نہ ہو اور اسکو رسالت دی جائے وہ رسول

تو ہے مگر اسکو نبی نہیں کہتے۔شاید کوئی سمجھے کہ جس پر اللہ ﷻ کیطرف سے وحی ہو وہ رسول ہوتا ہے اور نبی ہوتا ہے تو یہ غلط ہے کیونکہ وحی تو ایک تیز اشارے کو کہتے ہیں اور اللہ ﷻ نے اس قسم کے اشارات انسانوں کے علاوہ دیگر مخلوقات کیطرف بھی فرمائے اور انسانوں میں انبیاء علیہ السلام کے علاوہ دیگر لوگوں کے بارے میں بھی اشارات فرمائے چنانچہ اللہ ﷻ فرماتا ہے

اذ اوحنا الی امک مایوحی

ترجمہ☆ جب ہم نے غیبی اشارہ سے آپ کی والدہ کو وہ بات سمجھائی جو کہ آپ کو کی جارہی ہے۔(طٰہٰ ۳۸)

☆ اب یہاں دیکھئے قرآن کریم سے ثابت ہورہا ہے کہ حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کی طرف وحی ہوئی لیکن عورت نبی نہیں ہوسکتی۔نبوت تو صرف مرد انسانوں کیلئے ہے اسی طرح اللہ ﷻ نے حضرت مریم علیہا السلام کے بارے میں فرمایا

فارسلنا الیھا روحنا فتمثل لھا بشر اسویاقالت انی اعوذ بالرحمن منک ان کنت تقیاقال انما انا رسول ربک لاھب لک

ترجمہ☆ تو ہم نے ان کی طرف اپنے فرشتے (جبرائیل) کو بھیجا تو اسنے مریم کے سامنے تندرست آدمی کی صورت اختیار کی' مریم بولیں میں تجھ سے رحمٰن کی پناہ لیتی ہوں (میرے قریب نہ آ) اگر تو متقی ہے (جبرائیل) نے کہا (اے مریم) اسکے سوا کچھ نہیں کہ میں تمہارے رب کا بھیجا ہوا ہوں تا کہ تمہیں پاک بیٹا دوں۔

☆ اب دیکھئے کہ وہ رسول یعنی حضرت جبرائیل علیہ السلام ایک بشر کامل کی شکل میں متشکل ہوئے جب حضرت مریم علیہا السلام نے انکو شکل بشر میں دیکھا تو سمجھا کہ واقعی یہ کوئی بشر ہے' وہ مقدسہ بندی تھیں فوراً پناہ مانگی اور کہا اگر تم متقی ہو تو مجھ سے فوراً دور ہوجاؤ اسنے کہا اسکے سوا میں کچھ بھی نہیں کہ آپ کے رب کی طرف سے قاصد ہوں اور آپ کو رب کی طرف سے ایک پاک بیٹا دینے آیا ہوں۔

☆ یہاں جبرائیل علیہ السلام نے جب یہ بات فرمائی تو متکلم کے صیغے کیساتھ بیان کی کہ میں تم کو ایک بیٹا دینے آیا ہوں حالانکہ بیٹا دینا اللہ ﷻ کا کام ہے۔

☆ اسکا جواب یہ ہے کہ معطی حقیقی یعنی حقیقت میں عطا کرنیوالا اللہ ﷻ ہے اور جب اللہ ﷻ کا بندی کسی کو کچھ عطا کرتا ہے تو وہ اللہ ﷻ کے اذن سے دیتا ہے اسلئے جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ میں اللہ ﷻ کیطرف سے آپ کو بیٹا دینے آیا ہوں اسکے علاوہ دیگر ملائکہ کو بھی اللہ ﷻ نے اپنے بعض بندوں کی طرف بھیجا اور انکو شرف مکالمہ سے نوازا اور فرشتوں نے ان کیساتھ باتیں کیں۔

شہد کی مکھی کو وحی

☆ اللہ ﷻ نے سورہ النحل میں فرمایا

واوحیٰ ربک الی النحل ان تخزی من الجبال بیوتا ومن الشجر ومما یعرشون

ترجمہ☆ اور آپ کے رب نے شہد کی مکھی کے دل میں ڈالا کہ پہاڑوں میں گھر بنا اور درختوں میں اور ان چھپروں میں جنہیں لوگ اونچا بناتے ہیں (النحل ۶۸)

☆ اب دیکھئے یہاں قرآن کریم بتا رہا ہے کہ اللہ ﷻ نے شہد کی مکھی کی طرف وحی کی لیکن یہاں نبوت کا تصور بھی نہیں' بہر حال یہ سمجھنا کہ جسکی طرف بھی وحی ہوجائے وہ نبی یا رسول ہے' غلط ہے' پس نہ فقط وحی سے اور نہ جبرائیل علیہ السلام کے آنے سے نبوت ملتی ہے کہ جبرائیل علیہ السلام تو حضرت مریم علیہا السلام کے پاس آئے ہیں' نبوت تو ایک اور چیز ہے یہ تو اللہ ﷻ کا انعام ہے جو ان سب چیزوں سے الگ ہے۔

☆ اب پہلے میں نبوت اور رسالت کے وہ معنی جو انسانوں کے حق میں ہیں بیان کردوں کیونکہ اس وقت ملائکہ کی رسالت سے گفتگو نہیں بلکہ انسانوں کی نبوت اور رسالت کا بیان ہے۔

نبوت کی تعریف

☆ نبوت کی تعریف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے کسی مقدس و برگزیدہ اور پاک بندے پر ایسی وحی نازل فرمائے کہ اس کلام وحی یا خطاب کیوجہ سے اللہ تعالیٰ کا کوئی حکم اسکے ذمہ عائد ہوجائے یا اس پر کسی چیز کو واجب کردیا جائے اور وہ چیز پہلے اس پر واجب یا ضروری نہ تھی اب واجب اور ضروری ہوگئی پس جس مقدس بندے کو اللہ تعالیٰ فرشتے کے واسطے سے یا واسطے کے بغیر اپنا کوئی ایسا پیغام دے یا کوئی ایسا خطاب کرے یا کوئی ایسی وحی فرمائے کہ جس وحی' خطاب یا تکلم کیوجہ سے اللہ تعالیٰ کے اس بندہ پر وہ چیز جو پہلے اس پر واجب نہ تھی اب فرض' واجب اور لازم ہوگئی۔ یہ کلام' یہ وحی اور اللہ تعالیٰ کے اس بندے کا اس لازمی امر کیلئے مامور ہونا نبوت ہے اور یہ بات سوائے نبی کے کسی اور کیلئے ثابت نہیں ہوسکتی۔

ایک ضمنی مسئلہ

☆ فقط اللہ تعالیٰ کا مخاطبہ نبوت نہیں ملائکہ کے ذریعے اللہ تعالیٰ کا تخاطب اپنے بندوں کیساتھ ہوتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اولیاء اللہ کے بارے میں ارشاد فرمایا

لھم البشری فی الحیوۃ الدنیا وفی الاخرۃ

☆ یعنی ان کیلئے خوشخبری ہے دنیا میں اور آخرت میں بھی' اس بشارت کی تفسیر حدیث میں یوں کی گئی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا مومن اور بالخصوص مومن صالح اور اللہ تعالیٰ کا مقرب محبوب' جب اسکی موت کا وقت قریب آتا ہے تو وہ موت کو پسند نہیں کرتا' موت کو پسند نہ کرنا انسان کی جبلت میں ہے' اسی حدیث قدسی میں جس میں کہا گیا ہے کہ میں اپنے بندے کے کان ہوجاتا ہوں آنکھیں' ہاتھ اور پاؤں ہوجاتا ہوں' یہ طویل حدیث ہے' اسکے آخر میں ہے

وما ترددت عن شیء انا فاعله ترددی عن نفس المومن یکره الموت وانا اکره مسائته وفی بعض النسخ ولا بدله منه

ترجمہ☆ اور میں توقف نہیں کرتا کسی شے میں جسے میں کرنیوالا ہوں' مثل میرے توقف کے مومن کی جان قبض کرنے سے کہ وہ (بحکم طبیعت) موت کو ناخوش رکھتا ہے اور میں اسکے غمگین ہونے کو ناپسند رکھتا ہوں اور بعض نسخوں میں ہے کہ حال یہ ہے کہ بندے کو موت سے چارہ نہیں' اس حدیث کو بخاری نے روایت کیا۔

☆ یعنی میں کسی کام میں جو کہ میں کرنا چاہتا ہوں' دیر نہیں کرتا اور کبھی اتنی تاخیر نہیں فرماتا' جتنی دیر اس مومن کی موت کو واقع کرنے میں کرتا ہوں اسلئے کہ وہ موت کو پسند نہیں کرتا اور میں اسکے موت کے پسند نہ کرنے کو ناپسند کرتا ہوں اور مجھے اس بندے کی ملاقات بڑی محبوب ہوتی ہے' پھر انجام کیا ہوتا ہے؟ یہ بات اگر کسی کے ذہن میں آجائے تو میرا مدعا بھی حل ہوجائے

مومن کو مرتے وقت بشارتیں

☆ جب اللہ تعالیٰ کا بندہ موت سے کراہت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسوقت اپنی حکمت بالغہ سے کام لیتا ہے اور جانتا ہے کہ میرا بندہ موت کو طبعاً پسند نہیں کرتا تو اسوقت اللہ تعالیٰ اپنے فرشتے بھیجتا ہے اور وہ فرشتے اللہ تعالیٰ کے اس بندے کے سامنے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بشارتیں لے کر آتے ہیں پس جو اعزاز و اکرام' راحتیں اور لذتیں اللہ تعالیٰ کے یہاں اپنے بندے کیلئے نازل ہوتے ہیں تو ان بشارتوں کو دیکھتے ہی اس بندے کی طبعی کراہت ختم ہوجاتی ہے اور اسمیں اشتیاق پیدا ہوجاتا ہے اور مسرور ہوکر مسکراتا ہے

نشان مرد مومن

با تو گویم

چون مرگ آید

تبسم برلب اوست

☆ پتہ چلا کہ اللہ ﷻ کے نیک بندوں اور صالحین پر فرشتے بشارتیں لاتے ہیں گویا اللہ ﷻ فرشتوں کے واسطے سے تخاطب فرماتا ہے مگر اسکے باوجود وہ بندے اللہ ﷻ کے نبی نہیں ہوتے۔ نبوت کا مقام اس سے بہت بلند ہے اور صرف ایسا تخاطب نبوت نہیں ہوتی' پس جو اللہ ﷻ کا مامور ہو اور اللہ ﷻ سے اپنی وحی اور پیغام کے ذریعے بالواسطہ یا بلاواسطہ تخاطب فرمائے اور مامور فرمائے تو وہ نبی ہے' ورنہ وحی تو شہد کی مکھی کی طرف بھی کی گئی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کی طرف بھی کی۔

☆ اگر یہ بات ذہن نشین کرلی جائے تو بہت سی گمراہیوں سے نجات حاصل ہوسکتی ہے اور نبوت کا جو معنی اور مفہوم میں نے عرض کیا ہے اگر اسکو ذہن نشین رکھا تو اگلی بات اچھی طرح سمجھ سکیں گے یہ بات تو سب مسلمان جانتے ہیں کہ نبوت حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوئی اور حضور ﷺ پر ختم ہوگئی' یہ کوئی عالم ارواح کی بات نہیں' یہاں کی بات ہے اور یہ مسئلہ ضروریات دین سے ہے اس پر ایمان لانا شرط ہے کیونکہ جو حضور اکرم ﷺ کو آخری نبی نہیں مانتا وہ مرتد اور کافر ہے' پس حضور ﷺ خاتم الانبیاء ہیں اور آپ ﷺ کے بعد قیامت تو کیا ابد تک کوئی نبی پیدا نہیں ہوسکتا۔

☆ اب وہ لوگ جنہوں نے ختم نبوت کے متعلق ایسی باتیں شروع کردیں کہ جن میں نہ کوئی عقلی بات ہے اور نہ دلائل انکی یہ باتیں دلائل اور سمعیات وغیرہ سب سے عاری ہیں۔ غلط توجیہات اس انداز سے کی گئی ہیں کہ حیرت ہوتی ہے کہ اس زمانہ میں کسطرح باطل کو حق کا لباس پہنا کر لوگوں کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میں آخری نبی ہوں' پس آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی پیدا نہ ہوگا لیکن فرقہ مرتدہ مرزائیہ کہتا ہے کہ تشریعی نبوت ختم ہوئی ہے اور جو نبوت تشریعی نہیں ہے وہ ختم نہیں ہوئی وہ چلے گی۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ

تشریعی نبوت

☆ آج تک ''تشریعی نبوت'' کا کوئی واضح مفہوم یہ لوگ نہ بتا سکے' جو تشریعی نبوت کی آڑ لے کر ختم نبوت کا انکار کرتے ہیں ہم نے کہا کہ نبوت تشریعی کا مفہوم تو بتاؤ کہ وہ کیا ہے؟ تو انہوں نے بتایا کہ جس نبوت میں احکام نازل کئے جائیں وہ نبوت تشریعی ہے اور جس میں احکام نہ ہوں وہ غیر تشریعی ہے۔ اللہ ﷻ کی طرف سے احکام کی آمد ختم ہوگئی' پس جس نبوت میں احکام نہ ہوں وہ نبوت چلے گی ہم نے پوچھا کہ احکام کی تشریح کیا ہے؟ انہوں نے کہا ''حکم'' کے معنی یہ ہیں کہ کسی چیز پر کسی کو ضروری اور لازمی قرار دینا جو چیزیں پہلے لازمی اور ضروری تھیں ان سے رعایت دینا۔

☆ ہم نے کہا پھر تو غیر تشریعی ہرگز کوئی نبوت نہیں' نبوت تو ہوتی ہی وہ ہے جو تشریعی ہو اور جس میں کوئی حکم نہ ہو وہ تو نبوت ہی نہیں' اب تک تک میں آپ کی خدمت میں نبوت کا جو مفہوم واضح کرنا چاہتا تھا اس کا مطلب اور مقصد یہی تھا کہ جب اللہ ﷻ وحی فرمائے اور اس وحی کے نتیجے میں احکام مرتب ہوں وہ نبوت ہے۔ محض وحی کا نزول نبوت ثابت نہیں کرتا۔ معلوم ہوا کہ نبوت کی دو قسمیں کرنا غلط ہے کیونکہ جب نبوت کے معنی ہی یہی ہیں کہ جہاں ''حکم'' ہو وہاں نبوت ہے اور جہاں حکم نہیں وہاں نبوت نہیں' اب جس غیر تشریعی نبوت کا تم ڈھنڈورا پیٹتے ہو وہ تو کوئی نبوت ہی نہیں' اسکو نبوت کہنا غلط ہے۔

☆ دیکھئے میں چاہتا ہوں کہ اس انداز سے کہوں کہ کسی کا ذہن الجھنے نہ پائے' میں نے اب تک جو کچھ کہا ہے اسکا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ ﷻ کا کوئی حکم جب کسی بندے کو فرشتے

کے واسطے سے یا واسطے کے بغیر وہ بھی نبوت ہے۔

☆ اب ایک تو ہے "نبوت" اور ایک ہے "فیضان نبوت" نبوت تو حضور ﷺ پر ختم ہوگئی اور فیضان نبوت جاری رہے گا کیونکہ اگر فیضان نبوت کا دروازہ بھی بند ہوجائے تو پھر نبی کا فیض کسی تک نہیں پہنچ سکتا۔ پس وہ فیضان نبوت جو باقی ہے اسکو حضور نبی کریم ﷺ نے مبشرات سے تعبیر فرمایا بلکہ حضور ﷺ نے اجزائے نبوت سے تعبیر فرمایا، اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب اجزائے نبوت کہا تو وہ تو نبوت سے متعلق ہیں پھر تو نبوت باقی ہوئی۔

☆ تو سنئے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

☆ یعنی نہیں باقی رہی نبوت سے کوئی چیز مگر مبشرہ، ہم اسے نبوت کا جزو مجازاً کہتے ہیں اور اصل یہ مبشرہ ہے، اگر یہ بھی نہ ہو تو دنیا میں کوئی فیوض و برکات نہ پھیلیں۔

☆ اگر محض سچے خوابوں کا نام نبوت رکھ دیا جائے تو پھر وہ کون سے مسلمان ہیں۔ جسکو کبھی سچا خواب نہ آئے، اسطرح تو ہر مسلمان نبی ہوجائے گا کیونکہ ہر مسلمان کو کبھی نہ کبھی سچا خواب آہی جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ آدمیوں کو سوتے ہوئے مبشرات دے دیتا ہے اور فرشتوں کے ذریعے جاگتے ہوئے بھی دے دیتا ہے پتا چلا کہ مبشرات کے معنی نبوت نہیں، مبشرات کے معنی نبوت نہیں مبشرات تو درحقیقت فیضان نبوت ہے اور یہ جاری ہے۔

☆ نبوت کا ظل بھی فیضان نبوت ہے حضور ﷺ کی اتباع، حضور ﷺ کا ظل ہے اور اس ظل کو نبوت سے تعبیر کرنا بظاہر نبوت پر ظلم ہے بلکہ اپنے آپ پر ظلم ہے کہ کفر میں پڑتا ہے دراصل یہ لوگ غلط بیانی سے کام لیتے ہیں کیونکہ مرزا قادیانی نے تو تشریعی نبوت کا دعویٰ کیا ہے اور اسی کو حقیقی نبوت کہتے ہیں مرزا قادیانی نے اسی حقیقی نبوت کا دعویٰ کیا کیونکہ اسنے بار بار کہا کہ میں خدا کا مامور ہوں اور یہاں تک کہ اسنے اپنے نہ ماننے والوں کو خارج از اسلام سمجھا پتہ چلا کہ اس نے ماموریت قطعیہ کا دعویٰ کیا اور اسکا یہ دعویٰ جھوٹا ہے جب اسکے دعوے کے مطابق اس پر ایمان نہ لانا کفر کا سبب ہے تو ایمان و کفر کے مسئلہ میں کم از کم ایک حکم کا اضافہ تو ہوگیا اب تک تو کہتے تھے کہ یہ غیر تشریعی نبی ہے جب ایک حکم بھی ثابت ہوگیا تو یہ دعویٰ تو باطل ہوگیا۔

مفہوم رسالت

☆ نبوت اور رسالت مفہوم اور معنی کے لحاظ سے رسل بشر کے حق میں یکساں ہیں، نبوت کیساتھ ساتھ رسالت کے مفہوم کو بھی عرض کرتا ہوں کہ رسالت ایک تعلق اور ربط کا نام ہے اگر وہ ربط نہ ہو تو رسالت کا کوئی مفہوم نہیں، وہ ربط ایک علمی، عملی اور باطنی تعلق ہے، جسے ہم نبوت سے تعبیر کرتے ہیں اگر نبی یا رسول کا کوئی معنوی ربط مرسل الیہ کیساتھ نہ ہو تو اس رسول کی رسالت کے کوئی معنی نہ بنیں گے اور اس رسول کا ہونا مرسل الیہ کیلئے بالکل بے معنی ہوگا۔

☆ رسول کے معنی یہ ہیں کہ جسکی طرف وہ رسول بن کر آیا، اس سے ایک اندرونی نسبت ہے، جس سے اسکو فیض پہنچ رہا ہے، اب اگر وہ قبول کرے تو خوش نصیب ہے اور جو نہ کرے وہ بد بخت ہے، سورج آسمان پر پھیلا ہوا ہے، ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ وہ ہم پر بھی روشن ہے اور ایک نابینا ہے اس پر بھی سورج کی روشنی ہے لیکن وہ نہ دیکھ سکے گا، اب سورج کی شعاعوں نے تو نابینا سے رابطہ قائم کرلیا لیکن اسکی آنکھوں میں نور نہیں، وہ نور کے بغیر نور سے کسطرح رابطہ قائم کرسکتا ہے اور وہ سورج کی روشنی سے کسطرح فائدہ اٹھا سکتا ہے؟

☆ اب سمجھ لو کہ رسالت کا آفتاب طلوع ہوا تو اسکا نور ہر طرف پھیلا ہوا تھا یہ روشنی اور یہ اجالا سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر بھی پڑ رہا تھا اور ابوجہل پر بھی پڑ رہا تھا ابوجہل چونکہ خود نور سے محروم تھا اسلئے آفتاب رسالت سے کوئی رابطہ نہ پیدا کرسکا اور کچھ حاصل نہ کرسکا۔

☆ اب اگر کوئی یہ کہے کہ آفتاب زمین کیلئے ہے مگر آفتاب کی کوئی شعاع زمین کے

فلاں حصے پر نہیں پڑتی تو یہ غلط ہے کیونکہ آفتاب جب چمکتا ہے تو اسکی شعائیں ہر چیز پر پڑتی ہیں یہ علیحدہ بات ہے کہ کسی چیز میں آفتاب کی شعاعوں سے مستفید ہونگی صلاحیت ہی نہ ہو۔

☆ اسی طرح حضور ﷺ جو کہ آفتاب رسالت ہیں حضور ﷺ کا عالموں کا رسول اور نور ہونا تب صحیح ہوگا جبکہ حضور ﷺ کے نور رسالت کی شعاعیں ہر عالم کی ہر چیز پر پڑ رہی ہیں آپ یقین جانیئے کہ حضور ﷺ کے نور رسالت کا پرتو ہر عالم کے ہر ذرے پر پڑ رہا ہے اور ہر عالم کا ہر ذرہ میرے آقا ﷺ کے تحت رسالت ہے تو آپکا تعلق عالم کے ہر ذرہ ذرہ سے ہے جب میرے آقا ﷺ تمام عالموں کے رسول ہیں تو آپ ﷺ کے ہر ظاہر اور تمام کائنات کے عالم ہونے کا مفہوم ہے اگر آپ کا تعلق عالم کے ہر ذرہ سے نہیں اور اگر نہیں تو میں پوچھتا ہوں کہ آپ ﷺ عالمین کے کیسے رسول ہیں؟ ارے حضور ﷺ جنکی طرف رسول بن کر آئیں وہ تو رسول کو پہچانے عالم کی ہر چیز تو رسول کو پہچان لے اور حضور ﷺ کو پتہ نہ ہو۔ (معاذ اللہ)

انت رسول رب العلمین و خاتم النبین

☆ ارے گروہ تو حضور ﷺ کو پہچان گئی اور حضور ﷺ کو علم نہ ہوا۔ امت کو تو علم ہو اور رسول کو علم نہ۔ (نعوذ باللہ)

☆ پس جب اٹھارہ ہزار عالم کے آپ ﷺ رسول ہیں تو اٹھارہ ہزار عالم کا کوئی ذرہ ایسا نہیں جو مصطفیٰ ﷺ کے دامن میں نہ ہو۔ میں اپنے کلام کو سمیٹ کر اسکا حصہ بیان کرتا ہوں کہ نبی کی نبوت اور رسالت ایک علمی اور عملی تعلق ہے۔ اگر رسول اپنے مرسل الیہ کیساتھ علمی اور عملی تعلق نہ رکھے تو اسکا مطلب یہ ہے کہ وہ رسول نہیں' حضور ﷺ چونکہ تمام عالموں کیلئے رسول ہیں لہٰذا کائنات کا کوئی ذرہ نہیں کہ جسکو حضور ﷺ کی علمی اور عملی نسبت سے تعلق نہ ہو۔

☆ علمی رابطہ سے مراد ہے کہ کائنات کا ہر ذرہ اپنی حقیقت میں ہے کہ حضور ﷺ کو پہچانتا ہے اور عملی رابطہ و نسبت سے مراد یہ ہے کہ وہ اپنے وجود بقا میں حضور ﷺ کا محتاج ہے اگر حضور ﷺ کے نور مبارک (جو واسطہ تخلیق ہے) سے اسکا رابطہ کٹ جائے تو اس ذرہ کا وجود نیست ہو جائے۔

ایک سوال

☆ ایک دوست نے سوال کیا ہے کہ ہم نماز میں کہتے ہیں "اھدنا الصراط المستقیم" "اے اللہ ﷻ ہم کو سیدھی راہ دکھا' سیدھی راہ دکھانا سے مراد ہدایت کرنا ہے اور سیدھی راہ دکھانیوالا اللہ ﷻ ہے تو پھر انبیاء علیہم السلام کے ہادی ہونے کا کیا مطلب ہے؟ کیا نبی ہدایت نہیں دے سکتا؟ اس شبہ کے متعلق عرض ہے کہ بیشک اللہ ﷻ ہی سیدھی راہ دکھاتا ہے لیکن انبیاء علیہم السلام کے ذریعے اسلئے اللہ ﷻ نے فرمایا

☆ ولکل قوم ھاد "یعنی ہر قوم کیلئے ہادی ہوتا ہے یہاں ہادی سے مراد نبی ہے اسی لئے اللہ ﷻ نے فرمایا "انک لتھدی الی صراط مستقیم "یعنی میرے حبیب ﷺ بلاشبہ سیدھے راستے کی طرف لوگوں کو ہدایت کرتا ہے۔

☆ اب آپ کہیں کہ اگر ایسی بات ہے تو پھر قرآن کریم کی اس آیت مبارکہ کا کیا مطلب ہے کہ

انک لا تھدی من احببت ولکن اللہ یھدی من یشاء

ترجمہ☆ یعنی اے حبیب ﷺ! تو جسے چاہے ہدایت نہیں دے سکتا' اللہ جسے چاہے ہدایت دے۔ (القصص ۵۶)

☆ ارے بھائی یہ بتاؤ کہ کیا اللہ ﷻ کی مشیت کے بغیر بھی کوئی نبی کچھ کر سکتا ہے؟

یہ تو ہزاروں مرتبہ ہم نے بتایا کہ نبی کوئی کام اللہ عزوجل کی مرضی اور اذن کے بغیر نہیں کرتا' نبی جب کوئی ہدایت کرے گا تو اللہ عزوجل کی مشیت کے تحت ہو کر کرے گا اور اللہ عزوجل ہدایت کرے گا تو کسی کی مشیت کے ماتحت ہوئے بغیر ہدایت فرمائے گا۔

☆ پس آیت کا مقصد تو یہ ہے کہ میں کسی کی مشیت کے بغیر کسی کو ہدایت دے سکتا ہوں لیکن اے نبی تو میری مشیت کیساتھ ہدایت کرے گا اور اگر میری مشیت نہ ہو تو ہدایت نہیں کر سکتا۔ اب اگر کوئی اسکا انکار کرتا ہے تو وہ اس آیت کا انکار کر رہا ہے جس میں فرمایا

انک لتھدی الی صراط مستقیم

☆ یعنی تحقیق بلاشبہ میرے حبیب لوگوں کو سیدھے راستے کی ہدایت تو کرتا ہے اب اللہ عزوجل تو اتنی تحقیق کیساتھ فرما رہا ہے اور اللہ عزوجل کی تحقیق پر جسے یقین اور اعتبار نہ ہو تو اسے میری بات پر کیا یقین ہوگا لہذا اس آیت کا مطلب صاف اور واضح ہے کہ میرے پیارے حبیب ﷺ میری ہدایت میری مشیت کے تحت ہے اب ایک بات اہل علم کیلئے کہے

دیتا ہوں کہ ہدایت کا لفظ جب قرآن کریم و حدیث میں استعمال ہو تو اہل سنت کے نزدیک اسکے حقیقی اور شرعی معنی "خلق الاھتدا" یعنی ہدایت کو خلق کرنے کے ہیں اور فرقہ معتزلہ کے نزدیک اسکے معنی ہیں "بیان الطریق الصواب" یعنی ٹھیک راستہ بتا دینا' تو اس لحاظ سے معتزلہ "لکل قوم ھاد" کا مطلب لیتے ہیں کہ ہر قوم کیلئے سیدھا راستہ بتانے والا۔

☆ ہم اہلسنت کہتے ہیں کہ یہ معنی بھی ٹھیک ہیں' مگر یہی معنی کئے جائیں تو آیت "انک لا تھدی من احببت ولکن اللہ یھدی من یشاء" کے معنی ہونگے کہ اے نبی ﷺ تو جسکو محبوب رکھے اسکے سامنے صحیح راستہ بیان نہیں کر سکتا' ہاں اللہ عزوجل جس کیلئے چاہے صحیح راستہ بیان کر دے تو یہ آیت معتزلہ کے ان معنی (لکل قوم ھاد) یعنی ہر قوم کیلئے سیدھا بتانیوالا کو رد کرتی ہے کیونکہ انبیاء علیہم السلام کا کام تو صحیح راستہ بتانا ہی ہے' جنکی یہاں نفی ہو رہی ہے تو ثابت ہوا کہ اہلسنت کے معنی درست ہیں۔

☆ "خلق الاھتداء" اہل سنت کا عقیدہ ہے جسکے معنی یہ ہیں کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ "اے نبی تو ہدایت کی صفت خلق نہیں کرتا' اللہ عزوجل جس کیلئے چاہے خلق کر دے" پس معلوم ہوا کہ خلق کرنا حضور نبی کریم ﷺ کی صفت نہیں' یعنی ہدایت کا پیدا کرنا اللہ عزوجل کا کام ہے اور اسکو چلانا حضور ﷺ کا کام ہے جو کام حضور ﷺ کا نہیں اسکے نہ کرنے سے نہ تو حضور ﷺ کے علم میں کمی آئے گی' نہ اختیارات میں اور نہ مرتبہ میں' حضور ﷺ کا کام تو اللہ عزوجل کی ہدایت پر لوگوں کو چلانا ہے اب اگر کوئی اعتراض کرتا ہے کہ فلاں شخص کو حضور ﷺ نے ہدایت نہ دی تو یہ اعتراض اللہ عزوجل پر کرے کہ اے اللہ عزوجل تو نے انکو ہدایت کیوں نہیں دی تو تو ہر چیز پر قادر ہے۔

☆ ارے بھائی جب اللہ عزوجل نے ان لوگوں کیلئے ہدایت خلق ہی نہیں فرمائی' تو حضور ﷺ پر کیسے اعتراض آئیگا کہ آپ ﷺ نے انکو ہدایت نہ دی۔ حضور ﷺ کا ہر کام اللہ عزوجل کی مشیت کے ماتحت ہے اور اللہ عزوجل کا کوئی کام کسی کی مشیت کے ماتحت نہیں اللہ عزوجل کا ارشاد ہے۔

ترجمہ ☆ اور تم نہیں چاہ سکتے جب تک اللہ نہ چاہے۔

☆ آیت "انک لا تھدی من احببت" کے معنی یہ نہیں کہ حضور ﷺ ہدایت نہیں دے سکتے اگر حضور ﷺ ہدایت نہیں دے سکتے تو آیت "ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی" "وہ وہی ہے جس نے بھیجا اپنے رسول کو ہدایت کیساتھ" کے کیا معنی ہوں گے؟

☆ "انک لا تھدی من احببت" کے معنی یہ ہیں کہ اے میرے حبیب ﷺ خالق کائنات میں ہوں' ہر چیز کا پیدا کرنیوالا میں ہوں' عدم سے وجود میں لانیوالا میں ہوں' ایجاد میری صفت ہے' موجد میں ہوں' اسلئے "خلق الاھتداء" یعنی ہدایت کرنا میری شان ہے'

جس کیلئے میں اهتداء کو پیدا کردیا' اس کیلئے "اهتداء" کو جاری کرنیوالا تو ہے' اسکا معنی یہ نہیں ہیں کہ آپ ﷺ ہدایت نہیں دے سکتے۔ بلکہ اسکے معنی یہ ہیں کہ "انك لا تخلق الاهتداء" یعنی بیشک آپ ﷺ ہدایت خلق نہیں کرتے "خلق الاهتداء" حضور ﷺ کا کام نہیں ہے۔ اس میں حکمت یہ تھی کہ اللہ ﷻ بتاتا تھا کہ جن کیلئے میں نے علم ازلی کے مطابق ہدایت پیدا نہیں کی' انکو میں ہدایت نہیں دوں گا' کیونکہ میرے علم کے خلاف کوئی ظہور ممکن نہیں' بتایئے کہ جو چیز اللہ ﷻ کے علم کیخلاف ہو' کیا وہ ہو سکتی ہے؟ ہرگز نہیں ہو سکتی تو جن لوگوں کیلئے اللہ ﷻ نے ہدایت کو پیدا نہیں فرمایا' ان میں ہدایت کی استعداد نہ تھی تو بتایئے کہ ان لوگوں کو ہدایت نہ ملنے کا الزام حضور ﷺ پر کیسے آ سکتا ہے۔

وما علينا الا البلاغ

شہادت امام حسین رضی اللہ عنہ

☆ حضور ﷺ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ! اے معاویہ تو مغلوب نہیں کیا جائے گا۔ (یعنی) تو مغلوب نہیں ہوگا۔

☆ حضرات محترم! حوالہ صحیح دکھانا میرا کام ہے باقی اس روایت کی صحت کا مسئلہ ہے وہ ان حضرات کا ہے جنہوں نے اس روایت کو نقل کیا ہے۔ انہوں نے اس روایت کو ضعیف کہا اور نہ موزوں بلکہ مناسب کے مقام کیساتھ اسکو نقل کر دیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ

ترجمہ☆ حضور ﷺ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ! اے معاویہ تو مغلوب نہیں کیا جائے گا (یعنی) تو مغلوب نہیں ہوگا۔

☆ بیشک حضرت علی المرتضی کرم اللہ وجہہ الکریم کے بازو میں حضور ﷺ کی شجاعت کا جلوہ تھا مگر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی پشت پر حضور ﷺ کی دعا لگی ہوئی تھی میں جانتا ہوں کہ حضرت علی المرتضی کرم اللہ وجہہ الکریم حق پر تھے۔ حق پر تھے۔ مگر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں کوئی نازیبا کلمہ کہنا یا گستاخی کرنا' مومن کا کام نہیں ہے۔ اسوقت اس مسئلہ پر بحث کرنیکی ضرورت نہیں ہے۔ اسکی دلیل میں نے آپ کو بتادی کہ دونوں مجتہد ہیں۔ حضرت علی المرتضی کرم اللہ وجہہ الکریم بھی مجتہد اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بھی۔ اگر مجتہد سے خطا ہو' تب بھی وہ عذاب کا مستحق نہیں ہوتا بلکہ وہ ایک اجر کا حقدار ہوتا ہے۔

شبہ

☆ شاید کسی کے ذہن میں یہ خیال آ جائے کہ اگر حضرت علی المرتضی کرم اللہ وجہہ الکریم اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ مجتہد تھے تو ہم یہ کیوں نہ کہہ دیں کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور یزید بھی مجتہد تھے ٹھیک ہے حق پر امام حسین رضی اللہ عنہ تھے مگر یزید بھی تو مجتہد تھا۔ لہذا اسکے حق میں بھی کچھ مت کہا جائے۔

شبہ کا ازالہ

☆ اسکا جواب یہ ہے کہ یزید کے متعلق محدثین' علماء' اسماء الرجال نے خصوصاً امام ذہبی رضی اللہ عنہ نے "میزان الاعتدال" میں صاف لفظوں میں یہ لکھا ہے کہ یزید بن معاویہ بن سفیان کے متعلق ہم کیا کہیں اور کیا ذکر کریں کہ "وہ روایت حدیث کا بھی اہل نہ تھا" آپ مجھے بتائیں جو روایت حدیث کا بھی اہل نہ ہو کیا وہ بھی مجتہد ہو سکتا ہے۔ اتنی بات آپ کے ذہن کو صاف کرنے کیلئے کافی ہے کہ جو روایت حدیث کا بھی اہل نہ ہو تو اسکو مجتہد تو وہی کہے گا جس کا دماغ بالکل ماؤف ہو چکا ہو۔

☆ بہر حال میں یہ مانتا ہوں کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ بالکل حقانیت' صداقت اور اخلاص کی بنیادوں پر تشریف لے گئے تھے لیکن میں یہ ماننے کیلئے تیار نہیں ہوں کہ یزید بھی مجتہد تھا لہذا اسکو بھی خطائے اجتہادی پر اجر مل جائیگا۔ لاحول و لا قوت الا باللہ۔ اور جو

لوگ یزید کے بارے میں زمین و آسمان کے قلابے ملا رہے ہیں اور اسکی تعریف میں انکی زبانیں رطب السان ہیں اور انکے دل یزید کی محبت سے بھرے ہوئے ہیں تو وقت نہیں ہے بڑی لمبی بحثیں ہیں' کتاب اجتہاد میں ایک ہو ملتی ہیں ان کو پڑھ کر لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں اور میں ہزاروں دفعہ ان حدیثوں کے مطالب واضح کر چکا ہوں اسوقت موقع نہیں ہے تو میں اتنا کہوں گا کہ جو لوگ یزید کیساتھ محبت رکھتے ہیں انکی انکا حشر یزید کیساتھ کرنا اور ہمارا حشر حضرت امام حسین ﷺ کیساتھ کرنا۔ کیونکہ ہمیں تو حضرت امام حسین ﷺ کیساتھ محبت ہے۔

☆ ایک رقعہ ملا ہے جس میں شہادت امام حسین ﷺ پر مختلف اعتراضات کیا گیا خلفائے راشدین سے اہل بیت کے اختلافات کو بیان کیا گیا۔

☆ حضرت امام حسین ﷺ کی شہادت حق ہے۔ لیکن یہ جو باتیں لکھی گئیں ہیں انکا کوئی وجود نہیں ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ شہادت حضرت امام حسین ﷺ نے یہ بتا دیا کہ جس چیز کو اہل بیت باطل سمجھیں اسکے ساتھ موافقت نہیں کرتے اور کیا حضرت علی المرتضی کرم اللہ وجہہ الکریم اہل بیت میں ہیں یا نہیں ہیں؟ اگر ہیں تو پھر مجھے یہ بتاؤ کہ حضرت علی المرتضی کرم اللہ وجہہ الکریم کی نظر میں اگر حضرت ابوبکر صدیق ﷺ' حضرت عمر فاروق ﷺ اور حضرت عثمان غنی ﷺ معاذ اللہ باطل پر ہوتے جیسا کہ لوگ آج انکو باطل پر سمجھتے ہیں تو پھر حضرت علی المرتضی کرم اللہ وجہہ الکریم کا کردار اور طرز عمل انکے ساتھ کیا ہوتا جو حضرت امام حسین ﷺ کا طرز عمل یزید کیساتھ تھا لیکن مجھے یہ بتاؤ حضرت علی المرتضی کرم اللہ وجہہ الکریم' حضرت ابوبکر صدیق ﷺ' حضرت عمر فاروق ﷺ اور حضرت عثمان غنی ﷺ کی خلافت کے زمانہ میں مشاورت فرمائی کہ نہیں فرمائی۔ معلوم ہوا کہ کسی کیساتھ اہل بیت کی موافقت کرنا ہی حقانیت کی دلیل ہے۔ یزید کے مقابلے میں امام حسین ﷺ نے خون دے دیا مگر موافقت نہیں کی میں کہتا ہوں کہ امام حسین ﷺ نے کربلا کے میدان میں اپنے خون سے مہر لگا دی کہ حضرت ابوبکر صدیق ﷺ' حضرت عمر فاروق ﷺ اور حضرت عثمان غنی ﷺ حق پر تھے ورنہ حضرت علی المرتضی کرم اللہ وجہہ الکریم انکے ساتھ کبھی موافقت نہ کرتے۔ حضرت امام حسین ﷺ کی شہادت نے خلفائے راشدین کی خلافت پر حقانیت کی مہر لگا دی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات

ترجمہ☆ اور جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کیئے جاتے ہیں انہیں مردہ نہ کہو۔ (البقرہ ۱۵۴)

بل احیآء ولکن لا تشعرون

ترجمہ☆ بلکہ وہ زندہ ہیں مگر تمہیں شعور نہیں (البقرۃ)

☆ تم انکو زندہ نہیں کہتے ہو اور نہ ہی زندہ سمجھتے ہو اور شہداء یقیناً زندہ ہیں' زندہ ہیں' زندہ ہیں' انکی زندگی کے تصور سے ہمارے اندر زندگی کی لہر پیدا ہو جاتی ہے اور انکی زندگی کے انوار و برکات سے ہماری موت زندگی سے بدل جاتی ہے میں شہداء کی حیات کا قائل ہوں اور میں شہداء کی حیات کو حیات انبیاء کا فیض سمجھتا ہوں۔

سوال☆ کہ رسول ﷺ نے عبداللہ بن ابی ابن سلول کی نماز جنازہ پڑھی' کرتہ منگوایا مگر وہ بھی مشکل کشا ثابت نہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے منافق کی نماز جنازہ پڑھنے سے منع فرمایا۔

جواب☆ اس میں دو باتیں ہیں۔ ایک بات تو یہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے عبداللہ بن ابی کی نماز جنازہ پڑھی اور حضور ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے منع بھی کیا تھا کہ منافق کی نماز جنازہ نہیں پڑھنی اور پھر حضور ﷺ نے اپنا کرتہ مبارک بھی منگوا کر پہنا دیا۔ حالانکہ ان دو باتوں کا جواب میں اس شخص کو دے چکا ہوں رقعہ لکھنے والا تو بے چارہ اور ہے میں نے اسکو یہ بتلایا تھا کہ یہ بات غلط ہے کہ عبداللہ بن ابی کی نماز جنازہ پڑھنے سے منع کیا گیا تھا اور حضور ﷺ نے اسکے باوجود نماز جنازہ پڑھ لی اگر رسول خدا ﷺ نے باوجود منع کرنے کے منافق کی نماز

جنازہ پڑھی تو یہ گویا قرآن کریم کی مخالفت ہوئی جو ایک بہت بڑا گناہ ہے اور ہم انکی پیروی میں قرآن کریم کی مخالفت کریں تو یہ رسول اللہ ﷺ کی مخالفت ہوگی۔ نعوذ باللہ من ذالک بھائی یہ بکواس ہے۔

☆ حضور ﷺ نے بالکل قرآن کریم کی مخالفت نہیں کی بات اصل میں یہ تھی کہ حضور ﷺ کو کسی منافق کی نماز جنازہ پڑھنے سے نہیں روکا گیا تھا اور جس بات سے روکنے کا حکم نہ آئے اس کام کے کرنے کا گناہ نہیں ہوتا گناہ وہ ہوتا ہے کہ جسکے کرنے کو اللہ تعالیٰ روکے اور پھر وہ کام کیا جائے کوئی ایسی آیت اتری تھی اور نہ کوئی ایسا حکم آیا تھا لہذا حضور ﷺ نے عبداللہ بن ابی کی نماز جنازہ پڑھ لی اور وہ نماز اسلئے نہیں پڑھی تھی کہ حضور ﷺ کو خبر نہیں تھی بلکہ اسکی وجہ یہ تھی کہ حضور ﷺ سے نماز جنازہ پڑھنے کی درخواست کرنیوالا پکا مومن تھا جو عبداللہ بن ابی کا بیٹا تھا اور مومن کے دل کو خوش رکھنا عبادت ہے اور یہ کام اسوقت ناجائز بھی نہ تھا اسلئے حضور ﷺ نے عبداللہ بن ابی کیلئے دعا کی ہے وہ دعا کیا تھی وہ دعا یہ تھی جو ہم نماز جنازہ میں پڑھتے ہیں۔ آپ بتائیں اس دعا کے کیا معنی ہیں؟ حضور ﷺ نے یہ دعا پڑھی کہ

اللهم اغفر لحينا وميتنا وشاهدنا وغائبنا وصغيرنا و كبيرنا وذكرنا وانثانا

ترجمہ☆ یا اللہ بخش دے ہمارے زندوں کو اور ہمارے مردوں کو الٰہی بخش دے ہمارے حاضرین کو اور ہمارے غائبین کو الٰہی بخش دے چھوٹوں اور ہمارے بڑوں کو الٰہی بخش دے ہمارے مردوں کو اور ہماری عورتوں کو۔

☆ حضور ﷺ نے یہ دعا کس کیلئے کی؟ اب بتاؤ کیا عبداللہ ابن ابی ہمارا تھا؟ وہ ہمارا نہیں تھا۔ اسلئے دعا ادھر متوجہ نہیں ہوئی۔ ہاں البتہ اعتراض کرنے والا پرچہ لکھنے والا اگر کہے کہ وہ ہمارا تھا تو وہ اسکو مبارک ہو۔

شبہ

☆ اگر کوئی یہ کہے کہ جب آپ کا یہ کہنا ہے کہ وہ ہمارا تھا ہی نہیں تو حضور ﷺ نے پھر اسکی نماز جنازہ کیوں پڑھائی؟

شبہ کا ازالہ

☆ تو اس شبہ کا ازالہ عرض کردوں۔ تو یہ ایک جائز کام تھا اور اس جائز کام سے ایک مومن کا دل خوش ہوتا تھا اور مومن کا دل خوش کرنا ثواب ہے لہذا میرے آقا ﷺ نے ثواب کا کام کیا۔ حضور ﷺ نے اسلئے نماز جنازہ نہیں پڑھی کہ عبداللہ ابن ابی کی مغفرت ہو جائے کیونکہ وہ ہمارا تھا ہی نہیں تو حضور ﷺ نے اپنوں کیلئے مغفرت طلب فرمائی۔

سوال☆ یزیدی لشکر کے بیان کردہ واقعات شہادت کربلا کیلئے کیسے معتبر ہوسکتے ہیں؟

جواب☆ میں تو کہتا ہوں کہ جو واقعات یزیدی لشکر نے بیان کیئے ان واقعات کو وہ لوگ بیان کرتے ہیں جو یزید کو برا کہتے ہیں وہ لوگ یزید کو برا کہہ کر بھی یزیدی لشکر کی روایات کو بیان کرتے ہیں لیکن میں ان روایات کو بیان کرتا ہوں نہ معتبر جانتا ہوں اور نہ ہی میں یزید کو مانتا ہوں ہاں شہادت امام حسین ؓ ایک مسلمہ حقیقت ہے۔ جس کا انکار دنیا کا کوئی مورخ اور اہل علم نہیں کرسکتا وہ واقعات جو حقائق پر مبنی ہیں ان واقعات کا یزیدی روایت سے کوئی تعلق نہیں وہ تو حقائق ہیں۔ انکے سوا میں کبھی کوئی بات بیان نہیں کرتا اور میں اسلئے بیان نہیں کرتا کہ ان واقعات میں وہ چیزیں آجاتی ہیں جو یزید کے لشکروں سے تعلق رکھتی ہیں۔

سوال☆ دمشق فتح کرنے والوں کیلئے بشارت جنت ہے۔

جواب ☆ یہ ایسی بحثیں ہیں کہ کئی دنوں تک ختم نہیں ہونگی ہاں اجمالی طور پر یہ کہتا ہوں کہ دمشق فتح کرنیوالے اسلامی لشکر میں یزید شامل نہیں تھا۔ بھائی اسکا جواب ہوگیا کہ نہیں ہوگیا۔

سوال ☆ اب دوسری بات یہ ہے کہ امیر معاویہ ؓ نے یزید کو ولی عہد کیوں مقرر کردیا تھا۔

جواب ☆ ہاں بیشک انہوں نے یزید کو ولی عہد مقرر کیا تھا اسلئے نہیں کہ خلافت، مملکت اور حکومت کو اپنے خاندان میں بند کردیں۔ یہ بدگمانی ہم نہیں کرسکتے کیوں؟ اسلئے کہ وہ حضور ﷺ کے صحابی ہیں اور حضور ﷺ کے صحابہ کے حق میں مومن کو حسن ظن سے کام لینا چاہئے اللہ ﷻ کا حکم ہے کہ

ترجمہ ☆ مومن کے حق میں خیر کا گمان کرو۔

☆ معاذ اللہ یا تو امیر معاویہ ؓ کو تم کافر کہو اور اگر مومن کہتے ہو تو قرآن کہتا ہے کہ مومن کے حق میں بدگمانی مت کرو میں کہتا ہوں کہ امیر معاویہ ؓ مومن ہیں لہذا ہم اسکے حق میں بدگمانی نہیں کریں گے اور جب بدگمانی نہیں کریں گے تو لازمی نتیجہ یہ نکلے گا کہ انہوں نے اپنے خیال میں وہ بہتر سمجھ کر کیا اگرچہ اسکا نتیجہ بہتر نہیں نکلا۔

☆ ہاں میں عرض کررہا تھا کہ عبداللہ بن ابی کی نماز جنازہ جو میرے آقا ﷺ نے پڑھی اسلئے نہیں پڑھی کہ اسکی مغفرت ہوجائے بلکہ اسکے پڑھنے میں ایک حکمت یہ بھی تھی کہ جب اسکی قوم کے لوگ یہ دیکھیں گے کہ ایسے دشمن کیساتھ میرا حسن سلوک یہ ہے تو وہ مسلمان ہوجائیں گے اور سید عالم ﷺ نے اپنا کرتہ مبارک بھی عطا فرمایا اسلئے نہیں کہ آپ ﷺ اسکو نفع پہنچانا چاہتے تھے بلکہ اسلئے کہ جب آپ ﷺ کے چچا حضرت عباس ؓ بدر کے موقع پر مسلمان ہوئے تھے تو اس وقت انکو ایک قمیض کی ضرورت تھی کیونکہ ان کا بدن بھاری تھا اسنے اپنی قمیض اتار کر حضور ﷺ کو دی کہ وہ اپنے چچا کو پہنادیں۔ اس وقت حضور ﷺ نے عبداللہ بن ابی کی وہ قمیض لیکر اپنے چچا حضرت عباس ؓ کو پہنادی لیکن سرکار دوعالم ﷺ اتنے غیور ہیں کہ حضور ﷺ نے گوارہ نہیں فرمایا کہ اس عبداللہ بن ابی کا احسان مجھ پر رہ جائے۔ سید عالم ﷺ نے اسکے مرنے کے بعد اپنی قمیض مبارک اتار کر اسکو پہنا کر وہ احسان اتار دیا۔

شبہ

☆ آپ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے لعاب دہن مبارک بھی لگایا تو کوئی نفع بخش ثابت نہ ہوا۔

شبہ کا ازالہ

☆ لعاب دہن مبارک اسلئے نہیں لگایا کہ اسکو نفع پہنچے اسلئے لگایا کہ اسکا بیٹا جو پکا مومن تھا جس کی درخواست پر نماز جنازہ پڑھائی گئی تھی اسکی درخواست پر لعاب دہن عطا کیا گیا تاکہ ایک مومن خوش ہوجائے اور خود حضور ﷺ کی حدیث ہے۔ حضرت عمر فاروق ؓ نے عرض کیا "میرے آقا ﷺ اس منافق کی آپ ﷺ نماز جنازہ پڑھا رہے ہیں اور ساتھ ہی قمیض اقدس بھی عطا فرمارہے ہیں۔ اس نے فلاں موقع پر یہ جرم کیا فلاں موقع پر اسنے یہ بکواس کی" تو حضور ﷺ نے فرمایا

ترجمہ ☆ اے عمر! میں نے یہ کام اسلئے کیا ہے کہ اسکی قوم کے ایک ہزار آدمی اسوقت مسلمان ہوجائیں اور وہ یہ دیکھ کر کہ اسنے کیا کیا؟ اور حضور ﷺ اسکے ساتھ کیا حسن سلوک کر رہے ہیں۔

☆ چنانچہ حضور ﷺ نے اسکے جنازے کی نماز پڑھائی ادھر جنازہ کی نماز ختم فرمائی اور ادھر اسی وقت عبداللہ بن ابی کی قوم کے ایک ہزار آدمی مسلمان ہوگئے۔ آپ ؓ سمجھ گئے کہ جس غرض کیلئے حضور ﷺ نے نماز جا کر پڑھائی تھی تو وہ غرض پوری ہوگئی۔ حضور ﷺ تو پہلے ہی حضرت عمر فاروق ؓ کو فرما چکے تھے کہ میں اسکو فائدہ پہنچانے کیلئے یہ کام کر ہی نہیں رہا اور آپ ﷺ نے لعاب دہن مبارک اور کرتہ مبارک بھی عطا فرمایا

شبہ

☆ لوگ کہیں گے کہ آخر اسکا کچھ فائدہ بھی تو ہونا چاہیے تھا۔

شبہ کا ازالہ

☆ لیکن آپکو معلوم ہونا چاہیے اور آپ کو سمجھ لینا چاہیے کہ اللہ ﷻ کے اذن کے بغیر نہ کوئی نقصان پہنچانے والی چیز نقصان پہنچا سکتی ہے اور نہ کوئی نفع پہنچانے والی چیز نفع پہنچا سکتی ہے۔ اللہ ﷻ اپنے محبوبوں کو نقصان والی چیزوں کے ضرر سے بچاتا ہے اور اپنے محبوبوں کو اپنے محبوبوں کے تبرکات سے نفع پہنچاتا ہے لیکن میں آپ سے کیا کہوں؟ میرے آقا ﷺ لعاب پاک دے رہے ہیں۔ کرتہ مبارک دے رہے ہیں مگر ساتھ ہی اس حقیقت کا اظہار بھی فرما رہے ہیں کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نمرود نے آگ میں ڈالا تھا تو اللہ ﷻ نے فرمایا

ترجمہ☆ اے آگ! ابراہیم علیہ السلام پر ٹھنڈی ہوجا۔ بیشک ہم نے تجھے جلانے کی صلاحیت اور صفت دی ہے مگر سن لے کہ تیرے اندر میرا خلیل آرہا ہے اس پر تو سلامتی والی بن۔

☆ معلوم ہوا جب خلیل اللہ ہو تو نقصان پہنچانے والی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی اور جب عدو اللہ ہو تو نفع پہنچانے والی چیز نفع نہیں پہنچا سکتی۔ بھائی! آگ میں جلانے کی طاقت ہے مگر آگے خلیل جلوہ فرما ہیں۔ حضور ﷺ کی قمیض میں نفع دینے کی طاقت ہے مگر سامنے عدو اللہ ہے۔ خلیل اللہ کو ضرر والی چیز سے ضرر نہیں پہنچا اور عدو اللہ کو نفع والی چیزوں سے نفع نہیں پہنچا اور یہ میرے آقا ﷺ کا کتنا کمال ہے؟ کہ اپنے تبرکات کا نفع بھی اپنے ہاتھ میں رکھا ہوا ہے جسے چاہیں نفع پہنچائیں جسے چاہیں نہ پہنچائیں۔ دوستوں کو نفع پہنچے گا دشمن کو نہیں۔ اب یہ گفتگو ہوگئی آخر میں میں ایک بات کہہ کر آپ سے رخصت ہوتا ہوں زندگی ہے تو پھر انشاء اللہ کبھی ملاقات ہوگی۔

چند نصائح

☆ میرے دوستو! یہ عشرہ محرم ہے۔ یہ امن و سکون سے گزر جائے۔ آپ امن و سکون کا مظاہرہ فرمائیں آپ اس جگہ نہ جائیں جہاں آپ کے بزرگوں کے حق میں بدگوئی ہو رہی ہو۔ آپ ایسے لوگوں کے پاس نہ جایا کریں کہ جو آپ کے دلوں کو مجروح کرتے ہیں۔ ان لوگوں سے الگ رہیں نماز پڑھا کریں۔ اب میں کیا عرض کروں ﷺ۔ نماز تو مومن کی معراج ہے۔ نماز تو ہمارے ظاہر اور باطن کو پاک کرنے والی چیز ہے اور نماز وہ چیز ہے کہ حضرت امام حسین ؓ کے حلقوم پر خنجر ہے مگر پھر بھی آپ نے نماز نہیں چھوڑی تو امام حسین ؓ کی محبت کا دعوی کرنا اور نماز نہ پڑھنا یہ مسلمان کا کام نہیں ہے۔ تم تو محب اہل بیت ہو محب صحابہ ہو محب ازواج مطہرات ہو۔ تمہیں حضور ﷺ سے محبت ہے اور حضور ﷺ کی ادا کیا ہے؟ اور وہ ادا یہی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا!

قرۃ عینی فی صلوٰۃ

ترجمہ☆ نماز میں تو میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔

☆ اسلئے مسلمانو! نماز کی پابندی کرو۔ اگر ہر مسلمان یہ عہد کرے کہ میں پانچوں

وقت کی نماز پڑھوں گا۔ تو اللہ ﷻ کی رحمت سے امید ہے کہ انشاء اللہ! اللہ ﷻ ہماری قوم پر ہماری ملت پر ہمارے ملک پر کوئی تباہی نہیں آئیگی۔ سب عہد کریں کہ ہم نماز پڑھیں گے۔ لہذا اہل بیت کی محبت کا دعویٰ جبھی صحیح ہوگا کہ جب ہم انکی سیرت کو انکے کردار کو اپنائیں گے۔

ترجمہ وحاشیہ کلام پاک

☆ الحمدللہ! میں نے بسم اللہ سے والناس تک ۲۰ رجب شریف کو کلام پاک کا ترجمہ لکھ لیا ہے اب میں اسکا حاشیہ لکھ رہا ہوں آپ دعا فرمائیں کہ یہ حاشیہ بھی مکمل ہو جائے

تاکہ وہ پورا قرآن کریم ترجمہ مع حاشیہ آپ کے سامنے آجائے۔

مجموعہ احادیث

☆ اور میں احادیث کا مجموعہ بھی لکھ رہا ہوں دعا کریں کہ وہ بھی مکمل ہو کر آپ کے سامنے آجائے جسے میں چند جلدوں میں ترتیب دے رہا ہوں اور یہ میری خواہش ہے کہ میری زندگی میں ہی یہ سب چیزیں شائع ہو جائیں۔

دعائیہ کلمات

آپ نے آخر میں عالم اسلام کیلئے دعا فرمائی خاص طور پر افغانستان کے مجاہدین اور انجمن طلباء اسلام کو خصوصی دعاؤں سے نوازا۔

تلاش راہ حق

☆ عزیز طلباء! اکابر اہلسنت' قابل قدر لائق تحسین و آفرین انجمن طلباء اسلام اللہ ﷻ آپ کو اپنے مقاصد حسنہ میں کامیابی عطا فرمائے۔ حقیقت یہ ہے کہ طلبہ کی مساعی جمیلہ ہمارے سامنے نہایت ہی قابل احترام ہے گویا ان طلباء نے اہلسنت کی لاج رکھ لی ہے اللہ ﷻ انکو ہر مرحلہ میں کامیابی وکامرانی عطا فرمائے۔

☆ میرے دوستوں اور عزیزوں نے فرمایا ہے کہ راہ حق اور اسکی صعوبتوں پر گفتگو

کروں۔اب میں اس مختصر وقت میں اس عنوان کو تفصیل کیساتھ پیش نہ کر سکوں گا۔

☆ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں سورۃ والعصر نازل فرمائی۔اس سورۃ مبارکہ میں اسکے مضامین بہت وسیع ہیں اور انکی تفصیل بیان کرنے کیلئے بہت وقت کی ضرورت ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

ان الانسان لفی خسر الاالذین امنوا وعملوا الصلحت وتواصو بالحق وتواصو بالصبر

ترجمہ☆ یقیناً آدمی ضرور خسارے میں ہے مگر جولوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کیئے اور آپس میں ایک دوسرے کو دین حق کی وصیت کی اور ایک دوسرے کو صبر کی نصیحت کی۔(العصر ۲-۴)

☆ یعنی بیشک تمام انسان جو انسان کہلاتے ہیں جنکو انسان کہا جاتا ہے جنکو دنیا کی زبانوں پر انسان کے لفظ سے تعبیر کیا جاتا ہے "خسر" یعنی خسارے میں ہے۔سب نقصان میں ہیں۔" الاالذین امنوا وعملوا الصلحت " مگر جولوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کیئے یعنی وہ لوگ گھاٹے میں نہیں ہیں جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے" وتواصوا بالحق وتواصو ابالصبر "اور آپس میں ایک دوسرے کو دین حق کی وصیت کی اور ایک دوسرے کو صبر کی نصیحت کی یعنی ایک دوسرے کو حق کی بات کہتے ہیں اور صبر کی تلقین کرتے چلے آئے۔جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے حق پر قائم رہنے اور صبر کرنے کی توفیق عطا فرمائی وہ لوگ ہیں جن کو نقصان ہے اور نہ کوئی گھاٹا۔کسی نقصان سے انکا تعلق نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے اس مقام پر حق کیساتھ صبر کی بات فرمائی" وتواصوابالحق وتواصو ابالصبر "اسکی وجہ یہ ہے کہ حق کی راہ میں مصائب وآلام پیش آتے ہیں گویا جب کوئی حق کی راہ کو اختیار کرتا ہے تو لازمی طور پر اسے مصائب وآلام سے دو چار ہونا پڑتا ہے پھر وہ حق کی راہ میں کامیاب کب ہوتا ہے۔جب وہ ان مصائب وآلام کو برداشت کرتا ہے اور یہ کام صبر کے بغیر ممکن نہیں ہے۔حق کی راہ میں چلنا حق کی حمایت میں قدم اٹھانا نتیجتاً مصائب وآلام کا پیش آنا اور پھر اس پر صبر کرنا یہ نقصان سے بچنے کا ذریعہ ہے یعنی وہی لوگ نقصان سے محفوظ ہیں جنہوں نے راہ حق کو اختیار کی اور نتیجتاً پیش آمدہ مصائب وآلام پر صبر کیا۔

☆ اب میں اسکی تفصیل میں کیا عرض کروں میں اتنی بات بتانا چاہتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ کی ذات مقدسہ وہ ہے کہ جس نے ہمیں ہمیشہ ھدیٰ امن وسکون اور کامیابی کے تمام مراحل دکھائے اور اللہ تعالیٰ نے اعلان فرمایا کہ

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ

ترجمہ☆ بیشک اللہ کے رسول تمہارے لئے نہایت حسین نمونہ ہے۔(الاحزاب ۲۱)

☆ یعنی رسول اللہ ﷺ کی ذات مقدسہ ہی میں اور آپ ﷺ کی سیرت طیبہ کی اتباع ہی میں ہمارے لئے فلاح بہتری اور خیر ہے۔جب ہم سیرت رسول اللہ ﷺ پر نظر ڈالتے ہیں تو پہلے ہمیں آپ ﷺ کی تیرہ سالہ مکی زندگی نظر آتی ہے درحقیقت وہ راہ حق میں پیش آمدہ مصائب وآلام اور مشکلات کا ایسا چمکتا ہوا نمونہ ہے کہ اس سے بہتر نمونہ ہمیں ساری دنیا میں نظر نہیں آتا اور اسکا نتیجہ اور عشرہ دس سالہ مدنی زندگی ہے حضور تاجدار مدنی ﷺ نے مکہ مکرمہ کی تیرہ سالہ سیرت مقدسہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو یہ درس دیا کہ اگر تم حق پر قائم رہے اور ہر مشکل کو برداشت کیا تو تم مدینہ منورہ میں جا کر اسکے پھل کھاؤ گے۔

محبت کے بغیر کوئی مہم سر نہیں ہو سکتی

☆ میں آپ کو یہ بھی بتا دوں کہ عشق ومحبت کے بغیر راہ حق میں پیش آمدہ مصائب و آلام اور مشکلات کو برداشت کرنا اور راہ حق میں ثابت قدم رہنا ناممکن ہے۔یہ الگ بات ہے کہ کسی کو کسی کیساتھ محبت ہو یعنی جو چیزیں محبت کے قابل نہیں لوگوں کو انکے ساتھ محبت ہو

مگر حقیقت یہ ہے کہ محبت اور عشق کے بغیر راہ حق میں قدم اٹھانا اور اسمیں ثابت قدم رہنا اور نتیجتاً پیش آمدہ مصائب و آلام کا جھیلنا ممکن نہیں اور یہ راہ حق کی بات اہل حق کیلئے کہہ رہا ہوں باقی کسی مرحلے کیلئے قدم اٹھانا کسی کیلئے تبھی ممکن ہوگا جب اسکو کسی چیز کی محبت ہوگی اور اس چیز کی محبت اسکو اپنی طرف بلا رہی ہوگی تو تب وہ اپنی منزل مقصود کی طرف' اپنے مطلوب کی طرف' اپنے محبوب کی طرف قدم اٹھائے گا۔ اگر مطلوب باطل ہے تو قدم بھی باطل کی طرف ہوگا اور اگر مطلوب حق ہے تو قدم بھی حق کی راہ میں ہوگا۔ لیکن یاد رکھیئے کہ جنہوں نے حق کی راہ میں قدم اٹھایا وہ عی ہیں جو حق کیساتھ عشق و محبت رکھنے والے ہیں جب انکے اندر حق کی محبت آ گئی تو پھر انکے لئے کوئی مصیبت' مصیبت نہیں رہتی اور کوئی مشکل' مشکل رہتی ہے۔

☆ ہم نے دیکھا کہ حضور تاجدار مدینہ ﷺ نے تیرہ سالہ مکی زندگی میں صحابہ ﷺ کے اندر جو جوہر بھر دیا تھا۔ واللہ باللہ ثم تاللہ۔ اسکے نتائج مدینے میں یعنی بدر کے میدان میں' احد کی پہاڑی میں حنین کے مقام پر اور ان تمام غزوات اور جہادوں میں ظاہر ہوئے جو مسلمانوں کو پیش آئے اور پھر میں سچ کہتا ہوں کہ وہ تمام جوہر خلافت صدیقی میں' خلافت فاروقی میں' خلافت عثمانیہ میں اور خلافت مرتضوی میں ظاہر ہوئے۔ ہماری اسلامی تاریخ اس بات کی گواہی دے رہی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے مشکلات پر قابو پانے کا جو جذبہ صحابہ کرام ﷺ کے اندر رکھ دیا تھا۔ واللہ باللہ ثم تاللہ' وہی جذبہ آج ہم تک پہنچا ہے اگر وہ جذبہ مسلمانوں میں نہ ہوتا تو آج شائد ہم اس نعمت سے محروم ہوتے۔

انجمن طلباء اسلام اور عشق مصطفیٰ ﷺ

☆ انجمن طلباء اسلام ایک ایسی پیاری جماعت ہے کہ جنہوں نے عشق مصطفیٰ ﷺ اور محبت مصطفیٰ ﷺ اپنا مطمع نظر اور اپنا نصب العین بنایا ہے اور یہ طلباء کیا ہیں درحقیقت یہ ہماری قوم کا ایک عظیم سرمایہ ہیں یہ ہماری قوم کا ایک خلاصہ اور عطر ہیں بشرطیکہ اگر ہم نے انکے ذہنوں کو' انکے قلوب کو' انکے باطنوں کو اور انکے ظاہر کو درست کر لیا تو انکے دلوں میں حضور ﷺ کی محبت پیدا ہو گئی تو پھر انکا راہ حق کی طرف قدم اٹھانا اور کسی مشکل سے نہ گھبرانا اور ہر مشکل کو عبور کر جانا کوئی بڑی بات نہیں۔ انہوں نے اب تک اپنے کردار سے جو ثبوت فراہم کیا ہے وہ یہ ہے کہ ہر باطل کے سامنے حق کی بات کیلئے ڈٹ جاتے رہے اور ملک کی بہتری کیلئے ملک کے تحفظ کیلئے انہوں نے وہ کام کیئے جو ہمارے لیئے باعث فخر ہیں۔ انجمن طلباء اسلام ہماری ترجمانی کر رہی ہے جو کام مجھے اور آپ نے ملکر کرنا تھا وہی کام انجمن طلباء اسلام کی جماعت کر رہی ہے اور یہ ہماری اہل سنت کی جماعت ہے ہم بحیثیت اہل سنت ہونے کے اکثریت کے مدعی ہیں اور حقیقت بھی یہی ہے کہ اکثریت ہماری ہے۔

عزیزان محترم! دوسری جماعتیں جس تنظیم کیساتھ جس استحکام کیساتھ منظم اور مستحکم ہیں اسی تنظیم اور استحکام کیساتھ میں انجمن طلباء اسلام کو دیکھنا چاہتا ہوں۔ لیکن انجمن طلباء اسلام میں وہ تنظیم اور استحکام نہیں پایا جاتا ہے حالانکہ ہم تو سب سے زیادہ ہیں اسلئے ہمیں تنظیمی طاقتوں میں سے زیادہ طاقتور ہونا چاہیے اور یہی ہو سکتا ہے کہ جب تمام اہل سنت اپنے اندر یہ احساس پیدا کر لیں کہ یہ جماعت کتنی قیمتی ہے اور اسکا وجود کتنا زریں اور ضروری ہے اسکے بغیر ہمارا ہونا نہ ہونے کے برابر ہے چھوٹے چھوٹے گروہ اپنے گروہوں کو سکولوں میں کالجوں میں اور یونیورسٹیوں میں منظم کر کے مختلف سامان کیساتھ لیس کر کے تقویت دے رہے ہیں لیکن اہل سنت بالکل خاموش ہیں انہیں بالکل خبر ہی نہیں کہ ہماری جماعت کا کیا حال ہے کسی کا ہاتھ ان پر نہیں ہے کوئی بھی انکی سرپرستی کرنے کو تیار نہیں ہے حالانکہ انکا قدم راہ حق کی طرف ہے اور قدم قدم پر انکے لئے مشکلات ہیں یقیناً یہ اپنی ہمت سے آگے بڑھ رہی ہے اور انشاء اللہ! آگے بڑھتی رہیگی لیکن ہمارا اور آپ کا بھی کوئی فرض ہے کہ ہم راہ حق میں انکی پیش آمدہ

مشکلات میں انکے ساتھ تعاون کریں۔

☆ عزیزان محترم! میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ راہ حق میں یہ قدم اٹھانے والی جماعت انجمن طلباء اسلام ہے انکو جو مشکلات آرہی ہیں ان مشکلات کا انکے پاس کوئی مداوہ ہے اور نہ کوئی تدارک ہمارا فرض ہے کہ ہم ان کیساتھ ہر طرح کا تعاون کریں انکے اندر حضور ﷺ کی محبت کا' حضور ﷺ کے عشق کا' ملک کی محبت کا ایک جذبہ ہے اور یہ جذبہ محبت اتنی بڑی نعمت ہے کہ اس نعمت پر ساری نعمتوں کو قربان کردوں۔ یہ جذبہ محبت اور یہ عشق رسول ﷺ خدا کی قسم دین کی جان' اسلام کی جان' ایمان کی جان اور جہاد کی روح ہے۔ جب تک نہ ہو' جہاد کا حق ادا ہو ہی نہیں سکتا اور جہاد میں جان ومال سب قربان کرنا پڑتا ہے۔ آج کوئی شخص اپنی جیب سے دو سو روپے دینے کیلئے تیار نہیں ہوتا جب تک کہ کہیں انکی محبت کا تعلق نہ ہو اگر بیٹا یا بیوی کوئی فرمائش کرے تو فوراً پوری ہو جاتی ہے کیونکہ انکی محبت اسکے دل میں ہے لیکن کوئی فقیر بے نوا اس سے دس روپے مانگے تو وہ دینے کو تیار نہیں ہوتا کیونکہ اسکے دل میں اس کی محبت نہیں۔

☆ عزیزان محترم! اگر آپ چار پیسے بغیر محبت کے نہیں نکال سکتے تو سر بغیر محبت کے کون کٹاتا ہے؟ یہ محبت کا جذبہ ہے کہ جس نے بدر کے میدان میں' احد کی پہاڑی میں' حنین کے میدان میں علی ھذ القیاس تمام غزوات میں سر کٹوا دیئے آپ کو معلوم ہے کہ رسول خدا ﷺ نے انہیں وارفتگان محبت کا میدان بدر میں جمع فرمایا اور اللہ ﷻ کی بارگاہ میں عرض کیا کہ اے مولا! اگر یہ تین سو تیرہ ہلاک ہوگئے تو تیری عبادت کرنے والا کوئی نہیں ہوا۔ ﷺ! کیا شان محبوبانہ تھی؟ لیکن میں آپ سے کیا عرض کروں صحابہ کرام سے پوچھئے کہ صحابہ کرام محبت کا کس قدر جذبہ رکھتے تھے؟ چھوٹے چھوٹے بچے ایڑیوں کے بل کھڑے ہو جاتے تھے کہ ہمیں بھی کسی طرح مجاہدین میں شامل کرلیا جائے ان میں یہ عشق ومحبت کا جذبہ تھا۔

☆ عزیزان محترم! لوگوں نے کہا کہ احد پر ستر صحابہ شہید ہوگئے اس سے آپ یہ نہ سمجھیں کہ معاذ اللہ! وہ کمزور ہو کر شہید ہوگئے خدا کی قسم ایسا نہیں ہے اس میں دو باتیں ہیں

☆ ا ایک بات تو یہ تھی کہ اللہ ﷻ نے یہ بتایا کہ میرے محبوب ﷺ کے فرمان پر اگر تم نے عمل نہ کیا تو تمہیں کوئی کامیابی نصیب نہیں ہوگی اور میرا یہ عقیدہ ہے کہ جن صحابہ کو اس درہ پر متعین فرمایا گیا تھا انہوں نے معاذ اللہ۔ معاذ اللہ معصیت کے ارادے سے ہرگز کوئی قدم نہیں اٹھایا کسی میں حضور ﷺ کی نافرمانی کے جذبے کا تصور تک نہ تھا باقی تقاضائے بشریت ان سے بھول ہوگئی اور درہ کو چھوڑ دیا۔ دشمنوں نے بھاگتے ہوئے پیچھے اس درہ سے مسلمانوں پر حملہ کردیا تھا اور ستر صحابہ شہید ہوگئے اور خود حضور سرور عالم ﷺ کو بھی بہت سے زخم آئے اور دو دندان مبارک کے کنارے بھی شہید ہوئے۔ یہ سب کچھ ہوا بتانا یہ تھا کہ میرے محبوب ﷺ کے ارشاد کے مطابق' اگر تم نے کوئی کام نہ کیا تو پھر اسکا نتیجہ تمہارے حق میں تکلیف کے سوا کچھ نہیں ہوگا تو اسلئے اللہ ﷻ نے حضور ﷺ کی عظمت کا اعلان فرمایا اور پھر یہ بھی بتایا کہ تم میں جو شہید ہوئے انکی بھی حقیقت ہے بدر کے میدان میں تیرہ مہاجر اور سات انصاری شہید ہوئے تو لوگوں نے کہا کہ وہ دنیا کی نعمتوں سے محروم ہوگئے اور مرگئے تو انکے جواب میں اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا

ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات

ترجمہ☆ اور جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کیے جاتے ہیں انہیں مردہ نہ کہو۔ (البقرۃ ۱۵۴)

بل احیآء ولکن لا تشعرون

ترجمہ☆ بلکہ وہ زندہ ہیں تمہیں شعور نہیں۔

☆ تو میں عرض کر رہا تھا کہ اللہ ﷻ نے ہر "عسر" کے بعد "یسر" کو رکھا ہے اور ہر تکلیف کے دامن میں راحت کو رکھا ہے اسلئے فرمایا!

فان مع العسر یسرا

ترجمہ☆ بیشک ہر دشواری کیساتھ (عظیم) آسانی ہے۔

ان مع العسر یسرا

ترجمہ☆ یقیناً ہر دشواری کیساتھ (بہت بڑی) آسانی ہے۔ (الم نشرح ۶-۵)

☆ یعنی ہر "عسر" کیساتھ ایک نہیں بلکہ دو "یسر" ہیں گویا ہر تکلیف کے دامن میں کئی راحتیں ہیں۔ مصیبت اور تکلیف میں راحت کو چھپا رکھا ہے تو یہ کیوں گا کہ موت کے اندر حیات کو مضمر فرمایا ہے اور قرآن کریم نے بار بار رحم کو فرمایا ہے

وما لكم لا تقاتلون في سبيل الله والمستضعفين من الرجال والنساء والولدان الذين يقولون ربنا اخرجنا من هذه القرية الظالم اهلها واجعل لنا من لدنك وليا واجعل لنا من لدنك نصيرا

ترجمہ☆ اور (مسلمانو) تمہیں کیا ہے کہ نہ لڑو اللہ کی راہ میں حالانکہ بے بس کمزور مرد اور عورتوں اور بچوں میں سے وہ ہیں جو دعا کر رہے ہیں کہ اے ہمارے رب! ہمیں اس بستی سے نکال جس کے لوگ ظالم ہیں اور اپنے پاس سے ہمارے لئے کوئی کارساز بنا دے اور کردے کسی کو اپنی طرف سے ہمارا مددگار۔ (النساء ۷۵)

☆ یہ خطاب عہد رسالت کے انصار و مومنین مدینے والوں کو ہے کہ "وما لكم لا تقاتلون في سبيل الله" "(مسلمانو) تمہیں کیا ہے کہ نہ لڑو اللہ کی راہ میں" "والمستضعفين من الرجال والنساء والولدان" حالانکہ بے بس کمزور مردوں، عورتوں اور بچوں میں سے وہ ہیں یعنی وہ لوگ کمزور نہ تھے مگر انہیں دبا دیا گیا تھا اور انہیں کمزور کر دیا گیا تھا اور وہ کون ہیں؟ "من الرجال" "ان میں مرد بھی ہیں" "والنساء" عورتیں بھی ہیں" "والولدان" "اور بچے بھی ہیں۔ ان کا کیا حال ہے؟ انکا حال یہ ہے کہ وہ مکہ کے اندر ان ظالموں کے ظلم و ستم سے مغموم ہوئے ہیں اور وہ رات دن یہ گریہ کرتے ہیں کہ "ربنا اخرجنا من هذه القرية" "اے ہمارے رب! ہمیں اس بستی سے نکال دے یعنی اس مکہ سے ہمیں نکال دے "الظالم اهلها" "جسکے لوگ ظالم ہیں یعنی" "واجعل لنا من لدنك وليا" "اور اپنے پاس سے ہمارے لئے کوئی کارساز بنا دے" "واجعل لنا من لدنك نصيرا" "اور کردے کسی کو اپنی طرف سے ہمارا مددگار۔

شبہ

☆ شاید آپ یہ کہیں کہ مدینے کے مسلمانوں نے قتال نہیں کیا تو ہم کیوں کریں؟ یہ غلط ہے کیونکہ آپ ﷺ نے انکو حکم دیا اور مدینہ کے مسلمانوں نے عمل کیا مکہ کو فتح کیا انصار مومنین نے مکہ کے ظالموں سے مظلوم مسلمانوں کو آزاد کرلیا پھر آپ کو معلوم ہے کہ مکہ کے رہنے والوں کو قرآن کریم نے ظالم کہا ہے اور اس مکہ کے اندر آپ ﷺ نے کیا انقلاب پیدا کیا؟ کہ پھر جاہلیت کو ہمیشہ کیلئے ختم کر دیا گیا کفر اور بت پرستی کو ختم کرکے توحید کے پرچم لہرائے گئے اور قیامت تک لہراتے رہیں گے یہ الگ بات ہے کہ وہاں کسی قسم کا کوئی ایسا معاملہ درمیان میں آجائے کہ جو ہمارے لئے اور آپ کیلئے تکلیف کا باعث ہو کچھ بھی ہو مگر "لا اله الا الله محمد رسول الله" کے خلاف وہاں کوئی آواز نہیں اٹھ سکتی اور یہ توحید کا پرچم قیامت تک لہراتا رہے گا یہ عمل جو فرض کر رہا تھا کہ مدینے کے مسلمانوں نے قرآن کریم پر عمل کیا جہاد کیا قتال کیا ہر قسم کی قربانیاں دیں یہ حق کی راہ تھی جس پر انہوں نے مشکلات کو برداشت کیا یقین کیجئے کہ تیرہ سالہ مکی زندگی میں نقصان بھی کرتے رہے اور پھر مدینے میں اسکے بعد بدر میں انہوں نے حق کی راہ میں مشکلات کا سامنا کیا اور مشکلات کو عبور کیا اور اسی طرح تمام اسلامی غزوات میں ہوا۔ خلافت راشدہ پر جلوہ گر ہوئے تو ارتداد کا فتنہ کھڑا ہو گیا۔ ارتداد کے فتنہ کو حضور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرو کیا۔ یہ راہ حق میں کتنی بڑی مشکل تھی؟ مگر آپ رضی اللہ عنہ نہیں گھبرائے اس زمانہ میں مسلمہ کذاب نے نبوت کا دعویٰ کیا ہوا تھا اور وہ

ایک بہت بڑا فتنہ تھا اسکی سرکوبی کیلئے وہاں مسلمانوں کی ایک بہت بڑی فوج لڑ رہی تھی اس
میں جلیل القدر حفاظ صحابہ شہید ہو رہے تھے حضور عمر فاروق ؓ یہ دیکھ کر گھبرا گئے کہ کہیں ہم
قرآن کریم کے ایک عظیم حصہ سے محروم نہ ہو جائیں کیونکہ حضور نبی کریم ﷺ نے قرآن کریم کو کتابی
شکل میں مرتب نہیں فرمایا تھا اور یہ قرآن کریم حفاظ کے سینوں میں مرتب تھا اور وہ شہید ہو رہے تھے
حضرت عمر فاروق ؓ گھبرائے ہوئے حضرت سیدنا صدیق اکبر ؓ کی بارگاہ میں حاضر ہوگئے
صورت حال سے آگاہ کیا اور عرض کیا کہ ابھی ابھی قرآن کریم کو جمع کیا جائے۔

☆ پہلے تو میں یہ بات کہوں گا کہ حضرت عمر فاروق ؓ کے دل میں یہ جذبہ ہوا ہوگا کہ
قرآن کریم جمع کیا جائے۔ ایمان سے کہنا یہ ایمان کا تقاضا ہے کہ نہیں۔ میں حضرت عمر فاروق
اعظم ؓ کے ایمان کو سلام کرتا ہوں یہ کمال ایمان کی دلیل ہے۔ آپ ؓ نے یہ دیکھا کہ ایسا نہ
ہو کہ ہم قرآن کریم کے ایک بڑے حصہ سے محروم ہو جائیں تو گھبرا کر جمع قرآن کریم کیلئے حضرت ابوبکر
صدیق ؓ سے عرض کیا تو حضرت سیدنا ابوبکر صدیق ؓ نے کہا

کیف نفعل شیئا لم یفعلہ رسول اللہ ﷺ

ترجمہ☆ میں وہ کام کیسے کروں جو رسول اللہ ﷺ نے نہیں کیا۔

☆ کیونکہ حضرت ابوبکر صدیق ؓ حضور نبی کریم ﷺ کی سنت کے سانچے میں ڈھلے
ہوئے تھے۔ سنت رسول ﷺ کے رنگ میں رنگے ہوئے تھے۔ تو اسلئے کہا کہ اے عمر! وہ کام میں
کیسے کروں جو رسول اللہ ﷺ نے نہیں کیا۔

☆ یعنی کتابی شکل میں قرآن کریم کو جمع نہیں فرمایا تو جو کام سرکار ﷺ کی سنت کے خلاف ہو
طریق اور عمل کے خلاف ہو میں وہ کام کیسے کروں۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ کو حضرت عمر
فاروق ؓ نے یہ جواب دیا کہ "ھو خیر" کہ اس میں بہتری اور بھلائی کا کام ہے لہذا اسکو
کیجئے۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے پھر یہی جواب دیا "کیف تفعل شیئا لم یفعلہ رسول
اللہ ﷺ" حضرت عمر فاروق ؓ نے پھر وہی جواب دیا کئی دفعہ مراجعات کلام کے بعد حضرت
صدیق اکبر ؓ فرماتے ہیں "حتی شرح اللہ صدری للذی شرح اللہ صدر عمر"
اللہ تعالیٰ نے میرے سینے کو اس چیز کے لئے کھول دیا جس چیز کیلئے عمر کے سینے کو کھولا تھا۔

☆ اور پھر زید بن ثابت انصاری ؓ کو بلایا اور فرمایا کہ جنگ یمامہ سخت ہوگئی ہے حفاظ
اور قراء شہید ہو رہے ہیں خدا کیلئے ابھی ابھی قرآن کریم کو جمع کیجئے تو زید بن ثابت انصاری ؓ
نے بھی وہی جواب دیا جو حضرت ابوبکر ؓ نے عمر ؓ کو دیا تھا اور صدیق اکبر ؓ وہی
جواب دیا جو حضرت عمر ؓ نے صدیق اکبر ؓ کو دیا تھا کہ "ھو خیر" کہ اس میں خیر کا پہلو ہے
مطلب یہ تھا کہ بیشک یہ کام حضور ﷺ نے نہیں کیا لیکن سرکار ﷺ نے منع بھی تو نہیں فرمایا اور
اس میں خیر کا پہلو ہے لہذا اسکو کر لینا چاہیے کئی دفعہ مراجعات کلام کے بعد زید بن ثابت انصاری
ؓ نے فرمایا "حتی شرح اللہ صدری للذی شرح اللہ صدر ابوبکر و عمر" یہاں تک
کہ اللہ تعالیٰ نے میرے سینے کو اس چیز کیلئے کھول دیا جس چیز کیلئے ابوبکر اور عمر کے سینے کو کھولا
تھا۔

☆ میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ راہ حق میں یہ کتنی بڑی مشکلات تھیں جو پیش آئیں مگر
جن کے دلوں میں عشق مصطفیٰ ﷺ تھا۔ انہوں نے راہ حق میں قدم رکھا اور ان مشکلات کا مردانہ
وار مقابلہ کیا اور پھر قرآن کریم جمع ہوا۔

ایک نقطہ

☆ میں ایک بات عرض کرتا ہوں کہ یہ بات طے ہوگئی کہ "جو کام سرکار ﷺ نے نہیں کیا اس سے منع بھی نہیں فرمایا اور اس میں خیر کا پہلو بھی ہے تو اس کام کو کرلینا چاہیے" یہ نقطہ واضح ہوگیا کہ نہیں ہوگیا۔ اللہ اللہ اللہ۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی توجہ دلانے سے اس نکتہ کو قبول کرلیا۔ زید بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ نے بھی شیخین کی توجہ دلانے سے اس نکتہ کو قبول کرلیا لیکن آج ایسے لوگ بھی موجود ہیں جو اس نکتہ کو قبول کرنے کو تیار نہیں ہیں۔ یہ کیسی عجیب بات ہے؟

☆ بہر حال! جہاں اور مشکلات ہیں وہاں راہ حق میں ایک یہ بھی مشکل ہے لیکن اگر آپ نے ہمت کیساتھ راہ حق میں قدم اٹھایا ہے تو انشاء اللہ آپ ہر مشکل کو عبور کرتے چلے جائیں گے۔ بدر کے میدان میں مشکل عبور ہوگئی احد پہاڑی کی مشکل عبور ہوگئی حنین کے میدان میں مشکل عبور ہوگئی اور وہی مشکلات خلافت راشدہ میں پیش آئیں۔ کیا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں مشکلات پیش نہیں آئیں؟ رضی اللہ عنہ! کیسے کیسے معرکے چھوڑے گئے؟ اور کیسی کیسی خلاف ورزیاں کی گئیں اور پھر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو ان کیساتھ بار بار جہاد کرنا پڑا اور اس جہاد کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک ایک مہینے میں دس دس شہر فتح ہوئے اور دنیا میں فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی فتوحات کا ڈنکا بج گیا۔ پھر حضور عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں دس قسم کی مشکلات پیش آئیں اور حضرت علی المرتضی کرم اللہ وجہہ الکریم کے زمانہ میں بھی جب سندھ کے اندر بغاوت ہوئی یہ خلافت مرتضوی میں ایک بڑی عظیم مشکل تھی تو پھر حضرت علی المرتضی کرم اللہ وجہہ الکریم نے کوفہ سے فوج روانہ کی جس نے اس بغاوت کو فرو کیا۔ پھر یہ فوج فتح اور نصرت کے جھنڈے لہراتی ہوئی واپس پہنچی اور دنیا کو بتادیا کہ مسلمان جب حق کیلئے قدم اٹھاتا ہے تو کوئی مشکل اسکے درمیان حائل نہیں ہوسکتی اور وہ اسکو مشکل نہیں سمجھتا وہ اسکو روندتا ہوا اور پامال کرتا ہوا چلا جاتا ہے۔ ہمیں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے یہی سبق پڑھایا جو مشکلات تھیں ان میں آپ ثابت قدم رہے لوگ کہیں گے یزید کامیاب ہوا خدا کی قسم یزید کامیاب نہیں ہوا۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کامیاب ہوئے کیونکہ وہ ثابت قدم رہے۔

شبہ

☆ لوگ کہا کرتے ہیں کہ حضرت علی المرتضی کرم اللہ وجہہ الکریم مشکل کشا ہیں۔ حضور ﷺ بھی مدد فرمانے والے ہیں تو جب خاندان نبوت پر مصائب و آلام آئے تو حضرت علی المرتضی کرم اللہ وجہہ الکریم نے مدد فرمائی نہ حضور سید عالم ﷺ نے۔

شبہ کا ازالہ

☆ ٹھیک ہے تمہارے نزدیک انکی مدد نہیں ہوئی۔ اچھا یہ بتاؤ قرآن پاک کیا کہتا ہے؟ قرآن پاک کہتا ہے

كان حقاً علينا نصر المؤمنين

ترجمہ ☆ یعنی اللہ فرماتا ہے مومنین کی مدد ہم پر لازم ہے۔ (الروم ۴۷)

☆ یہ قرآن پاک کی آیت ہے یہ حدیث نہیں کہ جسکو تم ضعیف کہہ دو۔ جو احد میں شہید ہوئے کیا وہ مومن نہیں تھے؟ اور اللہ تعالیٰ جو مشکل کشا ہے اللہ تعالیٰ انکو قتل ہونے سے بچالیتا اگر وہ مومن تھے؟ پھر وہ کیوں شہید ہوئے؟ معلوم ہوا کہ شہید ہونا مدد ہونے کے منافی نہیں ہے چلو تم حضرت علی المرتضی کرم اللہ وجہہ الکریم اور حضور اقدس ﷺ کی مدد کے قائل نہیں ہو تو ہم بھی انکو

کوئی مستقل مددگار نہیں مانتے ہم کسی کی عون کے مستقلاً قائل نہیں ہیں ہمارا تو ایمان ہے کہ تمام محبوبین مقدسین مظاہر عون الٰہیہ ہیں اور مدد کرنے والا عنایت فرمانے والا اللہ تعالیٰ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی مستقلاً مددگار نہیں کوئی معاون اور معین نہیں۔ وہ ایک ہی معین ہے۔

☆ لیکن آپ سے پوچھتا ہوں کہ جب اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا "وکان حقاً علینا نصر من المؤمنین" اور ہم پر حق ہے ایمان والوں کی مدد کرنا۔ تو یزید کی حمایت کرنے والے مجھے بتائیں کہ کربلا کے میدان میں حضرت امام حسین ؑ اور انکے ساتھی مومن تھے یا نہیں؟ وہ مومن تھے۔ اگر وہ مومن نہیں تھے تو تم کہاں سے مومن نکل آئے۔ معلوم ہوا کہ تم نے اس آیت کا مفہوم غلط سمجھا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ مومن کی مدد کرنا اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے۔ اگر شہید ہو جانا اگر نصرت کے خلاف ہے تو قرآن کا معاذ اللہ غلط ہوتا ہے۔ قرآن کا غلط ہو نہیں سکتا لہٰذا تم اپنی غلطی کو تسلیم کرلو۔ اگر تم مجھ سے پوچھتے ہو تو میں یہی کہوں گا کہ حضور امام حسین ؑ نے راہ حق کی طرف قدم اٹھایا بھوک، پیاس، زخم ساتھیوں کا مقتول ہونا اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں خود جان دینا، یہ سب مشکلات سامنے آئیں مگر کوئی مشکل انکے قدم ڈگمگا نہ سکی۔ واللہ باللہ ثم تاللہ۔ یہ اللہ تعالیٰ کی نصرت تھی کہ حضرت امام حسین ؑ کے شامل حال کردی کہ دنیا کی کوئی مصیبت، کوئی مشکل تیرے قدموں کو ڈگمگا نہ سکے گی۔ یہاں تک کہ تو شہادت کی منزل کو پہنچ جائیگا "وکان حقاً علینا نصر من المؤمنین" اور ہم پر حق ہے ایمان والوں کی مدد کرنا۔ یہی اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت تھی جو آپ ؑ کو شہادت کے مقام تک لے گئی۔

☆ آپ اپنے بچے کو روزہ رکھواتے ہیں آپ کے گھر میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے نعمتیں بے شمار ہیں۔ مشروبات رکھے، اعلیٰ اعلیٰ کھانے گھر میں موجود ہیں لیکن بچہ روتا ہے، بھوکا ہے، پیاسا ہے، بے چین و بے قرار ہے مگر آپ اسے کھانا دیتے ہیں اور نہ کوئی پانی۔ بلکہ آپ اسکی حوصلہ افزائی کرتے ہیں کہ ابھی دن غروب ہونے والا ہے ذرا صبر کرو۔ تسلی کرو، ابھی افطاری کا وقت آتا ہے۔ یہ صبر کی تلقین کرنا یہ تسلی دینا بھی بچہ کی مدد ہے۔ اگر آپ ؑ پانی کیلئے زمین پر پاؤں مارتے تو پانی کے چشمے پھوٹ پڑتے۔ آپ ؑ اشارہ فرماتے تو نظام کائنات درہم برہم ہو جاتا، لیکن بات یہ تھی کہ یہ جیسے آپ اس بچہ کو تسلی دیکر روزے افطار کے وقت تک لے جاتے ہیں اسی طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت امام حسین ؑ کو شہادت کی منزل تک پہنچایا یہی اللہ تعالیٰ کی مدد ہے۔

سوال ☆ کسی نے مجھ سے پوچھا کہ قتل حسین ؑ سے پہلے یزید اور اسکے ساتھ مومن تھا یا نہیں؟

جواب ☆ میں اسکو قتل حسین ؑ کے بعد بھی کافر نہیں کہتا کیونکہ میرے امام ابو حنیفہ ؓ نے اسکو کافر نہیں کہا۔ کفر و ایمان کی بحث الگ ہے۔ ہمارے نزدیک کافر اور مومن کے درمیان کا واسطہ نہیں ہے یا آدمی مومن ہوگا یا کافر۔ ہم فاسق کو بھی ایمان سے خارج نہیں کہتے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ یزید پلید قتل حسین ؑ سے پہلے بھی فاسق تھا اور قتل حسین ؑ کے بعد بھی اگر کوئی چاہے تو میں اسکا ثبوت دے سکتا ہوں۔ ابوداؤد شریف کی حدیث موجود ہے میں بتا سکتا ہوں۔ اگر کوئی حضرت امیر معاویہ ؓ کے متعلق غلط فہمی میں مبتلا ہے تو میں آپ کو بتا دوں کہ امیر معاویہ سے جو کچھ بھی ہوا وہ اجتہادی غلطی کی بنا پر ہوا۔ اللہ تعالیٰ اسکو معاف فرمائے جب انکی موت کا وقت قریب آیا تو انہوں نے وصیت کی کہ رسول اللہ ﷺ کے تبرکات شریفہ یعنی ناخن مبارک کے تراشے میرے سینے میں رکھ دینا اور مجھے میرے رب کے حوالے کر دینا میں حضرت امیر معاویہ ؓ کے خلاف ایک لفظ بھی تصور میں نہیں لا سکتا اور نہ زبان سے کہنا جائز سمجھتا ہوں وہ صحابی رسول ہیں۔ حضور ﷺ کی صحابیت کی عظمت ایک ایسی چیز ہے جو انکی ہر لغزش کے اوپر غالب ہے۔ لیکن جہاں حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کا مقابلہ آئیگا تو میں کبھی نہیں

کہوں گا کہ حضرت امیر معاویہ ﷺ حق پر ہیں۔ حق پر حضرت علی المرتضی کرم اللہ وجہہ الکریم ہیں، حق پر حضرت علی المرتضی کرم اللہ وجہہ الکریم ہیں، حق پر علی المرتضی کرم اللہ وجہہ الکریم ہیں۔

☆ عزیزان گرامی! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ سختی کے بعد آسانی ہے قرآن مجید بھی یہی کہتا ہے کہ

فان مع العسر یسرا ان مع العسر یسرا

ترجمہ☆ تو بیشک ہر دشواری کیساتھ (عظیم) آسانی ہے یقیناً ہر دشواری کیساتھ (بہت بڑی) آسانی ہے۔ (الم نشرح ۵-۶)

☆ یعنی ہر سختی کے بعد آسانی ہے پھر ایک نہیں دو آسانیاں ہیں۔ لہذا ابھی سختی تو مشکلات ہیں۔ یہ مشکلات حق کی راہ میں قدم اٹھانے والوں کو پیش آتی ہیں۔ اگر وہی مشکلات اہل حق کو پیش آ جائیں تو وہ انکو روندتے ہوئے چلے جاتے ہیں مگر یہ کب ہوگا؟ جب آپ کے سینے میں عشق مصطفی ﷺ ہوگا۔

☆ یہ جہاد جہاد کا نعرہ لگانے والو! سوچ لو کہ جہاد کا نعرہ وہ لگا سکتا ہے جو حضور ﷺ کے عشق و محبت کا قائل ہو کیونکہ عشق و محبت کے بغیر جہاد نہیں ہوتا۔ منافقین جہاد میں جاتے تھے مگر عشق مصطفی ﷺ سے عاری تھے۔ ذلیل و خوار واپس آ جاتے تھے اور مومنوں کیلئے عشق و مصطفی ﷺ کی شمع فروزاں تھی۔ انکے دلوں میں سرکار ﷺ کی محبت جلوہ گر تھی۔

☆ سعودی عرب میں بے گناہ قیدیوں مع مولانا اللہ بخش نیئر کی رہائی کا مطالبہ بہ رابطہ سعودی سفارت جنرل ضیاء الحق سے اجتماع سے بھرپور تائید حاصل کی گئی۔

☆ میں پھر انجمن طلباء اسلام کے عزیز بچوں کو مخاطب کر کے کہتا ہوں کہ آپ کا کام قابل تحسین و صد آفرین ہے مگر میں آپ کو دو باتیں بتانا چاہتا ہوں۔

☆ ایک بات تو یہ ہے کہ جس طرح اب تک آپ نے نہایت میانہ روی سے کام کیا ہے آئندہ بھی آپ معتدل اور میانہ روی سے چلیں۔ آپ نے نہایت میانہ روی، اعتدال اور حکیمانہ انداز سے سب کام انجام دیئے ہیں۔ آپ نے ملک کی خدمت اور ملک میں بدامنی کو روکنا اور ملک کے اندر اسلامی قوانین کیلئے کوشاں ہونا ہے یہ آپ کا بہترین کارنامہ ہے اور اپنے طلباء کو تعلیمی اداروں میں جو آپ کی برادری ہے انکے اندر بھی جذبہ عشق مصطفی ﷺ پیدا کرنا اور نظام مصطفی ﷺ کیلئے راہیں ہموار کرنا اور اپنے پاکستان کو داخلی اور خارجی دشمنوں کے شر سے محفوظ رکھنا اور انکی تنظیم کو اور بنیاد کو مستحکم کرنا، یہ آپ کا نصب العین ہو۔ آپ اس میں بڑھتے چلے جایئے۔ یہ حق کی راہ ہے مشکلات ضرور پیش آئیں گی لیکن انشاء اللہ "وکان حقاً علینا نصر المومنین" اور ہم پر حق ہے ایمان والوں کی مدد کرنا، کے پیش نظر ہر مشکل آسان ہوگی۔ آپ اپنے حوصلے بلند رکھئے اور ان مشکلات کو روندتے چلے جایئے اور آپ حق کی حمایت سے کبھی گریز نہ فرمایئے (کسی ساتھی نے حضرت ابوہریرہ ﷺ والی حدیث شریف یاد دلائی تو آپ نے فرمایا) حضور ابوہریرہ ﷺ کی حدیث کیا تھی۔ وہ حدیث یہ ہے کہ

عن حضرت ابو هریره رضی قال قال رسول الله ﷺ مایجد الشهید من مس القتل الا کما یجد احد کم من مس القلعة۔ یعنی الشهید لا یجد الم القتل الا کما یجد الم القرصة او کما قال

ترجمہ☆ حضور ﷺ نے فرمایا! شہید کو قتل ہونے کی صرف اتنی تکلیف ہوتی ہے جیسے تم میں سے کسی کو مچھر یا چیونٹی کاٹے۔

☆ یعنی شہید کو قتل کا درد ہوتا نہیں کیونکہ وہ تو عشق و محبت کا متوالہ ہے۔ شہید کو قتل کا درد نہیں ہوتا بلکہ اسکو ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے چیونٹی کے بچے نے کاٹ لیا ہو۔ چیونٹی کا بچہ کیا ہوتا ہے؟ جب وہ کاٹے تو کوئی تکلیف نہیں ہوتی گویا شہید کو قتل کا درد نہیں ہوتا تو وہ کیا بات ہے کہ شہید کو قتل کا درد نہیں ہوتا اور یہی میں کہہ رہا ہوں کہ یہ مشکلات بھی آسان ہونگی جب عشق مصطفی ﷺ ہوگا لیکن شہید سے مراد کیا ہے؟ اور شہید سے مراد کونسا شہید ہے۔ احادیث میں بے

شمار مقامات میں انکی تفصیل آتی ہے اب میں یہاں زیادہ تفصیل بیان نہیں کرسکتا مختصر یہ ہے کہ شہید سے مراد وہ ہے جو حضور ﷺ کی محبت میں مستغرق ہوکر اور کمال عشق و محبت کے جذبے سے سرشار ہوکر سر کٹائے اور جب محبت میں سر کٹتو واقعی قتل کا درد نہیں ہوتا محبت میں اگر ہاتھ کٹ جائیں تو پتہ نہیں چلتا کہ ہاتھ کٹ گئے پہلے آپریشن کلوروفارم کا نشہ دے کر ہوا کرتے تھے اور اس نشہ میں ہڈی، گوشت کاٹا جاتا مگر اسکو درد محسوس نہ ہوتا اور پھر عشق مصطفیٰ ﷺ کی

شراب کا نشہ چڑھ جائے تو وہاں کیا پتہ چلے گا اور پھر قرآن کریم پڑھئے کیا کہتا ہے؟ وقطعن ایدیھن "ان زنان مصر نے اپنے ہاتھوں کو کاٹ لیا۔ (یوسف ۳۱) مگر ان کو پتہ نہیں چلا آپ کہیں گے کہ کیسے پتہ نہیں میں کہتا ہوں انہیں ہاتھ کٹنے کا پتہ نہیں چلا اگر انہیں ہاتھ کٹنے کا پتہ چل جاتا تو وہ فوراً یہی کہتیں کہ ہائے افسوس ہاتھ کٹ گئے وہ ہاتھ کٹنے کی بات نہیں کہتیں، وہ کہتیں ہیں

قلن حاش لله ماهذا بشرا ان هذآ الا ملك كريم

ترجمہ ☆ اور کہنے لگیں پاکی ہے اللہ کیلئے یہ بشر نہیں یہ تو نہیں ہے مگر کوئی معزز فرشتہ۔ (یوسف ۳۱)

شبہ

☆ آپ کہیں گے کہ پتہ کیوں نہیں چلا؟

شبہ کا ازالہ

☆ میں کہوں گا کہ یوسف علیہ السلام کے حسن کا نشہ جب انکے دماغ پر چڑھا تو ہاتھ ہی کٹ گئے پتہ ہی نہیں چلا۔ تو پھر یہ بتاؤ کہ جن کے دماغ پر مصطفیٰ ﷺ کے عشق کا نشہ چڑھ جائے انکے سر کٹنے کا کیا پتہ چلے گا اور میں عشق و محبت کی بات کہہ رہا ہوں اسلئے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا

حسن یوسف پہ کٹیں مصر کی انگشت زنان
سر کٹاتے ہیں تیرے نام پہ مردان عرب

☆ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا کہ یوسف علیہ السلام کے حسن پر مصر کی عورتوں نے انگلیاں کٹا دیں وہاں حسن تھا یہاں تو نام ہے، وہاں یوسف علیہ السلام ہیں یہاں حضور ﷺ ہیں وہاں مصر کی عورتیں ہیں اور یہاں عرب کے مرد ہیں۔ وہاں تو انگلیاں ہیں اور یہاں تو سر کٹائے جا رہے ہیں۔ ﷺ اے میرے عزیز طلباء راہ حق میں قدم بڑھاتے جاؤ اور مشکلوں کو روندتے ہوئے چلے جاؤ۔ جب دل میں عشق مصطفیٰ ﷺ کا چراغ روشن ہے تو ان شاء اللہ کوئی مشکل تمہاری راہ میں حائل نہیں ہوگی اور اے سنیو! یہ بچے تو واقعی ایسا کریں گے اور کر رہے ہیں مگر آپ کو ان کا ساتھ دینا ہوگا اگر آپ نے ان سے تعاون نہ کیا اور آپ نے انکی سرپرستی نہ کی تو پھر یاد رکھئے کہ آپ سے قیامت میں سوال کیا جائیگا اور آپ سے کوئی جواب نہیں بن پڑے گا ان بچوں کی حمایت انکی کفالت، انکی سرپرستی یہ آپ حضرات کا فرض ہے۔

انسان اور تخلیق کائنات

☆ حضرات محترم! میں نے ایک آیت کریمہ آپ حضرات کے سامنے تلاوت کی ہے۔ اسکو سخن موضوع بنانا اور اس پر کلام کرنا میرے لئے ممکن نہیں اور نہ ہی اتنا وقت ہے البتہ حضرت وقار الملت ودین مولانا وقار الدین اور حضرت محترم شوکت میاں کی فرمائش کے پیش نظر چند کلمات عرض کرونگا۔

☆ حضرات محترم! اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی خلقت اور صفت کا وہ شاہکار بنایا کہ پوری کائنات کی لطیف حقیقتوں کو اس میں سمیٹ کر رکھ دیا۔ ایک عالم خلق ہے اور ایک عالم امر۔ ایک

عالم تحت اور ایک عالم فوق ہے یا یوں کہتے ہیں کہ ایک عالم جسمانیات ہے اور ایک عالم روحانیت۔ اللہ تعالیٰ نے عالم جسمانیات کی تمام حقیقتوں کو سمیٹا اور انسان کے جسم میں رکھدیا اور عالم بالا کی تمام حقیقتوں کو سمیٹا اور انسان کی روح میں رکھدیا اور فرمایا

سنریھم ایتنا فی الافاق وفی انفسھم حتی یتبین لھم انه الحق

ترجمہ☆ عنقریب ہم انہیں اپنی قدرت کی نشانیاں دکھائیں گے عالم کے اطراف میں اور انکے نفسوں میں یہاں تک کہ ان پر ظاہر ہو جائے کہ یقیناً وہی قرآن حق ہے۔(حم السجدہ ۵۳)

☆ اب اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں اس حقیقت کو واضح فرمادیا کہ تمام آیات اور نشانیاں جو آفاق عالم میں پھیلی ہوئی ہیں وہ خدا کی معرفت اور قدرت کی دلیلیں ہیں۔ ان سب کو اجمالی طور پر انسان میں جمع فرمادیا اور کہا کہ اے انسان! اگر تو میری معرفت کی تفصیلی نشانیاں دیکھنا چاہتا ہے تو اپنے اندر دیکھ۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ انسان کا جسم عناصر سے مرکب ہے جو حواس خمسہ پر مشتمل ہے اور انکی تمام حقیقتیں انسان کے اندر موجود ہیں یعنی انسان کا جسم تمام جواہر و اعراض و موالید اور حقائق جسمانیات کا حامل ہے اور تمام آفاقی عالم کی حقیقتوں کو انسان کی روح میں رکھدیا ہے اور روح کو جسم کے اندر ڈال کر بتادیا کہ اے انسان! ہم نے تیرے اندر عالم خلق اور عالم امر کو رکھدیا اور انسان فقط حقائق کائنات کا مجموعہ نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے دلائل معرفت کا بھی مجسمہ ہے اور خدا نے جوہر معرفت انسان میں رکھ کر فرمایا

فطرت اللہ التی فطر الناس علیھا لاتبدیل لخلق اللہ

ترجمہ☆ اے لوگو! اپنے اوپر لازم کرلو اللہ کی بنائی ہوئی سرشت کو دین اسلام کو جس پر اسنے لوگوں کو پیدا کیا۔ اللہ کی سرشت میں کچھ رد و بدل نہیں ہوسکتا۔(الروم ۳۰)

☆ اللہ تعالیٰ نے انسان کی ساکھ انسان خلقت، انسان کی فطرت کی بنیاد اپنی معرفت اور اپنی محبت کو قرار دیا ہے اور یہی دین اسلام کی روح ہے۔ اسلئے فطرت کی تفسیر دین اسلام سے کی گئی ہے۔ تمام مفسرین نے متفقہ طور پر یہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فطرت کے اندر اسلام کو رکھدیا ہے یعنی اپنی معرفت اور محبت نہ ہو تو انسان کب خدا کے سامنے جھکے گا؟ اور اسلام اسی جھکنے کا نام "اسلام گردن نہادن بطاعت" طاعت میں گردن جھکانا اسلام ہے اور اسکا جوہر معرفت اور محبت خداوندی ہے جو ہر انسان کی فطرت میں اللہ تعالیٰ نے رکھدیا ہے۔ اسلئے ہر پیدا ہونیوالا اسلام پر پیدا ہوتا ہے اسلئے زبان نبوت نے فرمایا

کل مولود یولد علی الفطرۃ فابواہ یھود انه او ینصرانه او یمجسانه

ترجمہ☆ ہر بچہ اسلام پر پیدا ہوتا ہے اسکے ماں باپ اسے یہودی بنالیں یا نصرانی یا مجوسی۔

☆ یعنی اسلام ہمارا پیدائشی دین ہے اور اسکی حقیقت خدا کی معرفت اور محبت ہے اور وہ ہماری فطرت میں ہے اور یہی وجہ ہے کہ عالم ارواح میں جب اللہ تعالیٰ نے تمام ارواح بنی آدم کو مخاطب فرما کر فرمایا "الست بربکم" "کیا میں تمہارا رب نہیں۔ سب روحوں نے کہا "بلی" کیوں نہیں ضرور تو ہمارا رب ہے۔ سب روحوں نے روح پاک محمدی کے نعرہ "بلی" پر بالترتیب تمام انبیاء، صدیقین، شہداء، صالحین، مومنین، اغواث، اقطاب، ابدال، نجبا، نقبا کے بعد تمام فاسقین، فاجرین، کافرین، مشرکین اور منافقین نے "بلی" کہا۔ کیوں نہیں ضرور تو ہمارا رب ہے۔ اسکی وجہ کیا تھی؟ اسکی وجہ "فطرت اللہ التی فطر الناس علیھا لاتبدیل لخلق اللہ" اللہ تعالیٰ نے اسوقت اپنی معرفت اور اپنی محبت کا جوہر ہر روح کے اندر رکھدیا تھا وہ روحیں جب اس دنیا میں آئیں تو ہر روح نے اس عالم میں آکر اس رب کو تلاش کیا تو کسی نے اجرام فلکی اور آفتاب و مہتاب کو رب کہا اور کسی نے نباتات و جمادات کو رب کہا۔ گویا انسان نے مظاہر کائنات کو رب مانا۔ لیکن یہ غلطی ایک حقیقت کی نشاندہی کرتی ہے مگر یہ دلیل ہے کہ وہ کسی رب کی تلاش میں ضرور لگے ہوئے ہیں۔ اگر رب کی تلاش نہ ہوتی تو وہ اجرام فلکی آفتاب و مہتاب، نباتات و جمادات اور اس دھر کو معبود حقیقی نہ کہتا۔ یہ تو کیا ایسا ہے جیسے مجھے کسی دوست کے گھر کی

تلاش ہو اور میں لوگوں سے پوچھتا پھروں کہ میرے دوست کا گھر کہاں ہے؟ مگر میں تلاش کرتے کرتے دشمن کے گھر پہنچ جاتا ہوں اور اسکو دوست سمجھ لیتا ہوں۔ یہ میری اپنی غلطی ہے کہ کسی صحیح جاننے والے سے صحیح رہنمائی حاصل نہ کی اور کسی کو دوست قرار دینا یہ دلیل ہے کہ انہیں کسی رب کی تلاش ضرور تھی مگر جب تلاش کا ذریعہ غلط ہو تو مقصود ہاتھ نہیں آتا۔ کیونکہ تلاش کی صحیح رہنمائی صحیح ذریعے سے ہوتی ہے۔ دیکھنے کی چیزوں کو آنکھ سے دیکھا جائے گا سننے کی چیزوں کو کان کی قوت سے تلاش کیا جائیگا چکھنے کی چیزوں کو زبان کی قوت ذائقہ سے تلاش کیا جائیگا مگر لوگوں نے رب کی تلاش کا ذریعہ غلط اپنایا کسی نے عقل کو کسی نے حواس کو رب کی تلاش کا ذریعہ بنایا اور سب ناکام ہو گئے کیونکہ عقل اور حواس محدود ہیں اور رب لامحدود۔ اے لوگو! اگر تم خدا کو ڈھونڈھنا چاہتے ہو تو خدا کو خدا کے نور میں ڈھونڈو اور وہ خدا کا نور کیا ہے؟ وہ نور! نور نبوت ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

لقد جاء کم من الله نور و کتاب مبین

ترجمہ☆ تمہارے پاس نور آیا اور روشن کتاب آئی۔ (المائدہ ۱۱۱)

☆ وہ نور کون ہے؟ وہ نور جناب محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ ہیں اور حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر تمام انبیاء و رسل نبی اور رسول ہیں۔ مگر یہ نبوت و رسالت بواسطہ رسالت محمدی ہے ہر نبی کے کمالات کی اصل جناب محمد ﷺ ہیں۔ اسلئے سرکار مدینہ ﷺ فرماتے ہیں

انا اولهم خلقا و آخره بعثا

ترجمہ☆ میں پیدا ہونے میں سب سے پہلے ہوں اور تشریف لانے میں سب کی بعد میں ہوں۔

☆ اور قاعدہ ہے جو اول ہوتا ہے آخر وہی ہوتا ہے۔ جیسے آم کے پودے کیلئے آم کی گٹھلی پہلے زمین میں بوتے ہیں۔ نرم و نازک پودے کے بعد وہ بڑھتا بڑھتا ایک بڑا درخت بن جاتا ہے۔ اس پر پتے پھول اور پھر پھل آتے ہیں۔ پھل آنے کے بعد اور کوئی چیز نہیں آتی۔ وہ (پھل) ایک آخری چیز ہے۔ آم کا پھل پختہ ہونے کے بعد کھایا جاتا ہے اور آخر میں جو چیز باقی رہ جاتی ہے وہ وہی گٹھلی ہے جو اول تھی۔ تو گویا جو چیز اول ہوتی ہے وہی آخر ہوتی ہے اور پھر یاد رکھو جب کوئی دائرہ شروع کیا جاتا ہے تو جس ابتدائی نکتہ سے دائرہ کی ابتدا کی جاتی ہے وہی دائرہ کا انتہائی نکتہ ہوتا ہے اور درمیان میں کوئی جگہ چھوڑ دی جائے تو دائرہ مکمل نہیں ہوگا اسلئے میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ دائرہ نبوت کا ابتدائی نکتہ بھی آپ ہیں اور آخری نکتہ بھی آپ ہیں۔ لہذا میرے آقا ﷺ خاتم النبیین ہیں اور جب میرے آقا ﷺ اول اور آخر ہیں اور دائرہ ان سے شروع ہوا اور ان پر ہی ختم ہوا تو دائرہ میں جو کچھ ہے انکے دامن میں ہے۔ اسلئے کسی نے خوب کہا

حسن یوسف دم

عیسی ید بیضا

داری

آنچہ خوبان همه

دارند تو تنها داری

☆ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے حضرت یوسف علیہ السلام کے حسن کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا! انکے حسن کا کون انکار کر سکتا ہے مگر میرے آقا ﷺ کے حسن کا کون مقابلہ کر سکتا ہے؟ حضرت یوسف علیہ السلام حسن کے بارے میں قرآن کریم میں واقعہ ہے کہ جب حضرت زلیخا کو طعن زنی کی گئی تو حضرت زلیخا نے مصر کی عورتوں کو بلایا اور ہر ایک کے ہاتھ میں پھل اور چھری دے کر دید جمال یوسف علیہ السلام کو کہا تو قرآن کریم کہتا ہے

قطعن ایدیهن وقلن حاشالله ماهذا بشرا ان هذا ملك کریم

ترجمہ☆ (واڑھی میں بالوں کی بجائے) اپنے ہاتھ کاٹ لیے اور کہنے لگیں پاکی ہے اللہ کیلئے یہ بشر نہیں، یہ تو نہیں ہے مگر معزز فرشتہ۔

☆ حضرت عائشہ صدیقہ ﷞ فرماتی ہیں کہ وہ عورتیں اگر میرے محبوب ﷺ کی پیشانی کی چمک دیکھ لیتیں تو دلوں کو کاٹ لیتیں۔ اعلیٰ حضرت ﷫ نے خوب فرمایا

حسن یوسف پہ کٹیں مصر میں انگشت زنان
اور سر کٹاتے ہیں تیرے نام پہ مردان عرب

صنعت تقابل ذرا ملاحظہ فرمایئے

ادھر حضرت محمد ﷺ ہیں			ادھر یوسف ﷤ ہیں		
ادھر	ناز	ہے	ادھر	حسن	ہے
ادھر	مرد	ہیں	ادھر	عورتیں	ہیں
ادھر	عرب	ہے	ادھر	مصر	ہے
یہاں	سر	ہیں	وہاں	انگلیاں	ہیں

☆ وہاں تو حسن دیکھ کر انگلیاں کٹیں اور یہاں نام سن کر سر کٹ گئے۔ انگلیاں کٹیں مصر کی عورتوں کی اور سر کٹے عرب کے مردوں کے۔ حضرت عائشہ صدیقہ ﷞ نے خوب فرمایا، میرے آقا ﷺ تمام انبیاء و رسل کے کمالات کی اصل ہیں۔ اسلئے فرمایا

كنت نبيا وآدم بين الروح والجسد

ترجمہ☆ ہم نبی تھے جب آدم جسم اور روح کے درمیان تھے۔

☆ لوگ کہتے ہیں کہ یہ حدیث ضعیف ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اس حدیث کو ضعیف کہنے والا خود ضعیف ہے۔ حدیث ضعیف نہیں ہے تمہارا عقیدہ ضعیف ہے امام ترمذی ﷫ اس حدیث کو روایت کر کے جامع ترمذی میں فرماتے ہیں کہ "هذا حديث حسن" یہ حدیث حسن ہے۔

☆ اہل علم کو معلوم ہے کہ امام ترمذی ﷫ کی اصطلاحیں بہت سی ہیں۔ ہذا حدیث حسن صحیح۔ ہذا حدیث صحیح، غریب۔ لیکن جب وہ کسی حدیث کو ہذا حدیث حسن کہیں تو وہ حدیث "ہذا حدیث صحیح" سے زیادہ قوی ہوتی ہے۔

☆ حضرات محترم! میں عرض کر رہا تھا کہ ہر نبی کی نبوت کی اصل میرے نبی کی نبوت ہے لہذا وہ نور نبوت جسکی روشنی میں خدا کو تلاش کرنا ہے وہ وہی نور ہے کہ

قد جاء كم من الله نور و كتاب مبين

ترجمہ☆ تمہارے پاس نور آیا اور روشن کتاب آئی۔ (المائدہ ۱۱)

☆ خدا کی قسم! ہر نبی نور نبوت لیکر آیا۔ آدم ﷤ سے لیکر عیسیٰ ﷤ تک تمام انبیاء ﷩ کے انوار کا مرکزی نور، نور محمدی ہے اور حضور ﷺ کے نور کو خدا نے اپنا نور قرار دیا ہے۔ اسلئے تمہیں یہ معلوم ہو جائے کہ جو اسکے نور میں محسوسات کو، عقل کے نور میں معقولات کو اور خدا کے نور میں خدا کو ڈھونڈھا جاتا ہے اور جو لوگ خدا کے نور سے بے تعلق رہے وہ خدا کو تلاش کرنے میں ناکام رہے اور پھر نور کیساتھ کتاب مبین کا ذکر بھی آیا ہے۔ کتاب مبین یعنی قرآن کریم بھی نور ہے اور میرے آقا ﷺ بھی نور ہیں۔

شبہ

☆ آپ کہیں گے کہ ایک نور کافی تھا دو نوروں کا ذکر کیوں آیا؟

شبہ کا ازالہ

☆ میں کہوں گا کہ دو نوروں کے بغیر تیسری چیز کا منکشف ہونا ممکن ہی نہیں۔ دیکھئے یہاں نور ہی نور نظر آ رہا ہے تمام بلب روشن ہیں اگر کسی میں آنکھ کا نور نہ ہو تو اسے کچھ دکھائی نہیں دیگا اور اگر آنکھ کا نور ہو اور یہاں اندھیرا ہو جائے تو بھی کچھ نظر نہیں آئیگا تو ضرورت کس

بات کی ہے؟ اسلئے میں کہتا ہوں کہ سرکار دو عالم ﷺ کے نور کو دل میں رکھ لو اور قرآن پاک کے نور کو سامنے رکھ لو اور اگر خالی سامنے خدا کا نور ہو اور اندر کا نور نہ ہو تو کچھ نظر نہیں آئیگا اور یہی وجہ ہے جنہوں قرآن پاک کا نور آگے رکھا مگر دل میں مصطفیٰ ﷺ کا نور نہیں تھا بھٹک گئے کیا لکھا تھا اور کیا لکھ گئے تو جس دل میں مصطفیٰ ﷺ کا نور نہیں ہے اسے پتہ نہیں چلے گا کہ قرآن پاک میں کیا ہے؟

☆ حضرات محترم! یوں تو میرے آقا ﷺ کا نور مبارک کائنات کے ذرہ ذرہ میں موجود ہے اور کائنات کے ہر ذرہ پہ حاوی ہے اور کائنات کا کوئی ذرہ نور مصطفیٰ ﷺ کے بغیر نہیں ہے المختصر یہ کہ میرے آقا ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے اپنی معرفت کا سب سے بڑا وسیلہ بنا کر بھیجا اور ہمیں بتایا کہ اے میرے بندو! تم ہر چیز کو تلاش کرتے ہو آئیں جو اسکا ذریعہ ہے اور مجھے تلاش کرنا ہے تو میرے محبوب ﷺ کے ذریعے کرو اور نور کے بغیر کوئی چیز ملتی نہیں ہے۔ خدا کے نور کے بغیر خدا ملتا نہیں ہے اور جس دل میں مصطفیٰ ﷺ جلوہ گر ہیں خدا کی قسم اسکا دل خدا کے نور کی روشنی سے جلوہ گر ہے اور وہ خدا کی معرفت حاصل کرنیوالا ہے اور وہ خدا کے قریب ہے اور بس میرے کہنے کا مقصد بھی یہی تھا کہ جناب محمد مصطفیٰ ﷺ کے بغیر خدا کی بارگاہ ہاتھ نہیں آتی اور نہ خدا کا قرب نصیب ہوتا ہے اور آپ کو یہ بھی بتا دوں کہ میرے آقا ﷺ کی جتنی مقدس ادائیں ہیں اور جو انکے ارشادات و فرمودات اور کردار و گفتار ہیں یہ سب میرے آقا ﷺ کی نورانی شعاعیں ہیں اور ہم نے ان نورانی شعاعوں میں رنگنا ہے اور ان ارشادات و فرامین پر عمل کرنا ہے اور اخلاص کیساتھ اپنے آقا ﷺ کا فرمانبردار ہونا ہے اگر ہم اخلاص کیساتھ اپنے آقا ﷺ کے فرمانبردار ہو گئے تو یقین کیجئے کہ کائنات ہماری فرمانبردار ہو جائیگی۔ قرآن پاک بار بار کہتا ہے "اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول" اور آپ کو معلوم ہے اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنی اطاعت کیلئے پیدا کیا اور کائنات کو ہماری خدمت کیلئے پیدا کیا ہے۔

شبہ

☆ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ جب کائنات ہمارے لئے ہے تو وہ ہماری فرمانبردار کیوں نہیں؟ آگ، پانی، آفتاب کی گرمی اور بجلی وغیرہ۔ آگ کا کام جلانا ہے، پانی کا کام ڈبونا ہے، گرمی کا کام جھلسانا ہے اور بجلی کا کام جان سے مار دینا ہے یہ کیوں؟

شبہ کا ازالہ

☆ میں اتنی بات کہنا چاہتا ہوں کہ اگر ہم خدا کی بات مان لیں تو کائنات ہماری بات مانے گی یقین کیجئے کہ حضرات اولیاء کرام ؒ کے تصرفات، انکی کرامات، انکے برکات کا فلسفہ ہی یہی تھا کہ اولیاء اللہ نے خدا کی بات کو نہیں ٹالا اور کائنات نے اولیاء اللہ کی بات کو نہیں ٹالا۔ وہ خدا کے فرمانبردار ہیں اور کائنات انکی فرمانبردار ہے۔ آپ کو یاد نہیں مولانا سعدی ؒ نے کیا فرمایا؟ فرماتے ہیں

یکے دیدم از عرصہ

رودبار

کہ پیش آمدم

بر پلنگے سوار

ترجمہ☆ میں نے دیکھا رودگار کے میدان میں ایک آنیوالے بزرگ چیتے پر سوار ہو کے آرہے ہیں۔

بجان هول از انحال

بـــرمـــن نشـــت

کـه ترسـیـلنم پائے

رفتـــن بـــه بسـت

ترجمہ☆ میرا حال یہ ہوا کہ خوف کے مارے میں چل نہ سکا۔

تبسـم کـنـان دست

بـرلـب گـرفـت

کـــــه ســعــدی

مـلـارابـحـجـه دیـدی

شـــگـــفـــت

ترجمہ☆ وہ بزرگ مسکرائے جو چیتے پر سوار تھے فرمایا سعدی تعجب کیا کرتا ہے۔

تـو هـم گـردن از

حـکـم داور بیـچ

کـه گـردن نه پیچد

زحـکـم تـو هیـچ

ترجمہ☆ تو خدا کا حکم نہ ٹال۔ کائنات تیرا حکم نہ ٹالے گی۔ (بوستان سعدی ۱۶)

☆ اصل بات یہ ہے کہ اگر ہم خدا کے ہوجائیں تو کائنات ہماری ہوجائے میں نہیں کہتا خدائے قدوس خود کہتا ہے حدیث قدسی ہے اے زبان نبوت تجھ پر کروڑوں درود وسلام

من کان للہ کان اللہ لہ

ترجمہ☆ جو اللہ کا ہوجاتا ہے اللہ اسکا ہوجاتا ہے۔

☆ اور پھر خدا کی ساری کائنات اسکی ہوجاتی ہے اسلئے ہماری تمام مصیبتوں کا حال اور ہماری تمام مشکلوں کا حل اسی میں ہے کہ ہم سرکار ﷺ کے ہوجائیں اور جو سرکار ﷺ کا ہوگیا وہ خدا کا ہوگا۔

ان الذین یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیھم

ترجمہ☆ جو لوگ آپ سے بیعت کرتے ہیں وہ اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں انکے ہاتھ پر اللہ کا ہاتھ ہے۔ (فتح ۱۰)

☆ آج اگر رسول اللہ ﷺ کی ذات مقدسہ کیساتھ ہمیں وہ نسبت پیدا ہوجائے جو ہونی چاہیے یہی روح کی غذا ہے یہی روح کا تقاضا ہے اور اسی کو روح تلاش کررہی ہے اور اسی جذبہ کی بناء پر روح نے "بلی" کا نعرہ لگایا اور اسی جذبہ کو لیکر روح نے خدا کو ڈھونڈھا۔ مصطفیٰ ﷺ کے نور کی روشنی جسکو نصیب ہوگئی اسے خدا کو پالیا اور اسکے بغیر کوئی دائرہ کار ہی نہیں ہے۔ میں اللہ جل جلالہ سے دعا کرتا ہوں کہ اے اللہ جل جلالہ ہمارے اس جذبہ کو بیدار کردے۔

رسالت عامه

تبارک الذی نزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعلمین نذیراً

☆ محترم حضرات! میں کس زبان سے آپ کی محبت اور خلوص کا شکریہ ادا کروں آپ حضرات کی عزت افزائی کا کما حقہ شکریہ ادا نہیں کرسکتا۔ اللہ جل جلالہ سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ جل جلالہ مجھے یہ توفیق عطا فرمائے کہ میں دین اور قوم کی خدمت کرتا رہوں (آمین)

☆ عزیزان گرامی! جن حضرات نے یہ استقبالیہ دیکر میری عزت فرمائی میں ان

کیلئے دعا کرتا ہوں اور میرے لئے جو کلمات ارشاد فرمائے گئے ہیں میں بالکل انکا اہل نہیں ہوں یہ کلمات سن کر میری گردن زمین میں جھکی جاتی ہے بہر حال آپ حضرات کی محبت ہے ورنہ "من آنم کہ من دانم" کہ میں [illegible] ہوں میں ہی جانتا ہوں۔ میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ ﷻ مجھے آپ کے مبارک ارشادات کے صدقے اس قابل کردے کہ زندگی کے لمحات میں اسلام کی خدمت کرتے کرتے گذر جائیں اور خاتمہ ایمان پر ہوجائے۔ (آمین)

☆ میں نے قرآن مجید اور فرقان حمید کی آیت پڑھی ہے اللہ ﷻ فرماتا ہے

تبارک الذی نزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعلمین نذیراً

ترجمہ☆ بڑی برکت والا ہے وہ جس نے فیصلہ کرنیوالی کتاب اپنے (مقدس) بندے پر اتاری تا کہ وہ تمام جہانوں کیلئے ڈرانیوالا ہو۔ (الفرقان ۱)

☆ آپ یقین کیجئے کہ جماعت اہل سنت کے قیام اور اسکے اجتماعات کا انعقاد فقط اس ایک ہی نقطہ پر کیا ہے کہ حضور تاجدار مدینہ محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ جو اللہ ﷻ کے عبد مقدس، رسول برحق، پہلے اور آخری نبی ہیں۔ عظمتوں کی بنیاد پر عقیدہ استوار ہوجائے۔

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

☆ تو ہم سب پڑھ لیتے ہیں لیکن ہم اصل حقیقت کو نہیں سمجھتے "لا الہ الا اللہ" یعنی اللہ ﷻ کے سوا کوئی معبود نہیں "محمد رسول اللہ" اور حضور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ میں پوچھنا یہ چاہتا ہوں کہ کسی کا رسول ہونا اور رسول ہونے کا کسی ذات کیلئے ثابت کرنا یہ کب ہوگا؟

☆ جب وہ ذات ہوگی اگر وہ ذات ہے ہی نہیں تو رسول ہونے کا حکم کس پر لگائیں گے؟ یہ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ موجود کا وجود نہ ہو تو وجود کا حکم کس پر محمول ہوگا؟ مبتدا کا وجود ہی نہ ہو تو خبر کا حکم کس پر لگے گا؟ اگر محمد مصطفیٰ ﷺ کا وجود نہ ہو تو رسول کا حکم کس پر لگے گا؟ اور میں کہتا ہوں کہ وہ اللہ ﷻ کے سچے رسول ہیں جو فقط ہم انسانوں کی طرف نہیں بلکہ

تبارک الذی نزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعلمین نذیراً

ترجمہ☆ بڑی برکت والا ہے وہ جسنے فیصلہ کرنیوالی کتاب اپنے (مقدس) بندے پر اتاری تا کہ وہ تمام جہانوں کیلئے ڈرانیوالا ہو۔

☆ یعنی وہ عالمین کیلئے مبعوث ہوکر آئے۔

وما ارسلنک الا رحمۃ للعلمین

ترجمہ☆ اور ہم نے نہیں بھیجا آپ ﷺ کو (اے محبوب) مگر رحمت سارے جہانوں کیلئے۔ (الانبیاء ۱۰۷)

☆ مسلم شریف کی حدیث ہے

قال رسول اللہ ﷺ رسلت الی الخلق کافۃ

☆ میرے آقا ﷺ مخلوق کے ہر فرد کی طرف رسول ہوکر آئے ہیں یعنی کوئی بھی میرے محبوب ﷺ کی حدود رسالت سے باہر نہیں، نہ زماں ومکاں اور نہ زمین وآسماں کی کوئی مخلوق۔ ہر چیز میرے آقا ﷺ کی حدود رسالت میں داخل ہے اور پھر میں آپ سے کیا کہوں؟ قرآن کریم فرماتا ہے

ھوالذی ارسل رسولہ بالھدی ودین الحق

ترجمہ☆ وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کیساتھ بھیجا۔ (سورۃ الصف ۹)

قرآن کریم بار بار ارشاد فرماتا ہے

تبرک الذی نزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعلمین نذیرا

ترجمہ☆ بڑی برکت والا ہے وہ جسنے فیصلہ کرنیوالی کتاب اپنے (مقدس) بندے پر اتاری تا کہ وہ تمام جہانوں کیلئے ڈرانیوالا ہو۔

☆ میرے آقا ﷺ اللہ کے سچے رسول ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں اور آپ ﷺ فقط انسانوں کیلئے رسول نہیں ہیں بلکہ تمام عالم کیلئے رسول ہیں۔

ارسلت الی الخلق کافۃ

☆ میں تمام عالم آ گئے کہ نہیں آ گئے۔ تمام عالم آ گئے اور اسی طرح "للعلمین نذیرا" "للعلمین" کے عموم میں سب عالم آ گئے عالم بیداری، عالم نوم، عالم دنیا و آخرت اور عالم برزخ، عالم انسان، عالم ارواح اور اسکے علاوہ اللہ تعالیٰ نے کائنات میں اٹھارہ ہزار عالمین کیساتھ تعبیر فرمایا اور میرے آقا ﷺ ان سب عالمین کے رسول ہیں۔

ارسلت الی الخلق کافۃ

☆ آپ ﷺ ساری مخلوق کی طرف رسول بن کر تشریف لائے ہیں اور حضور ﷺ ساری کائنات اور عالمین کے ذرے ذرے کیلئے رسول ہیں اور وہ رسول کون؟ جو وصف رسالت سے متصف ہوگا اور وصف رسالت کیا ہے؟ رسالت کا مفہوم اور معنیٰ کیا ہیں؟ رسالت کا مفہوم یہ ہے کہ خدا کا پیغام، خدا کا فیض، خدا کی نعمتیں اور رحمتیں خدا سے لیکر خدا کے بندوں تک پہنچانا۔

☆ عزیزان گرامی! پوچھنا یہ چاہتا ہوں کہ میرے آقا ﷺ کو اگر تم رسول مانتے ہو تو تمہیں ماننا پڑے گا کہ حضور ﷺ رسول ہیں اور العالمین کیلئے نذیر ہیں اور "ارسلت الی الخلق کافۃ" کے مطابق عالم کے ہر ذرے کیلئے رسول ہیں اور "نذیر" ہیں یعنی آپ ﷺ کائنات کے ہر ذرے کیلئے خدا کا پیغام لیکر آئے ہیں۔ آپ ﷺ عالم بیداری اور عالم خواب کے بھی رسول ہیں۔ میرے آقا ﷺ دنیا و آخرت اور برزخ کے بھی رسول ہیں۔ آپ ﷺ تحت الثریٰ اور عرش علیٰ کے بھی رسول ہیں اور پھر یہ کہنا کہ ہم تو فقط اسی دنیا کیلئے حضور ﷺ کی رسالت اور نبوت کے قائل ہیں تو یہ غلط ہے۔

ہمارا عقیدہ

☆ میں کہتا ہوں کہ حضور ﷺ ماسوا اللہ کے ساری کائنات کے رسول ہیں اللہ تعالیٰ تمام عالم کا رب اور العالمین کا کوئی فرد خدا کی ربوبیت سے باہر نہیں اور ہمارا عقیدہ ہے کہ خدا جسکا رب ہے مصطفیٰ ﷺ اس کیلئے رحمت اور رسول ہیں۔ حضور سید عالم ﷺ کی رحمت اور رسالت ایک ایسا عمل پیہم ہے جو خدا سے پیغام لیکر خدا کے بندوں کو دیتا عمل ہے۔ یعنی خدا سے پیغام لینا ایک عمل ہے اور خدا کے بندوں کو اللہ تعالیٰ کا پیغام دینا بھی ایک عمل ہے۔ اب بتائے عمل بغیر حیات کے ہو سکتا ہے؟ عمل بغیر حیات کے نہیں ہو سکتا۔ البتہ ایسا ہو سکتا ہے کہ اس عالم بیداری میں میرا عمل محفوظ رہے لیکن عالم خواب میں میرا عمل محفوظ نہیں رہے گا جب تک میں بیدار ہوں تو میرا عمل بیداری تک تو محفوظ رہے گا اور اگر میں سو جاؤں تو عالم نوم کا میرا جو عمل ہوگا وہ بیداری میں نہیں ہوگا اور اگر میں عالم برزخ میں چلا جاؤں اور جو میرا عمل عالم برزخ کے مطابق ہوگا وہ نہ دنیا میں ہوگا اور نہ آخرت میں اور اگر میں عالم آخرت میں چلا جاؤں اور وہاں جو آخرت کے مطابق ہوگا اسکا تعلق نہ عالم برزخ سے ہوگا اور نہ عالم آخرت سے لیکن میرے آقا ﷺ بیک وقت ہر عالم کے ذرے ذرے کے رسول ہیں یعنی ایک ہی وقت میں آپ عالم بیداری کے بھی رسول ہیں اور عالم نوم کے بھی اسی وقت آپ عالم دنیا کے بھی رسول ہیں۔ عالم آخرت عالم کے بھی برزخ کے بھی اور عین اسی وقت تحت الثریٰ کے بھی رسول ہیں اور عرش علیٰ کے بھی۔

☆ اور سن لیجئے! عمل حقیقت حیات ہے۔ حیات ہے تو عمل ہے۔ عمل کا وجود دلیل حیات ہے اور اگر تم نے میرے آقا ﷺ کو محمد رسول اللہ مان لیا کہ انکا عمل رسالت عالم بیداری، عالم خواب، دنیا و آخرتم تحت الثریٰ اور عرش علیٰ میں جاری ہے تو ٹھیک ہے اور اگر انکا عمل رسالت عالمین میں جاری نہ ہو تو آپ عالمین کے رسول کیسے ہوئے؟ یا پھر یوں کہو کہ

عالم دنیا مخلوق نہیں عالم برزخ آخرت مخلوق نہیں' عالم تحت الثریٰ اور عالم عرش علیٰ مخلوق نہیں ہے۔ تو جب سب عالم مخلوق نہیں ہے تو آپ ﷺ "ارسلت الی الخلق کافۃ" کے مصداق کیسے ٹھہرے۔ لہذا کہنا پڑے گا کہ ہر عالم کی حیات ہر آن سرور عالم ﷺ کے حضور موجود ہے۔

شبہ کا ازالہ

☆ شاید آپ یہ کہیں کہ بات سمجھ نہیں آتی ہم جاگ رہے ہیں تو سونے کی حالت میں نہیں ہیں گویا عالم خواب سے دور ہیں اور اگر سو گئے تو عالم بیداری سے دور ہو گیا۔ لیکن جس نے حضور ﷺ کی ذات پاک کا قیاس اپنے اوپر کیا وہ گمراہی میں مبتلا ہوا اور میں دلیل سے ثابت کروں گا کہ میرے آقا ﷺ جس ایک ہی وقت خواب میں ہیں اسی وقت بیداری میں بھی ہیں۔ اگر جناب محمد رسول اللہ ﷺ کو نیند آ جائے تو کیا آپ ﷺ کا وضو ٹوٹتا ہے؟ نہیں ٹوٹتا کیوں سرکار ﷺ نے خود فرمایا

تنام عینای ولایقظان

ترجمہ ☆ میری آنکھ سوتی ہے میرا دل نہیں سوتا۔

☆ اگر حضور ﷺ ساری رات سوتے رہیں۔ سونے کی وجہ سے سرکار ﷺ کا وضو نہیں جائے گا گویا نوم حضور ﷺ کے حق میں ناقض وضو نہیں ہے۔ تو پتہ چلا کہ آپ ﷺ عالم نوم میں ہونے کے باوجود بھی عالم یقظہ (بیداری) سے بے خبر نہیں ہیں اور اس عالم کا علم ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ اس عالم کی حیات بھی آپ ﷺ کے حضور موجود ہے اور صحیحین کی حدیث ہے حضور ﷺ ایک مرتبہ صحابہ کے ہمراہ جنگل میں تشریف لے جا رہے تھے وہاں دو قبریں تھیں سرکار ﷺ وہاں ٹھہرے اور فرمایا یہ دو قبریں ہیں اور دونوں کو عذاب ہو رہا ہے اے صحابہ میں ان کے عذاب کا سبب بھی جانتا ہوں یعنی ایک صاحب پیشاب کے چھینٹوں سے پرہیز نہیں کرتا تھا اور دوسرا چغل خوری کرتا تھا اس وجہ سے دونوں عذاب میں مبتلا ہیں اور میں یہ بھی جانتا ہوں کہ انکے عذاب کی تخفیف کا سبب کیا ہو سکتا ہے آپ ﷺ نے کھجور کی ٹہنی منگوائی اسکے دو ٹکڑے کئے ایک ٹکڑے کو ایک قبر پر ڈال دیا اور دوسرے ٹکڑے کو دوسری قبر پر ڈال دیا پھر آپ ﷺ نے فرمایا ان کھجور کے ٹکڑوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ انکے عذاب میں تخفیف فرمائے گا۔

☆ یہ حدیث آپ نے اور میں نے ہزاروں مرتبہ پڑھی اور سنی لیکن ہم نے اسکی حکمت پر غور نہیں کیا۔ اسکی حکمت میں آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں وہ یہ کہ حضور ﷺ نے صحابہ کو یہ تاثر دیا کہ تم میرے ساتھ ہو اور میں تمہارے ساتھ ہوں جب آپ ﷺ قبر کے پاس تھے تو صحابہ ؓ آپ ﷺ کے ساتھ تھے۔ سرور عالم ﷺ نے گویا یہ فرمایا کہ اے میرے صحابہ بیشک میں تمہارے ساتھ ہوں مگر یہ مت سمجھنا کہ فقط میں تمہارے ساتھ ہوں کسی اور کے ساتھ نہیں ہوں۔ نہیں ہرگز نہیں جیسے میں تمہیں دیکھ رہا ہوں ویسے ان اہل قبور کو بھی دیکھ رہا ہوں جیسے تمہیں فیض اور فائدہ پہنچا رہا ہوں ویسے انکو بھی فائدہ پہنچا رہا ہوں جیسے تم سے باخبر ہوں ویسے ان سے بھی باخبر ہوں یعنی میں دنیا کے عالم کا بھی رسول ہوں اور برزخ کے عالم کا بھی رسول ہوں۔ اگر کسی عالم سے بے خبر اور بے تعلق ہو جاؤں تو میں اس عالم کا رسول نہیں ہونگا اور پھر اس سے ایک نتیجہ یہ بھی نکلتا ہے کہ اے میرے صحابہ میں دنیا میں ہوں اور یہ برزخ میں ہیں مگر میں ان سے بے خبر نہیں ہوں اور جب میں برزخ میں چلا جاؤں گا تو تم سے بھی بے خبر نہیں ہوں گا لہذا سمجھ لو کہ میں تمہارا بھی رسول ہوں اور انکا بھی رسول ہوں میں دنیا کا بھی رسول ہوں اور عالم برزخ کا بھی رسول ہوں اور میں آپ سے کیا عرض کروں آپ ﷺ کے صرف معراج کے واقعہ کو لے لیں۔ ہر عالم کی حیات اسی میں ہے۔ حضور ﷺ معراج کی رات سرخ ٹیلے (کثیب الاحمر) سے گزر رہے ہیں وہاں حضور

موسیٰ علیہ السلام کی قبر سے گزرے تو آپ ﷺ فرماتے ہیں

مررت علی قبر موسی لیلۃ اسری بی عند الکثیب الاحمر و ھو قائم یصلی فی قبرہ

ترجمہ☆ معراج کی رات حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر سے گزرا (کیا دیکھتا) ہوں کہ وہ سرخ ٹیلے کے نزدیک اپنی قبر میں کھڑے ہوکر نماز پڑھ رہے ہیں۔

☆ اب میں آپ سے پوچھتا ہوں اگر آپ قبر والوں سے گزریں تو کیا آپ کو کچھ پتہ چلتا ہے آپ کو کچھ علم نہیں ہوتا کہ اہل قبور کس حال میں ہیں تو پتہ چلا اس عالم کا پتہ چلے گا جس عالم میں آپ کی حیات ہے دنیا کی حیات آپ کو حاصل ہے دنیا کا آپ کو پتہ چلے گا میرے آقا ﷺ کو برزخ کا پتہ چلا معلوم ہوا برزخ کی حیات بھی اسی وقت اور اس عالم کی حیات بھی اسی وقت میرے آقا ﷺ میں موجود ہے کیونکہ آپ اسی ایک وقت میں یہاں کے بھی رسول ہیں اور وہاں کے بھی رسول ہیں۔ میرے آقا ﷺ نے معراج کی رات فرمایا (شرح عقائد حنفی) میں یہ دو قول ہیں

۱☆ ایک قول یہ ہے کہ میرے آقا ﷺ عرش پر پہنچے۔

۲☆ اور دوسرا قول یہ ہے کہ سرکار ﷺ فوق العرش پر پہنچے۔

☆ یعنی عرش سے کہیں اوپر چلے گئے اور عرش نیچے رہ گیا اور ہم اہلسنت کا بھی یہی مسلک ہے کہ سرکار ﷺ فوق العرش پر پہنچے۔ فوق عرش عالم آخرت ہے اور اس عالم میں حضور ﷺ کا عمل جاری ہوا اگر کسی عالم کی حیات نہ ہو تو اس عالم میں عمل کیسے ہوگا؟ معلوم ہوا کہ ایک ہی وقت میں حضور ﷺ کے اندر عالم یقظہ (بیداری)' عالم نوم' عالم برزخ اور عالم آخرت کی حیات موجود ہے۔ میرے آقا ﷺ ہر آن ہر عالم کی حیات سے متصف ہیں کیونکہ اگر کسی عالم کی حیات منفی ہو جائے تو اس عالم میں عمل رسالت بھی منفی ہو جائے جبکہ عمل رسالت منفی ہو نہیں سکتا لہذا کسی عالم کی حیات کسی آن حضور سے منفی ہو نہیں سکتی میں نے آپ کو یہ مختصری بات بتائی اب آپ کہیں گے کہ اس آیت کا کیا مطلب ہے۔

شبہ

تبارک الذی نزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعلمین نذیراً

ترجمہ☆ بڑی برکت والا وہ جسنے فیصلہ کرنیوالی کتاب اپنے (مقدس) بندے پر اتاری تا کہ وہ تمام جہانوں کو ڈرانے والا ہو۔

☆ لوگوں نے کہا کہ کاظمی صاحب نے عبد کو معبود بنا دیا اور قرآن کریم نے علی عبدہ کہہ دیا اور جب التحیات پڑھتے ہو تو "السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ" کہتے ہو اور جب کلمہ شہادت پڑھتے ہو تو "اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمد عبدہ ورسولہ" کہتے ہو سبحان اللہ نمازوں میں انکے عبد ہونیکا اقرار کرو اور قرآن کریم پڑھو تو علی عبدہ پڑھو اور جب ممبر پر آؤ تو تم کہو وہ (رسول خدا) تو خدا سے بھی اوپر ہیں۔ لاحول و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اور جب ممبر پر آؤ تو انہیں معبود بنا کر کہہ دو۔

شبہ کا ازالہ

☆ میں مختصری بات کہنا چاہتا ہوں۔ خدا کی قسم ہم سب اہلسنت مسلمانوں کی یہی پہچان' مذہب' مسلک اور عقیدہ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ عبد ہیں اور اگر وہ عبد نہ ہوں تو عبد کی جہاں نفی ہوگی وہاں معبودیت کا تصور قائم ہوگا۔ جہاں صفات عبدیت کی نفی ہو وہ صرف معبود ہوگا اور ہم تو حضور ﷺ کو معبود نہیں مانتے ہم تو حضور ﷺ کو عبد مانتے ہیں۔

☆ تم نے نماز میں قرآن کریم میں "عبد' علی عبدہ" دیکھ لیا لیکن تم نے "لیکون للعلمین نذیرا" کو دیکھا ہی نہیں ارے وہ عبد تو ضرور ہیں مگر آپ ﷺ مجھ جیسے اور آپ جیسے

عبد نہیں ہیں۔وہ ﷺ تو "لیکون للعلمین نذیرا" کی شان والے عبد ہیں۔ اسلئے قرآن کریم نے "لیکون للعلمین نذیرا" فرما کر امتیاز پیدا کردیا ہے اور نماز میں "عبدہ ورسولہ" کہلوایا تا کہ کسی کے ذہن میں معبود کا تصور ہی پیدا نہ ہو اور ساتھ ہی یہ حکم ہوا کہ "السلام علیك ایها النبی ورحمة الله وبرکاته" کہو۔

☆ تو پتہ چلا کہ حضور ﷺ عبد ضرور ہیں مگر "السلام علیك ایها النبی" کہلوا کر فوراً حد فاصل پیدا کردی کہ آپ ﷺ ایسے عبد ہیں کہ اگر نماز میں آپ ﷺ کو سلام نہ کریں تو نماز ہی نہیں ہوتی اور ہم ایسے عبد ہیں کہ اگر کوئی نماز میں سلام کہے تو نماز ہی فاسد ہو جائیگی آپ سے کیا کہوں زیادہ بات کہنے کا موقع نہیں صرف ایک بات عرض کرتا ہوں۔

شبہ

☆ بعض لوگوں نے کہا کہ جو ہم "السلام علیك ایها النبی" اور "عبدہ ورسولہ" کہتے ہیں یہ تو معراج کی رات اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو کہے تھے اور ہم سے بھی کہلوادیا گویا یہ تو خدا کے سلام کی حکایت ہے۔انہوں نے اسکی تائید میں ملا علی قاری رحمتہ اللہ علیہ کی کتاب شرح مشکوٰۃ سے یہ عبارت نقل کی کہ یہ الفاظ "علی سبیل الحکایت" کہے جاتے ہیں تو حکایت کے معنی نقل کرنا ہے یعنی ہم نے یہ سلام خدا سے نقل کیا ہے لہذا یہ سلام ہماری طرف سے تو نہ ہوا اور ملا علی قاری کی وہ عبارت بھی ہمارے سامنے آ گئی۔

شبہ کا ازالہ

☆ میں نے کہا ارے افسوس کا مقام ہے کہ ملا علی قاری نے تو بار بار انشاء کلام کیا اور ہمارے تمام فقہائے احناف اور مجتہدین نے "السلام علیك ایها النبی" کو انشاء کلام پر حمل کیا۔کیا مطلب؟ یعنی جب نمازی "السلام علیك ایها النبی" کہے تو نیت کرے کہ میں حضور سید عالم ﷺ کو مخاطب کر کے انشاء کلام کر رہا ہوں اور حضور ﷺ کی بارگاہ میں سلام کا تحفہ پیش کر رہا ہوں ورنہ فریضہ خداوندی یا حکم رسالت مآب کی تعمیل نہیں ہوگی۔

شبہ

☆ اب آپ یہ کہیں گے کہ پھر ملا علی قاری کی یہ عبارت کہاں جائے گی۔

شبہ کا ازالہ

☆ اسکا جواب عرض کردوں اور اہل علم تو پہلے ہی جانتے ہیں بہر حال میں اسکا جواب عرض کردوں جواب یہ ہے کہ ملا علی قاری نے اسکو حکایت پر حمل کیا وہ حکایت انکی مراد میں یہ الفاظ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے شب معراج میں یہ الفاظ اپنے حبیب تاجدار مدینہ ﷺ کو ارشاد فرمائے ان الفاظ کی حکایت نماز میں رکھدی گئی۔ اسکا یہ مطلب نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے کلام کی حکایت الفاظ تک محدود ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ وہی لفظ نماز میں پیش کرو یعنی ان ہی لفظوں میں انشاء کلام کرو جو الفاظ اللہ تعالیٰ نے فرمائے یا یوں کہو کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان کلمات کی حکایت ہے اور ان کلمات کو ادا کر کے معنی کا انشاء ہے کہ اے میرے بندو! ان لفظوں میں میرے محبوب ﷺ کو سلام پیش کرو جن لفظوں میں میں نے اپنے محبوب ﷺ کو سلام فرمایا تو پتا چلا کہ حکایت لفظوں کی ہے اور معنی کا انشاء ہے بس بات ختم ہوگئی۔

☆ میں کہنا یہ چاہتا تھا کہ پیر سید مہر علی شاہ گولڑہ شریف والے نے ایک رسالہ لکھا دیکھ کر بہت خوشی ہوئی انہوں نے بہت اچھی بات لکھی کہ "السلام علیك ایها النبی" حضور ﷺ کے حاضر و ناظر ہونے کی قوی ترین دلیل یہ ہے کیونکہ "السلام علیك ایها النبی ورحمته الله وبرکاته" ہر نمازی جہاں کہیں بھی ہو یعنی خواہ پہاڑوں میں ہو یا میدانوں میں، شہروں میں ہو یا بیابانوں میں، گھروں میں ہو یا مساجد میں، شمال میں ہو یا

جنوب میں، مشرق میں ہو یا مغرب میں، پڑھتا ہے تو گویا اس نمازی نے خدا کی بارگاہ میں حاضری دے دی جہاں خدا کی بارگاہ میں حاضر ہوا وہاں میرے آقا ﷺ پہلے ہی حاضر ہیں۔

جماعت اہلسنت کی تشکیل

☆ میرے دوستو عزیزو! یہ وہ نقطہ تھا جس پر ہم نے جماعت اہلسنت کی تشکیل کی ہے اب اگر آپ کو اس نقطہ اور اس حقیقت سے اتفاق ہے تو آپ کو جماعت اہلسنت سے اتفاق ہونا چاہیے اور اگر یہ نقطہ آپ کے نزدیک غلط ہے تو یوں سمجھو یہ بنیاد ہی غلط ہے اور پھر

لکم دینکم ولی دین

ترجمہ☆ تمہارے لئے تمہارا دین اور میرے لئے میرا دین۔ (الکافرون)

☆ لہذا ہر شہر ہر قصبہ اور ہر گھر میں جماعت اہلسنت ہونی چاہیے اور جو لوگ ہمارے ملک پر مسلط ہیں ہمارا اس سے کوئی تعلق نہیں۔

جمعیت علماء پاکستان

☆ اس میدان میں اپنے سیاسی حقوق کی حفاظت اور اپنی مدافعت کیلئے ہمارے علماء اور ہمارے رہنما جمعیت علماء پاکستان کے پلیٹ فارم پر موجود ہیں اور جیسا کہ میرے عزیز حاجی امجد علی صاحب چشتی نے کہا کہ تعلیمی دنیا میں، یعنی سکولوں کالجوں اور یونیورسٹیوں میں اپنے ملک کی حفاظت اور تحفظ کیلئے انجمن طلباء اسلام موجود ہے۔ اس میدان میں آپ یعنی جمعیت علماء پاکستان کیساتھ بھی تعاون کرنا ہے اور جماعت اہلسنت کیساتھ بھی تعاون کرنا ہے اور جماعت اہلسنت کو بھی انجمن طلباء اسلام کا تعلیمی میدان میں تعاون کرنا ہے یہ میرا پیغام تھا جو میں نے آپ حضرات تک پہنچا دیا۔

☆ جن حضرات نے میرے حق میں بہت اونچے اونچے کلمات فرمائے ہیں میں اس قابل کہاں ہوں؟ میں اللہ ﷻ سے توبہ کرتا ہوں کہ الٰہی مجھے عجب اور کبر نفس سے بچائے ان تمام حضرات کو اپنی تمام نعمتوں سے نواز دے (آمین)

شان صحابہ رضی اللہ عنہم

☆ صدر محترم، علماء اہل سنت، مشائخ ملت و بزرگان اہل سنت! مدرسہ انوار العلوم کے چالیسواں سالانہ اجلاس کی آخری نشست ہے۔ کل اور پرسوں سے کچھ رقعے چند سوالات پر مشتمل موصول ہو رہے ہیں۔ ان استفسارات و سوالات کے جوابات صرف علمی و تحقیق کی روشنی میں نہایت اختصار اور جامعیت کیساتھ پیش کرونگا۔

☆ حضرات محترم! ظہر کی نشست کے بعد میری تقریر پر یہ اعتراض ہوا کہ آپ نے

قرآن کریم و حدیث سے یہ ثابت کیا ہے کہ نبی کا ہر قول وحی الٰہی ہوتا ہے اور آپ نے یہ آیت مبارکہ بھی پڑھی کہ "وما ینطق عن الھوی" اگر یہ امر اپنے حقیقی معنی میں لیا جائے تو اس سے حضور ﷺ کا خدا کے امر پر عمل نہ کرنا لازم آتا ہے کیونکہ آپ ﷺ نے اپنے مرض مبارکہ کے آخری ایام میں فرمایا

ایتونی بقرطاس اکتب لکم کتاباً لن تضلوا بعدی

ترجمہ☆ آؤ تمہیں ایک ایسی تحریر لکھ دوں کہ جسکے بعد تم گمراہ نہ ہو گے۔

☆ حضرت عمر فاروق ؓ نے انکار کیا اور قلم دوات نہ لائے۔ گویا خدا کے امر پر عمل نہ ہوا کہ وہ تحریر نہ لکھی گئی۔

☆ بیشک حضور ﷺ نے یہ فرمایا کہ

فقال ایتونی بقرطاس اکتب لکم کتاباً لن تضلوا بعدی

ترجمہ☆ پس آپ ﷺ نے فرمایا (سامان کتابت) میرے پاس لاؤ۔ میں تمہارے لئے ایک ایسی تحریر لکھ دوں کے جسکے بعد تم کبھی گمراہ نہ ہو گے۔

☆ جب حضور ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا تو کوئی صحابی نہ بولا تو فاروق اعظم ؓ نے کہا

فقال عمر: ان النبی ﷺ قد غلبہ علیہ الوجع

ترجمہ☆ پس حضرت عمر فاروق ؓ نے کہا کہ حضور ﷺ پر تکلیف غالب ہو گئی ہے۔ "وعندنا کتاب اللہ" اور ہمارے پاس اللہ تعالیٰ کی کتاب موجود ہے "حسبنا کتاب اللہ" ہمارے لئے اللہ تعالیٰ کی کتاب کافی ہے۔ اور "دین کا خلاصہ یہ ہے کہ ہم ضلالت و گمراہی سے بچ جائیں اور ہدایت یافتہ ہو جائیں" کیونکہ ہم ہر نماز میں پڑھتے ہیں کہ "اھدنا الصراط المستقیم" اور میرا عقیدہ ہے کہ امر دین میں جوبات حضور ﷺ فرمائیں گے وہ آپ ﷺ کی اپنی بات نہ ہو گی وہ وحی الٰہی ہو گی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وما ینطق عن الھوی

ترجمہ☆ اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے (یعنی) میرا رسول اپنی خواہش نفس سے نہیں بولتا۔ (النجم ۴)

☆ نہیں اسکا بولنا مگر وحی الٰہی۔ جب یہ بات طے ہو گئی کہ "دین کے متعلق حضور ﷺ جوبات فرمائیں گے وہ "من حیث الرسول" ہو گی" اور جوبات "من حیث الرسول" ہو گی وہ ارشاد ربانی ہو گا اور اب اگر اللہ تعالیٰ نے گمراہی سے بچنے اور ہدایت پر قائم رہنے کیلئے اپنے حبیب ﷺ کو اس تحریر کا حکم جمعرات کو دیا تھا اور پیر کے دن چاشت کے وقت آپ ﷺ کا وصال مبارک ہوا (تو) اس عرصہ میں حضرت عمر فاروق ؓ کے "حسبنا کتاب اللہ" کہنے کے بعد حضور ﷺ اور نہ اکابر صحابہ میں سے کسی صحابی نے اختلاف کیا اور نہ اہلبیت میں سے کسی نے اختلاف کیا۔ ہاں! البتہ بعض صحابہ جو اکابر صحابہ کی طرح درجہ اجتہاد پر نہ تھے نے اختلاف کیا اور انکا اختلاف بھی نیک نیتی پر مبنی تھا کہ حضور ﷺ کے فرمان کی تعمیل ہونی چاہیے مگر حضور ﷺ جب خود حضرت عمر فاروق ؓ کے "حسبنا کتاب اللہ" کہنے پر خاموش ہو گئے۔ کوئی اختلاف نہیں کیا تو اکابر صحابہ میں سے کون اختلاف کرتا۔ تو پھر کیا آپ ﷺ کا یہ فرمانا کہ قلم و دوات لاؤ کہ میں تمہیں ایک ایسی تحریر لکھ دوں کہ تم گمراہی اور بے دینی کی راہوں سے بچ جاؤ" یقیناً وحی الٰہی ہے۔ کیونکہ امر دین سے متعلق ہے۔ آپ ﷺ کا یہ فرمانا وحی الٰہی تو ہے مگر اسکا لکھوانا مقصود نہیں کیونکہ اگر لکھوانا مقصود و مطلوب الٰہی ہے تو اسکا یہ مطلب ہوا کہ آخری مرحلہ میں حضور ﷺ نے مقصود الٰہی پورا نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل نہیں۔ خدا کی وحی کے مقاصد پورے نہیں کیئے تو منافق کہہ دیتے کہ یہ کیسے رسول ہیں کہ خدا کی وحی کے مقاصد پورے نہیں کیئے؟ تو یہ رسول ﷺ کے دامن پر کتنا بڑا دھبہ اور داغ ہوتا۔

سوال☆ تو آپ کہیں گے اگر لکھوانا مقصود نہ تھا تو کیا مقصود تھا؟

جواب ☆ تو صرف ان الفاظ کا زبان رسالت سے ادا کروانا مقصود و مطلوب وحی الٰہی تھا۔

سوال ☆ آپ کہیں گے کہ اس سے ہمیں کیا حاصل ہوا؟

جواب ☆ یہ وہ نازک ترین وقت تھا کہ آپ ﷺ عنقریب سفر آخرت فرمانے والے تھے۔ آپ ﷺ کے تشریف لے جانے کے بعد وحی الٰہی کا دروازہ بند تھا۔ صحابہ کیلئے نئے پیش آمدہ مسائل کے حل کیلئے اور کوئی دروازہ نہ تھا۔ اب یہ صحابہ کا امتحان تھا کہ آپ ﷺ یہ بات ضرور ان سے فرما دیں تا کہ وہ لوگ جو آپ ﷺ کی نیابت آپ ﷺ کی خلافت اور آپ ﷺ کے دین کو چلانے کی صلاحیت رکھتے ہیں اور وہ صحابہ آپ ﷺ کی صحبت آپ ﷺ کی تربیت سے فیض یافتہ ہیں۔ نئے پیش آمدہ مسائل کے حل کیلئے قرآن کریم و حدیث کی روشنی میں حل کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ یہ ایک آزمائش تھی کہ اکابر صحابہ میں سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا یہ کہنا کہ "حسبنا کتاب الله" اس بات کی بیّن دلیل ہے کہ سرکار ﷺ آپ ہمیں ایسے نہیں چھوڑے جا رہے ہیں کہ ہم آپ ﷺ کے بعد بے یار و مددگار رہیں گے بلکہ ہم آپ ﷺ کے تربیت یافتہ ہیں اور دین کی گاڑی کو قرآن کریم و حدیث اور سنت کی روشنی میں چلانے کی صلاحیت رکھتے ہیں ورنہ اغیار تو یہ کہہ دیں گے کہ آپ ﷺ تو دین ختم کر کے جا رہے ہیں۔

☆ اگر یہ مقصود نہ ہوتا اور "معاذ الله" حضور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی سرکشی اور مخالفت ہوتی تو ممکن نہ تھا کہ ایک باطل چیز آپ ﷺ کے سامنے آتی اور آپ ﷺ خاموش رہتے جبکہ خود حضور ﷺ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اس کہنے پر اتفاق کیا۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم نے خاموش ہو کر اتفاق کیا۔ حضور ﷺ نے اپنا فرض ادا کر دیا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا یہ کہنا کہ "حسبنا کتاب الله" حضور ﷺ کے حق میں ہے کہ دنیا کو پتہ چلا جائے کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ دین کو ناقص نہیں چھوڑے جا رہے ہیں۔ دین کو ختم کر کے نہیں جا رہے بلکہ آپ ﷺ کے تربیت یافتہ ایسے پیدا ہو گئے ہیں کہ آپ ﷺ کے بعد آپ ﷺ کے نور نبوت، نور حدیث اور نور سنت کی روشنی میں کتاب اللہ سے دین کو جاری رکھیں گے۔

سوال ☆ میرے ایک دوست نے ایک رقعہ میں یہ لکھا کہ آپ کا یہ کہنا کہ "وما ینطق عن الھوی" یہ غلط ہے کیونکہ صاحب بیضاوی نے اپنی تفسیر بیضاوی شریف میں، شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے تحفہ اثنائے عشریہ میں اور مجدد الف ثانی نے یہ لکھا ہے کہ جو قرآن کریم پڑھتے ہیں وہی وحی الٰہی ہے۔

جواب ☆ صاحب بیضاوی، شاہ عبدالعزیز اور مجدد الف ثانی نے سچ فرمایا ہے کہ ہر حدیث وحی نہیں ہے لیکن اللہ تعالیٰ کا کلام الٰہی زبان اقدس سے ادا ہوتا ہے اور حدیث بھی قرآن کریم وحی متلو ہے اور وہ حدیث جو "من حیث الرسالت" ہے وہ بھی وحی الٰہی ہے مگر غیر متلو اور اس کا ثبوت قرآن کریم میں موجود ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ "ویعلمھم الکتاب والحکمة" کہ اے میرے محبوب! آپ پر کتاب نازل ہوئی ہے اور حکمت بھی کتاب "معطوف علیہ" اور حکمت "معطوف" یہ بچہ بھی جانتا ہے کہ معطوف، معطوف علیہ کیا ہوتا ہے معلوم ہوا کہ کتاب کا مصداق اور ہے اور حکمت کا مصداق اور ہے۔ کتاب بھی نازل ہوئی اور حکمت بھی اور یہ میں نہیں کہتا بلکہ زبان رسالت سے کہلوا دیتا ہوں "مجھے فقط قرآن کریم نہیں دیا گیا بلکہ قرآن کریم کے ساتھ قرآن کریم کی مثل حکمت بھی دی گئی" اس کتاب کا نازل کرنے والا بھی اللہ تعالیٰ ہے اور

حکمت کا نازل کرنیوالا بھی اللہ عزوجل ہے۔ لہذا قرآن کریم (کتاب) بھی وحی الہی ہوگیا اور حدیث بھی۔

شبہ

☆ لیکن جو بات بحیثیت رسول کے نہیں بلکہ بحیثیت بشر کے فرمائی اسکا کیا نام ہوگا؟ اسکو آپ وحی الہی کہیں گے یا حدیث یا سنت یا قرآن کریم کہیں گے؟

شبہ کا ازالہ

☆ تو حضور ﷺ نے جو بات اپنی طرف سے فرمائی اور وہ امور دین سے متعلق نہیں بلکہ دنیا سے متعلق ہے وہ بھی حضور ﷺ کی بات ہے۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ خدا کی قسم میرے آقا ﷺ جو بات "من حیث الرسالت" کوئی بات بھی باطل نہیں ہے کیونکہ زبان نبوت اس سے پاک ہے کہ حضور ﷺ کی زبان اقدس پر باطل جاری ہو۔ اس سلسلہ میں ایک حدیث ملاحظہ ہو۔

☆ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کی ہر حدیث لکھ لیا کرتے تھے۔ مشرکین مکہ نے منع کیا اور کہا کہ "انہ بشر" "وہ تو بشر ہیں۔ "یتکلم فی الغضب و الرضاء" وہ کبھی غصہ میں بات کرتے ہیں اور کبھی راضی ہوکر تو تم ہر حدیث نہ لکھا کرو۔ اس پر حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کی ہر بات لکھنے سے روک دیئے گئے۔ کچھ عرصہ کے بعد حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر سارا ماجرا بیان کیا اور عرض کیا کہ حضور ﷺ اب میں کیا کروں؟ تو سرکار ﷺ نے فرمایا "اکتب یا عبداللہ" "اے عبداللہ! میری ہر بات لکھ لیا کر" "فوالذی نفسی بیدہ مایخرج منہ الاالحق واشار الی فمہ" فرمایا جس

اللہ عزوجل کی قدرت میں مجھ محمد کی جان پاک ہے میں اسکی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اس زبان مبارک سے حق کے سوا کچھ نکلتا ہی نہیں۔ لہذا حضور ﷺ جو بات "من حیث البشریت" فرمائیں۔ میں اسکو وحی الہی تو نہیں کہوں گا مگر میں اسکو حق ضرور کہوں گا کیونکہ زبان رسالت نے اسکو حق فرمایا ہے۔

سوال ☆ آپ کہیں گے کہ ہمیں کیسے پتہ چلے گا کہ یہ قرآن کریم ہے یا یہ حدیث "من حیث الرسالت" ہے یا "من حیث البشریت"؟

جواب ☆ تو سرکار ﷺ کے فرمانے سے پتہ چلے گا کہ قرآن کریم ہے یا حدیث۔ امور دین سے متعلق ہے اور یہ حدیث دنیا سے متعلق ہے تو اسکی مثال وہ واقعہ ہے کہ ایک مرتبہ آپ ﷺ کا کھجور کے باغ سے ہوا جہاں صحابہ نر مادہ کھجور کا پیوند لگا رہے تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا اگر تم اسکو چھوڑ دیتے تو تمہارے لئے بہتر ہوتا۔ تو صحابہ نے پیوند لگانا چھوڑ دیا۔ تو اگلے سال کھجوروں میں ناقص پھل آئے تو صحابہ حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوکر عرض گذار ہوئے کہ سرکار ﷺ ہم نے تو چھوڑ دیا مگر کھجوریں پھل نہیں لائیں اور جو پھل لائیں وہ ناقص ہے تو حضور ﷺ نے کیا فرمایا؟

انتم اعلمون بامور دنیاکم

ترجمہ ☆ اپنے دنیاوی معاملات کو تم جانتے ہو۔

☆ اسکا مطلب؟ یعنی تم پر یہ فرض نہیں، واجب نہیں کہ تم پیوند کاری چھوڑ دو۔ یہ دنیا کی بات تھی، ہم نے تم کو بتائی۔ اگر تم اس پر جاری رہتے اور دو چار سال صبر کیئے رہتے تو یہ ہو نہیں سکتا تھا کہ جس بات کو سرکار ﷺ خیر کہیں اور اس میں خیر نہ ہو۔ مگر تم نے بے صبری سے کام لیا اور پہلے ہی سال شکایت لیکر آ گئے۔ اب اگر ہم اس تمہاری شکایت پر تمہیں مجبور

کریں پھر تو تمہارے لئے پیوند کاری ناجائز ہو جائیگی اور پیوند کاری سے بچنا تمہارے لئے واجب ہو جائیگا۔ ہم تو تمہارے اوپر "رؤف الرحیم" ہیں "کریم" ہیں۔ ہم تو تم پر زیادہ پابندیاں لگانا نہیں چاہتے۔ اسلئے ہم نے اعلان کر دیا کہ "انتم اعلمون بامور دنیا کم" اگر تم نے ہماری بہتری کی بات کو دنیا کے اعتبار سے اس پر عمل نہیں کیا تو دنیا کے کاموں کو تم جانو۔ یہ ہمارا کرم ہے کہ دنیا کے کاموں میں ہم نے تم پر کوئی پابندی نہیں لگائی۔

☆ تو پتہ چلا کہ جو بات میرے آقا ﷺ جہت بشریت سے کہی یا ... تو زبان نبوت ﷺ فیصلہ کرے گی کہ یہ بات جہت بشریت سے ہے یا جہت رسالت سے کہی ہے مگر کوئی بات آپ ﷺ اپنی بشریت مقدسہ سے فرمائیں گے اگر وہ وحی الٰہی نہ ہو مگر خدا کی طرف سے حق ہونے میں کلام نہیں ہے۔ البتہ جن بزرگوں نے یہ فرمایا کہ حضور ﷺ کا ہر حکم وحی نہیں ہے۔ یہاں مجدد الف ثانی اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کی باتیں ٹھیک ہو جاتی ہیں مگر حدیث قرطاس میں اگر میں اس بات کو تسلیم کرلوں تو پھر اسکا یہ مطلب ہوگا کہ یا رسول اللہ ﷺ نے خدا کی نافرمانی یا حضرت عمر فاروق ؓ نے رسول ﷺ کی نافرمانی کی؟ رسول ﷺ بھی خدا کی نافرمانی سے پاک ہیں اور حضرت عمر فاروق ؓ بھی رسول ﷺ کی نافرمانی سے پاک ہیں ورنہ حضور ﷺ فرما دیتے کہ اے عمر! تمہارا "حسبنا کتاب الله" کہنا غلط ہے باطل ہے اور کوئی باطل قول ہمارے سامنے آئے ہم اس پر خاموش نہیں رہ سکتے۔ جبکہ حضرت عمر ؓ نے "حسبنا کتاب الله" کہہ کر میدان صاف کر دیا اور کہہ دیا

کہ قرآن کریم کے سوا کچھ نہیں ہے (گویا) حدیث کوئی چیز نہیں ہے۔ خدا کی قسم حضرت عمر فاروق ؓ نے "حسبنا کتاب الله" کہہ کر سنت اور حدیث پر ثابت کر دیا کہ کتاب اللہ انکے لئے بھی کافی ہوگی جب حدیث و سنت کا نور انکے اندر موجود ہوگا جنکے اندر سنت اور حدیث کا نور موجود نہیں ہے انکے لئے کتاب اللہ کبھی بھی کافی نہیں ہو سکتی۔

☆ عزیزان محترم! فاروق اعظم ؓ کا "حسبنا کتاب الله" کہنا منشائے رسالت کو سمجھنے پر ہے نہ کہ وحی کی مخالفت بس وحی یہی تھی کہ آپ ﷺ فرما دیں کہ "قلم دوات لاؤ" یہی فرمانا میری وحی ہے۔ آپ ﷺ نے فرما دیا اور میری وحی پر عمل ہو گیا۔

شبہ

☆ صاحب بیضاوی، مجدد الف ثانی اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے اقوال کا کیا معنی؟

شبہ کا ازالہ

☆ ان لوگوں نے ان بزرگوں کے اقوال کو سمجھا ہی نہیں اور پھر میں یہ صاف کہتا ہوں کہ اللہ اور اس کے حبیب ﷺ کے قول کے سوا کوئی بات قابل قبول ہی نہیں جیسا کہ آپ ﷺ کا ارشاد اور حکم پورا ہوا۔

سوال ☆ کیا اگر مرزائی عشر دیں اور کار خیر میں حصہ لیں تو کیا انکی شرکت اس کار خیر میں قبول کر لی جائے؟

جواب ☆ حضور ﷺ کے بعد جو شخص مدعی نبوت ہوا۔ خواہ وہ نجد میں پیدا ہوا ہو یا پنجاب میں۔ واللہ باللہ ثم تاللہ "وہ خارج از اسلام ہے" اور جو خارج اسلام ہو اسکا کوئی کام کار خیر نہیں ہو سکتا۔ خواہ عشر کے نام سے ہو یا کسی اور نام سے۔

سوال ☆ جچیں من عشر کی مقدار کونسا جز یہ ہے؟

جواب ☆ یہ مسئلہ بھی بڑا طویل ہے بخاری شریف میں دونوں حدیثیں ہیں۔

ترجمہ ☆ حضور ﷺ نے فرمایا جس زمین کو آسمان سے (بذریعہ بارش) سیرابی حاصل

ہوتی ہو یا چشموں سے اس میں عشر ہے۔

☆ اگر پانی محنت سے نکال کر کوئیں وغیرہ سے پانی دے تو اس میں نصف عشر ہے

حنفیوں کا مذہب یہ ہے کہ کئی چیزوں کو مستثنیٰ کرکے کے بعد زمین سے جو بھی پیداوار ہو۔ خواہ قلیل ہو یا کثیر۔ اس میں عشر ہے اور یہ عشر مالک پر بھی ہے اور مزارع پر بھی۔ بخاری شریف میں اسی طرح ہے

عن ابی سعید الخدری ان النبی ﷺ ولیس فیما دون خمسة اوسق صدقه

☆ ابو سعید خدری روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ پانچ وسق سے کم پر صدقہ نہیں۔ جبکہ پہلی حدیث میں عشر کا لفظ موجود ہے کہ آسمان سے جو زمین سیراب ہوگی اس میں عشر ہوگا اور دوسری میں لفظ عشر نہیں بلکہ لفظ صدقہ ہے۔ صدقہ اور عشر میں کوئی مساوات نہیں ہے کہ جو صدقہ ہیں۔ عشر نہیں اور جو عشر ہیں وہ صدقہ نہیں۔ زکوۃ کے حکم سے پہلے صدقہ واجب تھا۔ زکوۃ کے حکم نے صدقات کے حکم کو منسوخ کیا۔

☆ حضرات محترم! اگر حکومت نے چھبیس من کی مقدار مقرر کی ہے اور اسکا مفہوم یہ لیا ہے کہ اس سے کم مقدار پیداوار سے ہم نہیں لیں گے (مالک) جس کو چاہے دے دے۔ چھبیس من سے پیداوار میں عشر ہم مالک سے وصول کریں گے۔ مزارع سے نہیں۔ یہ نہیں کہ مزارع پر واجب نہیں واجب ہونے نہ ہونے کا فیصلہ حکومت نہیں کر سکتی یہ تو اللہ ﷻ اور رسول ﷺ کا فیصلہ ہے۔

☆ میں ایک بات کہتا ہوں کہ آئین میں یہ بات شامل ہے کہ مرزائی غیر مسلم اقلیت ہیں جب وہ غیر مسلم اقلیت ہیں تو ان کا اگر کوئی معاملہ مسلمانوں کیساتھ جائز رکھا گیا تو میں کہوں گا یہ ہمارے آئین کے قطعاً خلاف ہوگا بلکہ میں تو یہ کہوں گا کہ جو امور مسلمانوں سے متعلق ہیں ان میں سے کوئی امر بھی مرزائیوں کیلئے نہیں ہونا چاہیے۔ ہمارے نزدیک مرزائی غیر مسلم اقلیت ہیں۔ اسلام سے خارج ہیں انکے کفر میں شک کرنیوالا بھی مسلمان نہیں ہے۔

سوال ☆ ایک بات امام شافعی کے نزدیک جائز ہے اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک جائز نہیں ہے تو ہم کس کی بات مانیں مثلاً کوہ امام شافعی کے نزدیک حلال ہے اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک حلال نہیں ہے۔

جواب ☆ علم کی تحقیق کی روشنی میں ان سوالات کا کوئی وزن نہیں ہے ان سوالات کے جوابات کیلئے میں فقط ایک حدیث پڑھتا ہوں یہ حدیث بخاری شریف میں بھی ہے اور مسلم شریف میں بھی۔ حضور ﷺ نے صحابہ کی ایک جماعت کو حکم دیا کہ

لا یصلین احد کم العصر الا فی بنی قریظه

ترجمہ ☆ تم میں سے کوئی بنی قریظہ پہنچے بغیر نماز عصر کہیں نہ پڑھے۔

☆ اور مسلم کی ایک روایت میں یوں ہے کہ

لا یصلین احد کم الظهر الا فی بنی قریظه

ترجمہ ☆ تم میں سے کوئی بنی قریظہ پہنچے بغیر نماز ظہر کہیں نہ پڑھے۔

☆ محدثین نے اس کی تطبیق کی ہے کہ جو جماعتیں حضور ﷺ نے بھیجیں تھیں۔ ان میں ایک جماعت کو "لا یصلین احد کم الظهر الا فی بنی قریظه" فرمایا اور دوسری جماعت کو "لا یصلین احد کم العصر الا فی بنی قریظه" فرمایا۔ خیر یہ محدثین کی تطبیق تھی حضور ﷺ نے فرمایا کہ بنی قریظہ پہنچے بغیر عصر کی نماز مت پڑھنا "لا یصلین" فرمایا اور پھر "ن" تاکید کا ہے کہ ہرگز ہرگز بنی قریظہ پہنچے بغیر عصر کی نماز مت پڑھنا۔ مگر ہوا کیا؟ کہ صحابہ جب روانہ ہوئے تو نماز عصر کا وقت بالکل تھوڑا رہ گیا۔ صحابہ نے سوچا کہ اگر وہاں پہنچ کر نماز عصر پڑھتے ہیں تو نماز قضا ہو جائیگی اور نماز قضا کرنے کا ہمیں حکم نہیں ہے خود رب تعالیٰ فرماتا ہے

ان الصلواۃ کانت علی المؤمنین کتبا موقوتا

ترجمہ☆ نماز تو (وقت پر) فرض موقت ہے۔ (النسا:۱۰۳)

☆ اب یہ بات سب صحابہ کے سامنے موجود تھی۔ ان میں ہر صحابی مجتہد تھا۔ تو پھر صحابہ نے اجتہاد کیا سب صحابہ کے سامنے قرآن کریم ہے "ان الصلوٰۃ کانت علی المؤمنین کتبا موقوتا" اور سب صحابہ کے سامنے حدیث بھی ہے "لا یصلین احدکم العصر الا فی بنی قریظہ" سب صحابہ کے سامنے قرآن کریم ہے اور حدیث بھی ہے لیکن جب صحابہ نے اجتہاد کیا تو جماعت صحابہ میں ایک بات یہ آئی کہ حضور ﷺ کا یہ فرمانا عصر کی نماز وہاں پہنچے بغیر ہرگز نہ پڑھنا جلدی پہنچنے کی تاکید ہے اور ہمیں اتفاق سے دیر ہوگئی ہے تو یہ ہمارا قصور ہے تو حضور ﷺ کے فرمان کا یہ مقصد ہرگز نہیں کہ نماز قضا کر دینا اور قرآن کریم کے خلاف عمل کرنا۔ تو نتیجہ یہ ہوا کہ صحابہ کی اس جماعت نے وہاں پہنچے بغیر نماز عصر راستے میں پڑھ لی جبکہ دوسری صحابہ کی جماعت نے کہا کہ جب حضور ﷺ نے صاف صاف فرما دیا کہ "لا یصلین احدکم العصر الا فی بنی قریظہ" (تم نے عصر کی نماز راستے میں پڑھنی ہی نہیں ہے) تو ہم حضور ﷺ کے حکم سے نماز پڑھیں گے چنانچہ ان صحابہ نے وہاں جا کر قضا نماز پڑھ لی۔ اب صحابہ کی دونوں جماعتیں واپس آئیں اور اپنا اپنا ماجرا سنایا اور عرض کیا کہ ہم میں سے کون حق پر ہے تو سرکار ﷺ نے فرمایا حدیث میں آتا ہے کہ فرمایا (تم بھی حق پر ہو اور تم بھی حق پر ہو) نہ ان پر ناراض ہوئے اور نہ ان پر ناراض ہوئے ارے مجتہدین پر اعتراض کرنے والو خدا سے ڈرو۔

وما علینا الا البلاغ

نورانیت مصطفی ﷺ

☆ حضرات محترم! اس وقت ہم دربار حبیب ﷺ میں حاضر ہیں یہ ہماری خوش بختی ہے نصیب یاوری ہے یہ وہ سعادت عظمٰی ہے جس کی طلب اور تڑپ جس کی حسرت و آرزو لاکھوں کروڑوں سینوں میں پل رہی ہے۔ اس مقدس سرزمین پر جہاں ہر ایک سوالی بن کر جھولی پھیلائے کھڑا ہے۔ جہاں بادشاہ وقت ہو یا عالم بے بدل ہو سبھی سائل منگتے اور فریادی ہیں۔ مجھ جیسے کمتر ناچیز کا کچھ کہنا یقیناً حسب حال نہیں مگر حضرت مولانا ضیاء الدین مدنی کا حکم ہے اسلئے چند گذارشات برکت اور ثواب کے حصول کی خاطر پیش خدمت ہیں۔

اگر حضرت قطب مدینہ دامت برکاتہم القدسیہ کی دعائیں میرے شامل حال رہیں تو چند الفاظ پیش کرنے کی سعادت حاصل کر پاؤں گا ورنہ یہ بولنے کا مقام اور کہنے کی جگہ نہیں۔

☆ میں نے آپ کے سامنے قرآن کریم کی آیت تلاوت کی ہے

قد جآء کم من الله نور و کتاب مبین

ترجمہ☆ بیشک جلوہ گر ہوا تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور اور روشن کتاب۔

☆ قرآن کریم میں کئی مقامات پر لفظ "نور" آیا ہے اور ہر جگہ "نور" کے معنی کی استعمال کے مطابق ہیں۔ اس آیت کریمہ میں لفظ "نور" سے مراد کیا ہے؟ سیدنا عبداللہ بن عباس ؓ فرماتے ہیں

ای محمد رسول الله صلی الله علیه وسلم

☆ اکابر صحابہ علماء راسخین مجتہدین اجلہ مفسرین کے ارشادات گرامی حضرت عبداللہ بن عباس ؓ کے اس قول کی تصدیق کرتے ہیں اور انکی روشنی میں ہمارا مسلک ہمارا عقیدہ بالکل واضح ہے کہ "قد جآء کم من الله نور" سے ذات پاک محمد ﷺ کا نور ہونا ثابت ہے۔

☆ اس مقام پر مجھے امام غزالی ؓ کی ایک بات یاد آئی ہے آپ فرماتے ہیں

النور جوهر مجرد ظاهر لذاته مظهر لغیر

ترجمہ☆ نور ایک جوہر مجرد ہے اپنی ذات میں ظاہر ہوتا ہے اور دوسروں کو ظاہر کرنے والا ہوتا ہے۔

☆ "نور کی یہ تعریف نبی اکرم ﷺ پر خوب صادق آتی ہے۔ اللہ ﷻ مادیت جسمانیت اور جوہریت سے پاک ہے۔ وہ نہ جوہر ہے نہ عرض تو حضور ﷺ وہ جوہر مجرد ہیں جسکی طرف امام غزالی ؓ نے اشارہ فرمایا ہے۔ یہ نور جو جوہر مجرد ہے ایک مصدر ہے۔

یہاں لفظ "نور" کا کوئی صلہ بھی مذکور نہیں ہے۔ صلہ مذکور نہ ہونا اسکے مطلق ہونے کی دلیل ہے اور "المطلق یجری علی اطلاقه" "مطلق اپنے اطلاق پر جاری رہتا ہے۔ یعنی حضور ﷺ جوہر مجرد "ظاهر لذاته" اور "مظهر لغیره" ہیں۔ خود ظاہر ہیں اور دوسروں کو ظاہر کرنیوالے ہیں بلکہ حضور ﷺ کی دو حیثیتیں ہیں۔ ایک غایت ظہور کی ہے اور دوسری غایت بطون کی ایک حیثیت سے سرکار ﷺ پوشیدہ ہیں اور ایسے مخفی کہ ان سے زیادہ کوئی مخفی نہیں۔ اگر ظہور کا عالم ہے تو یہ کہ پتھر اور کنکریاں تک جانتی ہیں کہ آپ ﷺ اللہ ﷻ کے رسول ہیں۔ اسلئے تو آپ ﷺ کے نام کا کلمہ پڑھتی ہیں بادل بھی جانتے ہیں کہ آپ ﷺ رسول ہیں اسلئے تو آپ ﷺ کی انگشت مبارک کے ساتھ ساتھ چھٹتے جاتے ہیں۔ پانی بھی جانتا ہے کہ آپ ﷺ اللہ ﷻ کے فرستادہ نبی ہیں اسلئے آپ ﷺ کی مقدس انگلیوں سے جاری ہوجاتا ہے چاند اور سورج بھی جانتے ہیں کہ آپ ﷺ پیغمبر خدا ہیں اسی لیے تو آپ ﷺ کے اشارے کے منتظر رہتے ہیں۔ درخت بھی جانتے ہیں کہ آپ ﷺ ہی سبب ایجاد عالم ہیں اسلئے آپ ﷺ کے بلاوے پر چلے آتے ہیں۔ جانور بھی جانتے ہیں کہ آپ ﷺ باعث تخلیق کائنات ہیں اسلئے آپ ﷺ کے قدموں پر اپنے سر رکھ دیتے ہیں۔ پہاڑ بھی جانتے ہیں کہ آپ ﷺ مرکز الفت و محبت ہیں۔ اسی لئے تو "احد" آپ ﷺ سے محبت کرتا ہے گویا جب سرکار ﷺ کے ظہور کا عالم ہو تو شجر و حجر حیوان بلکہ اجرام فلکی تک پر آپ ﷺ ظاہر ہیں اور جب بطون کا عالم ہو پوشیدگی اور راز مخفی کا عالم ہو تو رب کائنات کے سوا آپ ﷺ کی حقیقت سے دوسرا کوئی واقف نہیں۔ حتی کہ صدیق اکبر ؓ جیسے ہمدم دیرینہ خلوت اور جلوت کے ساتھ زندگی کے ہر راستے کے ہمراہی سے ارشاد ہوتا ہے

یا ابابکر لم یعرفنی حقیقة غیر ربی

☆ اے ابو بکر میرے صبح و شام لیل و نہار تم پر آشکار ہیں۔ میرا مزاج میری سیرت و

کردار میری عادات واطوار میری پسند ناپسند کا معیار تمہارے سامنے ہے۔ میری زندگی کا ہر لمحہ کھلی کتاب کی طرح ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ تم میری حقیقت سے بھی واقف ہو گئے ہو نہیں "میری حقیقت کو میرے رب کے علاوہ کوئی نہیں جانتا"۔

☆ بہر حال عزیزان محترم! یہ ایک علیحدہ موضوع ہے۔ میں گفتگو کی روانی میں دور نکل گیا۔ کہنا یہ تھا کہ حضور ﷺ "ظاہر لذاتہ" ہیں کہ تمام عالم امکان ان کی جلوہ گاہ ہے' یہ ساری بساط ہستی آپ ﷺ ہی کے حسن کو منکشف کرنے کیلئے بچھائی گئی ہے۔ آپ ﷺ کی جلوہ گری کیلئے کون ومکاں تخلیق ہوئے۔

☆ اس مقام پر اگر یہ حقیقت بھی ذہن میں رہے تو بات سمجھنے میں زیادہ آسانی ہوگی کہ "نور" انبساط کا مبداء ہے۔ انبساط یعنی کسی چیز کے کھلنے کی ابتداء "نور" سے ہوتی ہے۔ تمام عالم امکان "نور" کے بغیر نہیں کھلتا مثلاً اگر کسی چیز کو دیکھنا ہو تو دیکھنے کا انبساط نور بصارت پر ہوگا۔ بصارت کے نور کے بغیر دیکھی جانے والی چیزیں منکشف نہ ہوں گی۔ اگر کوئی آواز سنی جائے تو سننے کا انبساط نور سماعت پر ہوگا' سماعت کے نور کے بغیر مسموع اشیاء آشکار نہ ہوں گی۔ علی ہذا القیاس تمام محسوسات کیلئے مبداء انبساط حواس ہیں۔ حواس کے ذریعے تمام محسوسات کا علم ہوتا ہے' اسی طرح تمام معقولات کیلئے مبداء انبساط عقل ہے۔ عقل بھی نور ہے' حواس کی ہر اصل نور ہے' نور ہی تمام چیزوں کا مبداء اور انبساط ہوتا ہے' نور ہی حقائق کا انکشاف اور اسرار کے پردے اٹھانے والا ہوتا ہے۔ تو حضور ﷺ تمام کائنات کا تمام معلومات کا مبداء انبساط ہے۔ مبداء علم کا انبساط حضور ﷺ کی ذات والا صفات ہے' کیونکہ ہر علم کا مبداء انبساط نور ہوتا ہے۔ تو وہی ہستی تمام کائنات کے اسرار ورموز اور علم معرفت کا مبداء انبساط ہو سکتی ہے جو کسی ایک طرح یا ایک قسم کا نور نہ ہو بلکہ نور مطلق ہو اور حضور ﷺ نور مطلق ہیں۔ اسلئے عالم امکان کیلئے "ذات وجوب" کا انبساط ہوتا ہے۔ تو اس کا مبداء بھی سرکار دو عالم ﷺ یعنی اگر حضور ﷺ نہ ہوتے تو مخلوق خدا پر خالق کی معرفت کا کشف نہ ہوتا۔

☆ اس تمام گفتگو کا خلاصہ یہ ہے کہ حضور ﷺ چونکہ خود ظاہر ہیں اور ایسے ظاہر ہیں کہ ان سے زیادہ کوئی چیز ظاہر نہیں اس لحاظ سے میرے آقا ﷺ "ظاہر لذاتہ" ہیں اور چونکہ تمام مخلوق خدا اپنے وجود اور اپنی بقا کیلئے سرکار ﷺ کی مرہون منت ہے۔ مخلوق پر ذات وجوب کے انکشاف واظہار کا ذریعہ بھی آپ ﷺ ہی ہیں اس اعتبار سے آپ ﷺ "مظہر لغیرہ" ہیں اور نور کی یہ تعریف کہ وہ جوہر مجرد ہے۔ ظاہر لذاتہ اور مظہر لغیرہ (خود ظاہر اور دوسروں کو ظاہر کرنیوالا) تو یہ تعریف خدا پر صادق نہیں آتی کہ وہ جوہر نہیں جوہر کا خالق ہے وہ مظہر لغیرہ اور ظاہر لذاتہ کا خالق ہے۔

☆ یہ درست ہے کہ نور کی کئی قسمیں ہیں۔ وہ نور بصر اور نور سمع بھی ہو سکتا ہے وہ نور عقل اور نور علم بھی ہو سکتا ہے وہ ہدایت اور نور ایمان بھی ہو سکتا ہے وہ ظاہری یا باطنی نور بھی ہو سکتا ہے وہ جسمانی یا روحانی نور بھی ہو سکتا ہے وہ معنوی یا حقیقی نور بھی ہو سکتا ہے وہ نور حسی بھی ہو سکتا ہے اور عقلی بھی مگر چونکہ "قد جاء کم من اللہ نور" میں کوئی قید نہیں لگائی گئی اور حضور ﷺ نور مطلق ہیں آپ ﷺ علم وعرفان کا نور ہیں تو عرش وکرسی کا نور بھی۔ آپ ﷺ تقوی وہدایت کا نور ہیں تو لوح وقلم کا نور بھی۔ آپ ﷺ اسلام اور ایمان کا نور ہیں تو شمس وقمر کا نور بھی۔ الغرض اس عالم امکان میں ہر نور کا مبداء آپ ﷺ کی ذات اقدس ہے۔

☆ یہاں پر کئی ایک سوالات اور شبہات پیدا ہو سکتے ہیں۔ انکا سرسری ذکر بھی موقع محل کے خلاف نہ ہوگا۔ ایک سوال تو پچگانہ سا ہے کہ اگر حضور ﷺ حاضر وناظر ہیں اور نور حسی بھی تو پھر کہیں بھی اندھیرا نہ ہونا چاہیئے تو اسکے جواب میں عرض ہے کہ نور کا ادراک نور ہی کر سکتا ہے اگر آنکھ نور سے خالی ہو تو آفتاب نصف النہار بھی دکھائی نہ دے گا۔ لا نکہ کے

نور حقیقی ہونے سے کون انکار کر سکتا ہے وہ ہمہ وقت ہمارے ساتھ ہیں۔ اللہ ﷻ جو زمین و آسمان کا نور ہے ہمہ وقت ہر جگہ پر موجود ہے اسکے باوجود بے شمار جگہوں پر اندھیرا بھی ہوتا ہے جب یہ اندھیرا الامکہ بلکہ رب کے نور ہونے کے خلاف دلیل نہیں بن سکتا تو محبوب رب کائنات ﷺ کی نورانیت کے انکار کا ثبوت کیسے بن سکتا ہے جبکہ سرکار ﷺ کا نور ملائکہ یا کلام کرنا ہمیں زیب نہیں دیتا۔

☆ ایک اور حدیث کو بطور اعتراض پیش کیا جاتا ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ "بعض اوقات تہجد کیوقت میں سوری ہوتی تھی اور حضور ﷺ تہجد ادا کرتے ہوئے مجھے چھوتے تو میں سجدہ کیلئے جگہ چھوڑ دیتی تھی" یہ حدیث چند الفاظ کے فرق کیساتھ مسلم و بخاری دونوں میں ہے لیکن نفس مضمون ایک ہی ہے اسلئے حدیث کی صحت پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔ معترض نے کہا کہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا یہ فرمان اس بات کی دلیل ہے کہ حضور ﷺ نور نہیں ہیں۔ اصولی طور پر تو اسکا جواب میں پہلے دے چکا ہوں مزید عرض یہ ہے کہ اس حدیث میں تو نماز تہجد کے وقت حضور ﷺ کے نور مبارک کے حسی طور پر ظاہر نہ ہونے کی حکمت اور وجہ بیان کردی گئی ہے کم از کم اس حدیث کو تو اعتراض کی بنیاد نہیں بنانا چاہیے تھا وہ حکمت یہ ہے کہ حالت وضو میں بلکہ حالت نماز میں عورت کے بدن کو ہاتھ لگ جانا ناقض وضو اور ناقض نماز نہیں ہے۔ یہ مصلحت تھی اس وقت اندھیرا ہونے اور نور کے حسی طور پر ظاہر نہ ہونے کی گویا یہ عدم ظہور دین کی تکمیل کیلئے تھا مسئلہ شریعت کی تعلیم کیلئے تھا۔

☆ آپ اس محفل میں تشریف فرما ہیں بیٹھے ہوئے ہیں خاموشی سے میری بات سن رہے ہیں آپ کو اس حال میں دیکھ کر اگر کوئی کہے کہ آپ لوگ چل نہیں سکتے اور بات نہیں کر سکتے تو یہ بات مضحکہ خیز ہوگی۔ غلط خلاف واقعہ ہوگی کہ اسوقت آپ کا نہ چلنا نہ بولنا محفل کے آداب اور وقت کے تقاضے کے تحت ہے۔ ہاں جب ضرورت ہوگی آپ گفتگو بھی کریں گے اور چلنا پھرنا شروع کردیں گے۔ ہمارے افعال کی طرح خدا کے افعال بھی ضرورت کے مطابق صادر ہوتے ہیں۔ یہاں سب زندہ سلامت جیتے جاگتے افراد بیٹھے ہیں۔ کیا اسکا یہ مطلب ہے کہ اللہ ﷻ ہمیں مارنے پر قادر نہیں؟ یقیناً اسکا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے یا آپ کے ہاتھ میں قلم ہے کہ ہمارے ہاتھ میں کلہاڑا ہوتا ہے اور اس سے ہم لکڑی کو پھاڑ دیتے ہیں اب کاغذ پر قلم سے لکھتے ہوئے کوئی یہ گمان کرے کہ ہمارے ہاتھ میں لکڑی چیرنے کی قوت نہیں ہے اگر ہوتی تو اتنا باریک کے نور سے زیادہ لطیف ہے یہ بات تو زمانہ جاہلیت میں تھی جیسا کہ اقبال نے کہا

خوگر پیکر محسوس تھی انسان کی نظر
مانتا پھر کوئی ان دیکھے خدا کو کیونکر

بہر حال میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اللہ ﷻ نے اپنی حکمت کے تحت جب چاہا اپنے محبوب ﷺ کی جسمانی اور حسی نورانیت کو ظاہر فرما دیا اور جب چاہا اسے پوشیدہ کردیا۔ یاد رکھیے عدم ظہور عدم وجود کی دلیل نہیں بلکہ عدم ظہور تو در حقیقت وجود کی دلیل ہے وہ اسلئے کہ اگر کوئی چیز سرے سے موجود ہی نہ ہو تو وہ اسکے ظاہر یا غائب ہونے کا تصور قائم نہیں ہو سکتا۔ بہر حال اگر کسی وقت میرے آقا ﷺ کا نور حسی طور پر ظاہر نہیں ہوا تو یہ میرے رب کی حکمت کا تقاضا تھا اور جب اس نے چاہا تو [illegible] ظاہر بھی فرما دیا

☆ حدیث شریف میں ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا صبح صادق سے قبل اپنے حجرہ مبارکہ میں سوئی تلاش کر رہی تھیں کہ اتنے میں سرکار ﷺ تشریف لائے اور آپ ﷺ کا نور حسی طور پر اتنا ظاہر ہوا کہ اسی روشنی میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے سوئی تلاش کر لی۔ اسی طرح ایک اور حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں

اذا ضحك يتلالوء في الجدر

ترجمہ☆ کہ جب سرکار ﷺ تبسم فرماتے تھے آپ ﷺ کے دندان مبارک سے نور کی شعائیں پھوٹتی تھیں۔

☆ اسی طرح حدیث مبارکہ میں آتا ہے "حضور ﷺ کے دندانہائے مبارک کی کشادگی سے نور کی شعائیں نکلتی تھیں" اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ "حضور ﷺ کی پیشانی مبارک کی لکیروں سے نور کی شعائیں نکلتی تھیں اور بحالتِ مسرت میں سرکار کا تمام رخ انور اس قدر روشن ہو جاتا تھا کہ کرنیں پھوٹتی محسوس ہوتی تھیں"

☆ گویا عرض کرنے کا مدعا یہ تھا کہ کبھی اللہ ﷻ اپنے محبوب ﷺ کے نور کو حسی طور پر ظاہر فرما دیتا تھا اور کبھی پوشیدہ رکھتا تھا یہ اسکی حکمتیں ہیں اور ان پر اعتراض کا عذر کیسے کیا جاتا ہے۔ الغرض ایسی بے شمار مثالیں پیش کی جا سکتی ہیں کہ قوت و طاقت قدرت و اختیار شجاعت و بہادری تکلم و تبسم گویائی و بینائی تمام صفات و کمالات اور جملہ صلاحیتوں کا اظہار ضرورت مصلحت اور حکمت کے مطابق ہوتا ہے اسی طرح اللہ ﷻ کی حکمتوں کے تحت کبھی "نور محمدی" حسی طور پر ظاہر ہوا کبھی پوشیدہ رہا۔

☆ اور اگر یہاں یہ سوال کیا جائے کہ اللہ ﷻ نے حضور ﷺ کو نور مجسم بنایا ہے تو حضور ﷺ کی اس دعا کا کیا مطلب ہوگا

اللهم اجعل لی نورا فی قلبی و نورا فی جسمی و نورا فی قبری و نورا بصری و نورا فی شعری و نورا فی بشری و نورا فی لحمی و نورا فی عظامی و نورا منالخ

☆ یعنی اگر حضور ﷺ خود نور ہیں تو وہ اللہ ﷻ کی بارگاہ میں یہ دعا کیوں کر رہے ہیں کہ وہ انہیں نور بنا دے۔ اس دعا کا کیا مقصد ہے؟ دعا تو اس چیز کیلئے ہوتی ہے جو پہلے سے حاصل نہ ہو اور وہ چیز پہلے سے موجود ہے حاصل ہے تو اس کے حصول کی دعا لاحاصل ہوگی۔

☆ اس سوال کے جواب میں عرض ہے کہ بسا اوقات بلکہ اس مقام پر یوں کہنا پڑے گا کہ کسی نعمت کیلئے دعا در اصل اسکے ثابت اور باقی رہنے کیلئے کیجاتی ہے یا اس نعمت کی ترقی مقصود ہوتی ہے اسلئے اللہ ﷻ نے اپنے حبیب ﷺ کو بلند درجات کیلئے یہ دعا تعلیم فرمائی۔ اللہ ﷻ نے اس دعا کی برکت سے اپنے حبیب ﷺ کے درجے بلند فرمائے۔ اللہ ﷻ کے حبیب ﷺ نے پھر اس سے اگلے درجے کو طلب فرمایا اسلئے اللہ ﷻ نے فرمایا

وللاخرت خیرلك من الاولی

ترجمہ☆ اور بیشک (ہر) پچھلی (گھڑی) آپ کے لئے پہلی سے بہتر ہے۔

☆ کمالات محمدی کا ظہور ہو رہا ہے تمام کمالات کا تدریجا اظہار ہوتا جا رہا ہے اور اس دعا کا مطلب ہے کہ الٰہی تو میرے اس درجے کو ایک اور درجہ آگے بڑھا دے اور میری نورانیت کا بھی اظہار فرما دے۔ آپ کو معلوم ہے کہ ماں اپنے بچے کو لقمہ دیتی ہی تو کبھی ایسا ہوتا ہے کہ پہلے اپنے منہ میں وہ لقمہ چبا کر پھر بچے کے منہ میں دیتی ہے تا کہ بچے کو لقمہ نگلنے میں آسانی ہو جائے اسی طرح جن الفاظ میں حضور ﷺ نے یہ دعا فرمائی وہ اسلئے بابرکت ہو گئی ہے کہ امت جب ان الفاظ میں دعا کریگی تو وہ دعا حضور ﷺ کے بولے ہوئے الفاظ ہونگے اور انہیں خالی واپس کرنا اللہ ﷻ کو گوارہ نہ ہوگا۔

☆ آخر ہم بھی تو اپنے رب سے دعا کرتے ہیں کہ اے مولا! ہمیں ایمان عطا فرما ہمیں یقین کی دولت سے سرفراز فرما کیا اسکا یہ مطلب ہوتا ہے کہ ہم ایمان سے محروم ہیں یا ہمیں اللہ ﷻ اور اسکے فرمان پر یقین نہیں ہے۔ یقینا اس سے یہ مراد نہیں ہوتا بلکہ مدعا یہ ہوتا ہے کہ مولا ہمارے ایمان اور یقین میں ترقی عطا فرمائے اور اسے ہمارے لئے باقی رکھے۔

☆ اور دوسری بات یہ ہے کہ حضور ﷺ نے رب سے جو یہ دعا مانگی تو کیا رب نے یہ دعا قبول نہ فرمائی ہوگی۔ اگر نبی کی دعا بھی رد کی جا سکتی ہے تو ہمارے لئے امید کی کیا گنجائش باقی

رہے گی۔ پھر ہماری دعا کی کیا وقعت اور کیا حیثیت رہ جائے گی؟ جب حضور ﷺ نے یہ دعا مانگی اور یقیناً قبول بھی ہوئی تو کم از کم اب تو یہ شبہ نہیں رہنا چاہیے کہ حضور ﷺ نور ہیں یا نہیں؟ کوئی کم فہم' کوئی کج بحث اب اگر با[illegible] بھی تو یہ بحث کرے کہ یہ دعا مانگنے سے پہلے حضور ﷺ نور تھے یا نہیں؟ اس دعا کے بعد تو بحث کے دروازے بند ہو جانے چاہئیں۔

انعام یافتگان الٰہیہ

☆ حضرات محترم! پہلے میں اپنا عقیدہ بیان کرتا ہوں' میں بحمداللہ اہل سنت سے ہوں اور سنی ہوں اور سنیوں کا عقیدہ یہ ہے کہ حضور تاجدار مدنی جناب محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کے مظہر اتم ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ساری کائنات میں سب سے زیادہ افضل' اکمل' اعلیٰ عالم اپنے حبیب ﷺ کو پیدا فرمایا کسی نے خوب کہا ہے

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

☆ ہمارا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بعد حضور ﷺ کا مرتبہ ہے اور اللہ تعالیٰ کے بعد ساری کائنات کے مالک ومختار ہیں۔ آپ ﷺ کے تمام فضائل' کمالات وصفات کا مظہر اتم ہیں اور پھر تمام انبیاء علیہم السلام کا مرتبہ رسولوں کا مرتبہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

تلک الرسل فضلنا بعضهم علی بعض منهم من کلم الله ورفع بعضهم درجت

ترجمہ☆ یہ سب رسول ہم نے انکے بعض کو بعض پر فضیلت دی ان میں کسی سے اللہ نے کلام فرمایا اور (سب پر) درجوں بلندی عطا فرمائی (البقرۃ ۲۵۳)

☆ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو وافر فضیلت دی اور نبوت ایک ایسا مقام اور مرتبہ ہے کہ نبوت سے آگے انسان کیلئے کوئی مرتبہ نہیں ہے۔ کون انسان؟ جو اشرف المخلوقات ہے ساری کائنات میں سب سے افضل اور اشرف ہے بس انسانیت نبوت پر ختم ہے۔ حضور ﷺ کے بعد نبوت ختم ہے حضور ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ اگر کوئی حضور ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے تو وہ کذاب ہے۔

☆ انسانی کمال میں سب سے اعلیٰ کمال نبوت ہے نبوت کے بعد دوسرا کمال صدیقیت ہے' صدیقیت کے بعد تیسرا کمال شہادت ہے اور شہادت کے بعد چوتھا کمال صالحیت ہے اور اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

انعم الله علیهم من النبین والصدقین والشهداء والصلحین

ترجمہ☆ جن پر اللہ نے انعام کیا (وہ) انبیاء' صدیقین اور شہداء اور صالحین ہیں۔ (النساء ۶۹)

☆ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول کی اطاعت کرنیوالوں کا قیامت کے دن نبیوں' صدیقیوں' شہیدوں اور صالحین کیساتھ حشر ہوگا گویا وہ نبیوں' صدیقوں' شہیدوں اور صالحین کے ساتھی ہونگے اور پھر خود ہی ارشاد فرماتا ہے

ومن یطع الله والرسول فاولئک مع الذین انعم الله علیهم من النبین والصدقین والشهداء والصلحین وحسن اولئک رفیقا

ترجمہ☆ اور جو اللہ اور اسکے رسول کی فرمانبرداری کریں تو وہ لوگ انکے ساتھ ہونگے جن پر اللہ نے انعام کیا جو انبیاء' صدیقین' شہداء اور صالحین ہیں اور یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں۔ (النساء ۶۹)

☆ (گویا) یہ بڑے اچھے ساتھی اور رفیق ہیں ان جیسا اچھا ساتھی اور رفیق تصور میں نہیں آسکتا تو اس آیت کریمہ میں سب سے پہلے النبیین' پھر صدیقین' پھر شہداء اور پھر آخر میں صالحین کا ذکر فرمایا معلوم ہوا سب سے پہلا مقام نبوت ہے اسکے بعد صدیقیت' پھر شہادت اور پھر چوتھا مقام صالحیت ہے۔ ہر کمال کی اصل حضور ﷺ ہیں۔ اگر کمال نبوت حضور ﷺ میں نہ ہوتا تو کوئی نبی حضور ﷺ سے پہلے دنیا میں نہ آتا۔ اسی طرح کمال صدیقیت' کمال شہادت اور کمال صالحیت حضور ﷺ میں نہ ہوتا تو قیامت تک کوئی صدیق

کوئی شہید اور کوئی صالح پیدا نہ ہوتا۔

شبہ

☆ آپ کہیں گے کہ نبی، صدیق، شہید اور صالح تو حضور ﷺ تو ہیں تو اور نبی، صدیقین، شہداء اور صالحین کہاں سے آئے؟

شبہ کا ازالہ

☆ النبیین، صدیقین، شہید اور صالحین کا مرکز تاجدار مدنی ﷺ [illegible] ہیں اور کمالات نبوت کا مرکز مقام الوہیت ہے۔ میرے آقا ﷺ اول النبیین اور آخر النبیین ہیں۔ آپ ﷺ کی نبوت کا حسن و جمال حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر عیسیٰ علیہ السلام تک ہر نبی میں چمکا ہے اور یقین کیجئے کہ سب سے پہلے اس کائنات میں اللہ تعالیٰ نے جو صدیق پیدا فرمائے اس سے لیکر قیامت تک جو صدیق پیدا ہوگا۔ وہ میرے آقا ﷺ کے کمال صدیقیت کا آئینہ اور حسن و جمال ہوگا۔ اس سرزمین پر پہلے شہید سے لیکر قیامت تک پیدا ہونیوالے شہید کی شہادت، میرے آقا ﷺ کی شہادت کا مظہر ہوگی۔ اسی طرح ازل سے ابد تک جو صالح پیدا ہوگا وہ میرے آقا ﷺ کی صالحیت کا مظہر ہوگا اور کیونکہ تمام کمالات نبوت کا مرکز و محور مقام الوہیت ہے۔ تو اب نتیجہ یہ نکلا کہ اصل حسن خالق حقیقی کا ہے۔ اسکے حسن محمد کے آئینے تمام انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین ہیں۔ حسن الوہیت کی تجلی اول کا نام حسن محمدیت ہے اور اس حسن اول کی تجلیاں جب چھلیں تو کہیں نبوت کے حسن کی تجلی چمکی اور اس تجلی کے انوار جہاں نظر آئے وہ انبیاء ہی انبیاء ہوئے۔ اسی حسن کی صدیقیت کا جلوہ جب چمکا تو جس جس آئینے نے اس جلوے کو لے لیا وہ صدیق بن گیا اور آپ ﷺ کے حسن شہادت کے جلوے جن جن آئینوں میں چمکے وہ شہداء ہو گئے اور اسی آئینہ اکمل اور مظہر اتم کے حسن صالحیت کا جب ظہور ہوا تو جس جس آئینہ کے اندر اسکی صالحیت کے انوار چمکے وہ سب صالحین قرار پائے۔

بحث امکان و وجود

☆ عزیزان محترم! ایک ہے امکان اور ایک ہے وجود۔ وجود واجب کیلئے بھی ہے اور ممکن کیلئے بھی یہ اور بات ہے کہ ممکن کا وجود ایسا ہے کہ اسکا عدم ضروری ہے اور نہ وجود۔ اسکا ہونا بھی ضروری نہیں اور اسکا نہ ہونا بھی اور واجب ایسا وجود ہے کہ جسکا ہونا ضروری ہے اور نہ ہونا محال اور عالم امکان کا مرکز اول محمد ﷺ ہیں۔ امکان آپ ﷺ کا بھی ہے اور میرا بھی۔ عالم امکان کا ہر ممکن اور ہر فرد امکان کی صفت سے متصف ہے مگر جو امکان مصطفیٰ ﷺ میں پایا جاتا ہے وہ امکان کسی میں نہیں پایا جاتا۔ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ہر ممکن کے اندر امکان موجود ہے مگر میرے آقا ﷺ جس امکان کے ساتھ ممکن ہیں اس امکان کی نظیر عالم امکان میں نہیں ہے۔ یہ میں نہیں کہتا حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ مکتوبات شریف میں فرماتے ہیں

عالم امکان مثل

او متصور نیست

☆ فرماتے ہیں ممکن تم بھی ہو ممکن ہم بھی ہیں۔ لیکن جس امکان کیساتھ میرے آقا ﷺ ممکن ہیں اس امکان کی نظیر عالم امکان میں نہیں۔ واللہ باللہ ثم تاللہ۔ میرے آقا ﷺ وجود (حقیقی) کا مظہر اتم ہیں۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا

واجب میں عبدیت کہاں اور ممکن میں یہ قدرت کہاں
حیرت نے جھنجلا کر کہا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

☆ عزیزان محترم! اب جنکے دلوں میں غیر ہے انکا جواب تو کوئی بھی نہیں دے سکتا۔

شبہ

☆ شاید کوئی یہ کہے کہ جب آپ ﷺ [illegible] نہیں وہ بھی نہیں تو پھر آپ ﷺ کیا ہیں؟

شبہ کا ازالہ

☆ تو میں کہوں گا کہ ہیں ہی آپ ﷺ اور کوئی ہے ہی نہیں۔ [illegible] وجہ آپ کو بتاؤں اسکی وجہ یہ ہے کہ وجود حقیقی کا ظہور کسی صفت میں مقید نہیں ہوتا۔ نہ وہ امکان [illegible] ہے اور نہ زمان میں۔ وہ نہ کسی ہیت میں مقید ہو سکتا ہے اور نہ کسی قید میں۔

☆ عزیزان محترم! میرے آقا ﷺ وہ ہیت کبری ہیں کہ جو عالم وجود سے پاک ہیں۔ لوگ پوچھتے ہیں کہ حضور سید عالم ﷺ نے اللہ ﷻ کو کیسے دیکھا؟ اللہ ﷻ کہاں تھا۔ حضور ﷺ کہاں تھے۔ حضور ﷺ کہاں سے چل کر اللہ ﷻ کے پاس کہاں پہنچے؟ تو ﷺ! اللہ ﷻ تو کہاں سے پاک' جہاں سے پاک' جہت وسمت سے پاک' یہاں اور وہاں سے پاک' زمان ومکان سے پاک ہے' وہ پاک ہے' وہ پاک ہے' وہ پاک ہے' مگر اسنے جسکو اپنا مظہر اتم بنایا وہ اسکا جلوہ ہوکر پاک ہے وہ خدا اصل ہوکر پاک ہیں۔ وہ (سید عالم ﷺ) فرع ہوکر پاک ہیں۔ اسلئے اعلی حضرت نے کیا خوب فرمایا ہے کہ

مکان امکان کے جھوٹے نقطوں تم اول وآخر کے پھیر
میں ہو
محیط کی چال سے تو پوچھو کدھر سے آئے کدھر گئے تھے

☆ محیط کی چال میں کدھر کدھر کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ایک ہے محیط کی چال اور ایک وہ ہیں کہ جن کی صفت عالم امکان کو محیط ہے۔ وہ کیا صفت ہے؟ "وما ارسلنک الا رحمۃ للعلمین" اللہ ﷻ نے میرے آقا ﷺ کو "العالمین" کی اصل کردیا اور "العالمین" کو آپ ﷺ کی فرع کردیا۔ "العالمین" کو میرے آقا ﷺ کے دامن میں دیکر آپ ﷺ کی رحمت کا محتاج کردیا اور "العالمین" کیا ہے؟ "العالمین" ماسوا اللہ کو کہتے ہیں لہذا "العالمین" کو مصطفی ﷺ کی رحمت محیط ہے۔ محیط کی چال سے پوچھو' کدھر سے آئے کدھر گئے تھے۔ آپ ﷺ کی صفت محیط ہے اور جن کی ایک صفت محیط ہے انکی ذات کا کیا عالم ہوگا۔

☆ "وما ارسلنک الا رحمۃ للعلمین" جنکی صفت رحمت سارے عالم کو محیط ہے انکی صفت رسالت بھی سارے عالم کو محیط ہوگی اور یہ میں نہیں کہتا۔ اے زبان رسالت! آپکی پر کروڑوں سلام مسلم شریف کی حدیث میں فرمایا

وارسلت الی الخلق کافۃ

ترجمہ☆ میں تو ساری مخلوق کی طرف بھیجا گیا ہوں۔

☆ زمین وآسمان چاند اور سورج' عرش وکرسی' لوح وقلم' زمان ومکان یہ کیا ہیں؟ مخلوق ہیں زمان کیا ہے؟ زمان کیا ہے؟ فلسفیوں نے کہا کہ مقدار حرکت کا نام زمانہ ہے' بسیں گاڑیاں' کاریں' فیکٹریاں چلتی ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ وہ حرکت کررہی ہیں۔ لیکن زمانہ کی حرکت کو کیسے معلوم کیا جائے جبکہ فلسفیوں کے نزدیک مقدار حرکت کا نام زمانہ ہے۔ معلوم ہوا کہ زمانہ حرکت میں ہے۔ فلسفیوں کے نزدیک زمانہ کیسے ختم ہوگا؟ جب حرکت ختم ہوگی۔ حرکت کس چیز کی؟ متحرک کی۔ متحرک کیا ہے؟ زمانہ ہے۔ جب متحرک نہیں رہا تو حرکت نہیں رہے گی اور جب حرکت نہیں رہیگی تو مقدار حرکت بھی نہیں رہیگی۔ تو لہذا زمانہ ختم ہوجائیگا اور یہ ہو نہیں سکتا کیونکہ گھڑیوں کی مقدار حرکت کا نام زمانہ نہیں ہے۔ سارے

جہاں کی گھڑیاں ٹوٹ جائیں تب بھی زمانہ ختم نہیں ہوگا کیونکہ گھڑیاں بننے سے پہلے بھی زمانہ تھا۔ اب اگر گھڑیاں ہیں تب بھی زمانہ ہے اگر گھڑیاں ختم ہو جائیں تو تب زمانہ رہے گا۔ تو اب زمانہ کیا ہوا۔ زمانہ "فلک الافلاک" کی گردش کا نام زمانہ ہے۔ فلک الافلاک کیا ہے؟ یہ متحرک ہے۔ اس میں حرکات پیدا ہوتی ہے [illegible] حرکت کا نام زمانہ ہے۔ [illegible] ایک بات کہتا ہوں کہ معراج کی رات جب میرے آقا ﷺ عرش سے اوپر گئے۔ تو عرش نیچے رہا میرے آقا ﷺ اوپر، متحرک بھی نیچے اور حرکت بھی نیچے مقدار [illegible] بھی نیچے رہی تو معلوم ہوا کہ زمانہ حضور ﷺ کو محیط نہیں ہے بلکہ میرے آقا ﷺ زمانہ کو محیط ہیں [illegible] میرے آقا ﷺ کے کمالات کی بھی شان کہ آپ ﷺ کی نبوت آپ ﷺ کی رسالت آپ ﷺ کی رحمت، آپ ﷺ کے جمال محمدیت کے جلوے اور آپ ﷺ کی صدیقیت کے جلوے ہر ایک کو محیط ہیں۔ ابو بکر ؓ کو صدیق ماننا فقط میرے لئے ضروری نہیں ہے بلکہ کائنات کی ہر چیز کو خواہ وہ زمین پر ہے یا آسمانوں پر ہے یا سدرہ پر ہے بلکہ ستر ہزار حجابات عظمت کے آگے بھی ابو بکر صدیق ؓ کی صداقت کا اقرار کرنا پڑے گا کیوں؟ اگر ایسا نہ ہو تو مقام حیرت میں حضرت ابو بکر صدیق ؓ کی آواز کی شکل میں حضور ﷺ کے کانوں میں آواز کہاں سے آئی۔ یہ کیا تھا؟ یہ اس بات کی دلیل تھی کہ میرے محبوب ﷺ کی رحمت محیط ہو کر آپ ﷺ کو "لا" نہیں بناتی تو ابو بکر صدیق ؓ کی صدیقیت محیط ہو کر انکو محمد ﷺ کیسے بنا دے گی؟ کیونکہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کا مظہر ہیں اور حضرت ابو بکر صدیق ؓ آپ ﷺ کے مظہر ہیں۔

☆ عزیزان محترم! بات دور چلی گئی۔ مجھے کہنا یہ تھا کہ اصل کمال محمد ﷺ کا ہے حضور ﷺ اصل ہیں۔ اصل اعلیٰ ہوتی ہے باقی فرع ہے۔ فرع ادنیٰ ہوتی ہے۔ اگر ادنیٰ اعلیٰ کیساتھ مل جائے۔ ادنیٰ کی اعلیٰ کیساتھ نسبت ہو جائے۔ تو ادنیٰ بھی اعلیٰ کا مظہر ہو جائیگا۔ بشرطیکہ اعلیٰ کے اندر فیض پہنچانے کی صلاحیت ہو اور ادنیٰ کے اندر فیض قبول کرنے کی صلاحیت ہو۔ تو جب ادنیٰ کو اعلیٰ کا قرب، اعلیٰ کی صحبت اور مصاحبت نصیب ہو جائیگی تو ادنیٰ کو اعلیٰ کا نائب قرار دیا جائیگا۔ تو پھر کیا ہوگا؟ نتیجہ یہ ہوگا کہ اعلیٰ فیض دے رہا ہوگا اور ادنیٰ فیض لے رہا ہوگا تو اسوقت اعلیٰ کا فیض لیکر ادنیٰ تو نہیں ہو سکتا مگر اعلیٰ کا مظہر ہو جائیگا۔ عزیزان محترم! اللہ تعالیٰ فیض دینے والا ہے اور محمد ﷺ فیض لینے والے ہیں۔

☆ عزیزان محترم! دنیا میں دو طاقتیں کام کرتی ہیں۔ ایک انفعال اور ایک انکسار۔ انفعال کا معنی ہے اثر دینا اور انکسار کا معنی ہے اثر لینا۔ گویا انفعال کا معنی ہے فیض دینا اور انکسار کا معنی ہے فیض لینا فیض قبول کرنا اور محمد ﷺ کو فیض قبول کرنے کی صلاحیت کہاں سے آ گئی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

سبحن الذی اسری بعبده

ترجمہ: [illegible] عیب سے پاک ہے اسے جو لے گیا اپنے (مقدس) بندے کو۔ (بنی اسرائیل ۱)

☆ [illegible]! عبد کے کیا معنی ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو عبد اسلئے کہا ہے کہ میرے عبد مقدس کو اپنے جیسا بشر کہنے والو [illegible] عاقبت خراب نہ کرو۔ [illegible]۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ معراج کی رات ہم فیض دینے والے تھے اور آپ ﷺ فیض لینے والے تھے۔ عبدیت تو اس انکسار کا نام ہے یعنی جب بچے قلم کیساتھ تختی (لوح) پر ا ب پ ت کا نقش بناتے ہیں۔ تو تختی نقش لے رہی ہوتی ہے تختی کا کام انکسار ہے اور قلم کا کام انفعال ہے یعنی قلم نقش دے رہا ہے۔ میں بس اتنی بات کہنا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ جب معراج کی رات اپنے حبیب ﷺ کو لے گیا تو یوں کہیئے کہ اس صفت کمال ظہور کا موقع آیا۔ یوں تو اللہ تعالیٰ دیتا ہے اور حضور ﷺ لیتے ہیں۔ یہ ہمیشہ کی بات ہے۔ انفعال میرا ہوگا اور انکسار مصطفیٰ ﷺ کا ہوگا۔

اے پیارے حبیب ﷺ جب تو میری طرف رخ کریگا تو پھر میں دینے والا اور تو لینے والا اور جب تو کائنات کی طرف رخ کرے گا تو پھر تو کائنات کو دینے والا اور کائنات تجھ سے لینے والی۔ یعنی جب تیرا رخ ادھر ہے تو میں دینے والا تو لینے والا" واللہ یعطی وانا قاسم " میں دونگا تو لے گا اور جب تیرا رخ کائنات کیطرف ہوگا تو تو دینے والا ہوگا۔ عبدیت کی لوح بن کر میری بارگاہ میں آ جا اور نبوت کا قلم بن کر کائنات کے سامنے آ جا۔ (معراج کی رات) جب حضور خدا کی بارگاہ میں پیش ہوئے' خدا کی قسم عبدیت کی لوح بن گئے' اسلئے فرمایا

سبحن الذی اسری بعبدہ

ترجمہ☆ ہر عیب سے پاک ہے وہ جو لے گیا اپنے (مقدس) بندے کو۔

☆ آپ ﷺ عبدیت کی لوح بن کر جاتے ہیں اور نبوت اور رسالت کا قلم بن کر اللہ ﷻ کے بندوں کے سامنے واپس آتے ہیں" واللہ یعطی وانا قاسم "آپ ﷺ نے اللہ ﷻ سے لیا اور نبیوں اور رسولوں کو دیا اور آپ ﷺ کے بعد نبوت تو ختم ہوگئی تھی مگر میرے آقا ﷺ نے نگاہ اٹھائی تو صدیق اکبر ؓ کو صدیقیت کبری عطا فرمائی اور میرے آقا ﷺ کے یہ سب خلفائے راشدین' ازواج مطہرات' اہل بیت اطہار یہ نبی نہیں ہوسکتے مگر ان میں ہر ایک صدیق ہے' مگر اے ابوبکر صدیق ؓ میں آپ ؓ کی صدیقیت کبری کو سلام عقیدت پیش کرتا ہوں۔

شبہ

☆ حضرات ابوبکر صدیق ؓ کو صدیق اکبر کیوں بنایا گیا؟ حضرت علی المرتضی کرم اللہ وجہہ الکریم کو صدیق اکبر بنایا ہوتا؟

شبہ کا ازالہ

☆ حضرت علی المرتضی کرم اللہ وجہہ الکریم کی صدیقیت کا کون انکار کرتا ہے؟ اگر کوئی منکر ہے تو میں اسکو مومن ہی نہیں سمجھتا۔ بات یہ تھی کہ اگر لوگ جیسا ذہن رکھتے ہیں حضور ﷺ ویسا ہی عمل فرماتے ہیں تو حضور ﷺ کے بارے میں بدگمانی پیدا ہوتی کہ جو کچھ ہے اپنے گھر کیلئے ہے۔ دوسروں کیلئے کچھ نہیں ہے فرمایا یہ بات نہیں ہے میں تو تمام کائنات کیلئے "یعطی" بن کر آیا ہوں۔ عطا فرمانیوالا بن کر آیا ہوں۔ میں نے اگر عمر ؓ کو' عثمان ؓ کو اور علی المرتضی کرم اللہ وجہہ الکریم کو دیا ہے تو وہ میرے عطا ہے اور اگر میں نے ابوبکر ؓ کو صدیق اکبر بنا کر اپنے ازواج مطہرات اور اپنی آل پاک کو محروم کردیا ہے۔ نہیں نہیں بلکہ جو ابوبکر ؓ کی صدیقیت کبری کا قائل ہوگا اسکو صدیقیت کبری کا فیض مل جائیگا۔ ملے گا کہاں سے اور کیسے؟ تو حقیقی دینے والا تو اللہ ﷻ ہے اور تقسیم کرنیوالے مصطفی ﷺ ہیں۔ مگر صدیق اکبر ؓ کو واسطہ بنادیا تا کہ دنیا کو پتہ چلے کہ وہ ایسے کریم اور سخی ہیں کہ خود بھی دیتے ہیں اور دوسروں سے بھی دلواتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جب حوض کوثر کا موقع آئیگا تو یہ شرف حضرت ابوبکر صدیق ؓ اور حضرت علی المرتضی کرم اللہ وجہہ الکریم کو ملے گا اور یہ شرف اسلئے ملے گا تا کہ حضور ﷺ کی عام جود وسخا کا ظہور ہو جائے اور دنیا کو پتہ چل جائے کہ میرے آقا ﷺ کی جود وسخا کسی مرحلہ پر مقید نہیں ہے۔

☆ بہر نوع! ہر کمال کی اصل حضور ﷺ ہیں اور سب کو فرمایا کہ میرے محبوب ﷺ کا قرب حاصل کرلو۔ ان سے نسبت مضبوط کرلو۔ تم جب اپنی نسبت مضبوط کرلو گے تو جو صلاحیت جسکے اندر ہوگی وہی فیض میرے آقا ﷺ سے اسکے اندر پہنچ جائیگا۔ صلاحیت دینے والا میں ہوں۔ کسی کو کوئی صلاحیت دی ہے اور کسی کو کوئی۔ صدیق اکبر ؓ کو وہ صلاحیت دی ہے کہ جس کی بنا پر انہوں نے مانعین زکوۃ اور مسیلمہ کذاب کیساتھ جہاد کیا اور صدیقیت کبری کا وہ مظاہرہ فرمایا کہ دنیا حیران رہ گئی۔ اللہ ﷻ کے حبیب ﷺ نے اپنے جمال کا

کمال صدیق اکبر ؓ میں چمکا دیا اور جلال کے کمال کا مظہر عمر فاروق ؓ کو بنا دیا' شرم وحیا کا آئینہ عثمان غنی ؓ کو اور شجاعت کا مظہر علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کو بنا دیا۔ اسکو اس طرح ہی سمجھا جا سکتا ہے کہ جیسے ایک کسان [illegible] میں کماد' کپاس' گندم' چاول اور تمام قسم کے پھول اور تمام قسم کی سبزیاں کاشت کر کے کماد کے بیج سے کماد' کپاس کے بیج سے کپاس' گندم کے بیج سے گندم' چاول کے بیج سے چاول' پھول اور سبزیاں اسی جنس کی حاصل کرتا ہے جو اس نے بوئی تھیں بالکل اسی طرح تمام صحابہ کرام نے جمیع [illegible] نے اللہ عزوجل کی عطا کی ہوئی صلاحیت کے مطابق قرب حاصل کرنے کے بعد فیض پایا۔ [illegible] نہیں ہوا کہ ایک جنس سے دوسری جنس حاصل ہوئی ہو ایک پھول سے دوسری قسم کا پھول پیدا ہوا ہو ایک قسم کی سبزی سے دوسری قسم کی سبزی حاصل ہوئی ہو اور پھر یہ تمام قسم کے اجناس اعلیٰ قسم کے پھول اور پھل اور سبزیاں زمین ہی سے پانی اور خوراک حاصل کرتے ہیں لیکن انکا یہ فرق اور تفاوت کیوں ہے؟ کیونکہ جو جو صلاحیت اور خوبی جس جنس' پھول' پھل اور سبزیوں میں تھی ایک ہی زمینی خوراک سے سامنے آئی بعینہ ابوبکر ؓ کا کمال ظاہر ہوا جو صلاحیت اللہ عزوجل نے اسمیں رکھی تھی۔ فاروق اعظم ؓ' عثمان غنی ؓ اور حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کے کمالات انکی صلاحیتوں کے مطابق سامنے آئے جسطرح آم کا پھل کھجور میں نہیں لگ سکتا۔ اسی طرح ایک کی خوبی دوسرے میں ظاہر نہیں ہو سکتی۔ مگر جس نے جو کمال لیا وہ ایک ہی ذات سے لیا۔ جسطرح مختلف پھول اور پھل اور مختلف اشیاء نظر آ رہی ہیں سب ایک ہی زمین سے مستفیض ہیں۔ بالکل اسی طرح میں کہوں گا کہ کہیں صدیقیت نظر آ رہی ہے تو کہیں شہادت کہیں صلاحیت نظر آ رہی ہے تو کہیں ولایت' کہیں غوثیت نظر آ رہی ہے تو کہیں قطبیت' کہیں علم نظر آ رہا ہے تو کہیں عرفان' کہیں جلال نظر آ رہا ہے تو کہیں جمال یہ سب ایک ہی ذات مقدسہ کی تجلیاں ہیں۔

☆ میں کہنا یہ چاہتا تھا کہ اگر ہم کسی ایک کے کمال کا انکار کریں گے تو اصل کا انکار ہوگا گویا صدیق اکبر ؓ کی صدیقیت کبریٰ کا انکار' حضور ﷺ کی ذات کا انکار ہوگا۔ حضرت عمر فاروق ؓ کے کمالات کا انکار مرکز رسالت کا انکار ہے۔ اگر عثمان غنی ؓ کا انکار کرو گے تو اسکا اثر حضور ﷺ کی ذات پر پڑے گا' حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کے کمالات کا انکار بھی حضور ﷺ کی ذات کا انکار ہے کیونکہ یہ سب ایک ہی چشمہ سے فیض یاب ہوئے ہیں۔ میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ جس نے حضرت ابوبکر صدیق ؓ کی صدیقیت کا انکار کیا ہے تو اس نے حضور ﷺ کی ذات کا انکار کیا ہے اور جو حضور ﷺ کے قول کا انکار کرے تو گویا اس نے خدا کا انکار کیا۔ ہاں اسکے محبوب کی تجلی کا انکار اسکی ذات کا انکار ہے۔ اسلئے میں کہوں گا کہ ہم حضور ﷺ کے حسن و جمال کی تجلیوں کو اپنے دلوں' دماغوں میں محفوظ رکھ لیں (کیونکہ) صدیق اکبر ؓ جمال محمدی کا جلوہ ہیں۔ فاروق اعظم ؓ جلال محمدی کا جلوہ ہیں۔ عثمان غنی ؓ سخاوت محمدی کا مظہر ہیں اور علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم شجاعت محمدی کا جلوہ ہیں۔

☆ بہر حال! ہم (اہلسنت) نے اللہ عزوجل کے حبیب ﷺ کے ہر ایک جلوے کو دل و دماغ میں جگہ دی ہوئی ہے۔ اگر ہم ان جلووں کو ان خلفائے راشدین کی عظمتوں کو اپنے ذہنوں میں محفوظ کر لیں تو ہمارے تمام مسائل خود بخود حل ہوتے جائیں گے۔ آپ خود بتائیں فاروق اعظم ؓ کے دور میں یہودیت کس قدر ذلیل تھی؟ لیکن آج یہودی ہم پر سوار ہیں۔ کیوں؟ اسلئے کہ ہم نے اپنے اندر فاروقیت کے جلوے نہیں لئے لیکن افسوس! اگر ہمارے اندر آج بھی فاروقیت کے جلوے پیدا ہو جائیں تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ یہودی ہم پر چھا جائیں۔ یاد رکھ لیں آپس میں اتحاد و اتفاق پیدا کر لیں۔ اپنے جذبات کو ابھاریں اور اپنے ایمانوں کو قوی کر لیں اور خوب سمجھ لیں کہ اصل خدا ہے اور اسکا پہلا جلوہ مصطفیٰ ﷺ

ہیں اور مصطفیٰ ﷺ کے جلوؤں کے مظاہر خلفائے راشدین، مجتہدین، اغواث، اقطاب، نقبا، نجبا اور اوتاد ہیں۔ حضور ﷺ کی امت کا ہر عالم، ہر ولی آپ کے جلوؤں کی جلوہ گاہ ہے لہذا سب کا احترام کرو۔ انکی سیرت کو دیکھ کر نیک عمل کرو۔ انکی سیرت کو سیکھو اور اختیار کرو۔

اختتامیہ کلمات

☆ میں بیمار ہوں آپ کی محبت نے چند کلمات کہلوا دیئے ورنہ میں اسکے قابل کہاں تھا؟ میں آپ کیلئے دعا کرتا ہوں اور آپ میرے لئے دعا کر دیں کہ جو ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے میرے ذمہ لگائی ہے اسے پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین) اللہ تعالیٰ میرے اس بچے ارشد سعید کاظمی کو عالم باعمل بنائے اور تمام علماء دین کی حفاظت فرمائے اور انجمن طلباء اسلام کو دن دگنی اور رات چوگنی ترقی عطا فرمائے (آمین)

توحید

☆ میں ہمیشہ دستور کے مطابق مدرسہ انوار العلوم کے سالانہ اجلاس کی پہلی تقریر کیا کرتا تھا لیکن اس سال میں پہلی تقریر نہیں کر سکا۔ مدرسہ انوار العلوم کے کچھ مسائل ایسے ہوتے ہیں جن پر تبصرہ بہت ضروری ہوتا ہے۔ مدرسہ انوار العلوم ہماری قدیمی دینی درس گاہ ہے جسکا پہلا سالانہ اجلاس 1944ء میں ہوا تھا اور اب اسکا چالیسواں سالانہ اجلاس شروع ہو چکا ہے۔

☆ الحمد للہ! اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ ہزاروں طلباء دورہ حدیث کی نعمت سے ملتان و بیرون ملتان حتیٰ کی بیرون ملک سے اس ایک چھوٹے سے مدرسہ سے مستفید ہو چکے ہیں اور بہت سے قاری اور حفاظ بھی۔

☆ میں ایک اجنبی تھا یہ آپ حضرات کی نوازش ہے کہ آپ نے مجھے اپنا لیا ورنہ میں ایک ادنیٰ قسم کا انسان کہ جس میں نہ کوئی خوبی ہے اور نہ کوئی کمال۔ البتہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اپنے دین کی خدمت اور مدد کیلئے مجھ جیسے ادنیٰ اور عاجز انسان نے اپنے فضل و کرم سے اپنے دین کی خدمت اور مدد کیلئے مجھ جیسے ادنیٰ اور عاجز انسان کو منتخب فرمایا اگر اللہ تعالیٰ میری اس ادنیٰ خدمت کو قبول کر لے تو یہ میرے لیے دونوں جہاں کی خوش نصیبی اور ابدی سعادت ہے۔ بہر حال میں تو کچھ بھی نہیں ہوں یہ سب کچھ آپ حضرات کی کوششوں کا نتیجہ ہے میں اللہ رب العزت سے یہی دعا کرتا ہوں کہ اے اللہ رب العزت مسلمان تیرے دین کی خدمت کرنیوالے ہیں تو ان کو زندہ سلامت رکھ۔

چند گزارشات

☆ عزیزان محترم! میں چند وہ گزارشات پیش کروں گا جن کا پیش کرنا نہایت ضروری ہے وہ یہ ہیں کہ یہ جلسہ خالصتاً مذہبی، تبلیغی و دینی ہے اور اسکا تعلق نہ کبھی فرقہ سے رہا ہے اور نہ سیاست سے۔ آپ کو معلوم ہے کہ پاکستان 14 اگست 1947ء میں قائم ہوا۔

☆ 27-28 مارچ 1948ء میں، میں نے جمعیت علماء پاکستان کی بنیاد مدرسہ انوار العلوم میں رکھی خالصتاً مذہبی، تبلیغی اور دینی بنیادوں پر قائم کرنے کیلئے پشاور سے لے کر کراچی تک کے زعما، ملت کو بلایا اور خود میں کافی عرصہ تک کام کرتا رہا۔ لیکن کچھ عرصہ بعد سنیوں کو سیاست میں دخل دینے کی ضرورت پیش آئی اور پھر سیاسی بصیرت رکھنے والے سنیوں نے محسوس کیا کہ اگر ہم سیاست میں نہ آئے تو ہمارا باقی کچھ بھی نہ رہے گا۔ جب کہ میرا ذہن سیاسی نہیں تھا اسلئے میں عملاً جمعیت علماء پاکستان سے علیحدہ ہو گیا مگر میرے تمام جذبات اور توجہات جمعیت علماء پاکستان کیساتھ وابستہ ہیں کہ اللہ رب العزت جمعیت علماء پاکستان کے پلیٹ فارم کو ہمیشہ ہمیشہ کیلئے کامیاب رکھے۔ (آمین)

☆ اور میں آپ کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ ہم دین کے علم بردار ہیں دین ہمارا سب کچھ ہے دین نہیں تو کچھ بھی نہیں ہے۔ اسلئے ہم نے سب کام دین ہی کی بنیادوں پر کیے ہیں۔ ہم کبھی ایسی سیاست کو نہیں اپنائیں گے جو ہمیں دین سے الگ کر دے۔

☆ اور الحمدللہ جمعیت علماء پاکستان بے دینی کی راہوں پر نہیں جاری بلکہ وہ دین کی راہوں پر جاری ہے۔ اسلئے میری تمام ہمدردیاں جمعیت علماء پاکستان کیساتھ ہیں اگرچہ میں اسکا نہ عملاً رکن ہوں اور نہ اس میں شامل ہوں۔ اب تو وہ کالعدم بھی ہو گئی ہے۔

☆ آپ شاید یہ کہیں کہ مذہب اور سیاست دو الگ چیزیں ہیں۔ تو میں عرض کروں گا کہ جہاں تک سیاست کا تعلق مذہب کے ساتھ ہے میں اسکو سیاست نہیں سمجھتا بلکہ میں اسکو مذہب سمجھتا ہوں بہر حال آج میں انشاء اللہ ایسے مسائل عرض کروں گا کہ جن کا تعلق ملکی امور سے نہیں ہوگا بلکہ مذہبی امور سے ہوگا کیوں کہ یہ جلسہ خالصتاً مذہبی، دینی اور تبلیغی ہے۔

حقیقت توحید

☆ الحمدللہ! ہم مسلمان ہیں اور کلمہ طیبہ پڑھتے ہیں کہ "لا اله الا الله محمد رسول الله" (نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے محمد اللہ کے سچے رسول ہیں) "اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له واشهد ان محمداً عبده ورسوله" (میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے اسکا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بیشک محمد اللہ کے بندے اور رسول ہیں)

☆ یہ ہمارا بنیادی عقیدہ ہے اور ہم اسکو اپنے دین کی بنیاد سمجھتے ہیں۔ لیکن آج کل تو توحید کو ایسے انداز میں پیش کیا جاتا ہے کہ جیسے توحید ان پر نازل ہوئی ہے۔ الحمدللہ! ہم توحید پر ایمان رکھتے ہیں مگر اس اعتبار سے نہیں کہ توحید ان پر نازل ہوئی بلکہ اس اعتبار سے کہ وہ توحید جو ہمارے آقا ﷺ پر نازل ہوئی ہو اور حضور ﷺ نے ہمیں سکھائی اور سمجھائی ہو۔

☆ ورنہ شیطان توحید کا عقیدہ رکھتا تھا اور رکھتا ہے یہ الگ بات ہے کہ اس نے لوگوں کو شرک، کفر اور نفاق کا مسئلہ دیا لیکن خود "موحد" رہا اور اسکے موحد ہونے کا یہ عالم رہا کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ تعظیمی تک بھی نہ کیا ہمیں ایسی توحید نہیں چاہیے۔ ہمیں ایسی توحید چاہیے جو اللہ ﷻ کے حبیب ﷺ نے اللہ ﷻ کے حکم سے ہمیں تعلیم فرمائی۔ اللہ ﷻ اپنے حبیب ﷺ سے فرماتا ہے

قل هو الله احد

ترجمہ☆ اے حبیب! تو کہہ دے کہ میں ازل سے ایک ہوں اور ابد تک ایک رہوں گا۔

☆ اور یہی ہمارا عقیدہ ہے کہ ہم حضور ﷺ کی سکھائی اور بتائی ہوئی توحید کو مانتے اور جانتے ہیں اور حقیقت بھی یہی ہے کہ توحید کے معنی اور مسائل ہمیں "سرکار ﷺ" ہی سے ملے ہیں اور جب تک زبان نبوت ﷺ پر ہمارا اعتماد نہ ہو تو توحید کا پورا اعتبار نہیں ہو سکتا۔

کیوں؟

☆ اس لیے کہ اگر حضور ﷺ کو ہم اپنے جیسا بشر مانیں تو جو توحید حضور ﷺ نے ہمیں بتائی ہے وہ قابل اعتبار نہیں ہو سکتی اس لیے کہ ہم جیسے بشر کی زبان پر حق و ناحق جاری ہو سکتا ہے۔

☆ مگر مجھے وہ ایک حدیث بار بار یاد آتی ہے جس کے راویوں پر نہ کسی نے کلام کیا ہے اور نہ ہو سکتا ہے اور اس حدیث کے صحیح اور صادق ہونے میں کسی کو شک و شبہ بھی نہیں ہے وہ حدیث یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور ﷺ کی ہر حدیث لکھ لیا کرتا تھا کہ قریش کے کچھ لوگوں نے مجھے آ کر کہا کہ

انه بشر يتكلم في الغضب والرضا

ترجمہ☆ وہ تو بشر ہیں کبھی غصے میں بات کرتے ہیں اور کبھی راضی ہو کر۔

☆ بشر کی ہر بات واجب التعمیل نہیں ہوتی تم ہر حدیث کیوں لکھتے ہو؟ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو گیا اور عرض کیا

كنت اكتب كل شيء اسمعه من رسول الله صلى الله عليه واله وسلم اريد حفظه فنهتني قريش وقالوا انه بشر يتكلم في الغضب والرضا

ترجمہ☆ یا رسول اللہ ﷺ جو حدیث بھی آپ ﷺ کی ہوتی تھی میں لکھ لیا کرتا تھا قریش کے کچھ لوگوں نے مجھے روک دیا اور انہوں نے کہا وہ تو بشر ہیں کبھی غصے میں بات کرتے ہیں اور کبھی راضی ہو کر تم ہر حدیث کیوں لکھتے ہو؟

☆ مطلب یہ تھا کہ انسان اور بشر جب غصے میں بات کرتا ہے تو وہ قابل اعتبار نہیں ہوتی ہاں البتہ اگر وہ سوچ سمجھ کر بات کرے تو وہ قابل اعتبار نہیں ہو سکتی۔

☆ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے بارگاہ اقدس میں عرض کیا میرے آقا ﷺ اب میں کیا کروں؟ کیا میں آپ کی ہر حدیث لکھا کروں یا نہ لکھا کروں تو حضور ﷺ نے کیا جواب دیا؟ حضور ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ میں بشر نہیں ہوں سرکار ﷺ نے فرمایا

اكتب يا عبد الله

ترجمہ☆ اے عبداللہ میری ہر حدیث لکھ لیا کر۔

☆ کیوں؟ اسلئے کہ

فوالذي نفسي بيده مايخرج منه الاحق واشارا الى فمه

ترجمہ☆ فرمایا! جس ذات پاک کے قبضہ قدرت میں میری جان پاک ہے میں اس اللہ ﷻ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اس دہن پاک پر حق کے سوا کچھ جاری نہیں ہوتا۔

☆ جو لوگ ہم پر یہ بہتان باندھتے ہیں کہ تم رسول ﷺ کی بشریت کے منکر ہو یہ بالکل غلط ہے کیوں کہ ہم رسول ﷺ کی بشریت کے منکر نہیں ہیں لیکن ہم اس بشریت کے قائل بھی نہیں جس بشریت کے وہ قائل ہیں کیونکہ وہ حضور سید عالم ﷺ کو اپنے جیسا بشر سمجھتے ہیں اسلئے کہ بشر سے تو غلطیاں اور خطائیں ہوتی ہیں اور بشر کی زبان پر حق و ناحق جاری ہوتا ہے اگر حضور ﷺ ہم جیسے بشر ہوں تو حضور ﷺ کی زبان پر حق و ناحق جاری ہو سکتا ہے لیکن حضور ﷺ فرماتے ہیں۔ میں تو بشر ہوں مگر میری زبان پر حق کے سوا کچھ جاری ہی نہیں ہوتا۔ تو پتہ چلا کہ حق کے ساتھ ناحق کا جاری ہونا عیب ہے مگر حضور ﷺ ایسی بشریت کے عیب سے پاک ہیں۔

☆ خدا کی قسم! حضور ﷺ کی بشریت کا انکار نہیں کرتے مگر ہم حضور ﷺ کی بشریت کا عیب بھی ثابت نہیں کرتے اگر ہم حضور ﷺ کی بشریت کا عیب ثابت کریں تو پھر یہ ماننا پڑیگا کہ حضور ﷺ کی زبان اقدس سے حق ناحق جاری ہو سکتا ہے اور اگر یہ مان لیں تو توحید کے صحیح ہونے کی ضمانت کہاں سے لائیں گے؟ پھر تو یہ کہنا ہوگا کہ اللہ ﷻ نے ان پر توحید نازل نہیں فرمائی اور نہ ان سے کلام کیا ہے اور نہ ہی جبرائیل امین علیہ السلام کو ان کے پاس بھیجا ہے جب کہ اللہ ﷻ نے بلا واسطہ اپنے نبیوں اور رسولوں سے کلام فرمایا ہے ہمیں جو کچھ بھی ملا ہے وہ زبان نبوت سے ملا ہے۔ اگر زبان نبوت سے جاری نہ ہو تو توحید کبھی بھی قابل اعتبار نہیں ہو سکتی۔

☆ ہم پر اعتراض ہوتا ہے کہ تم توحید پرست نہیں لیکن الحمدللہ! ہم توحید پرست ہیں اور دل کے یقین کیساتھ اللہ ﷻ کو اسکی صفات کیساتھ "وحده لاشريك" مانتے ہیں۔ اگر وہ یہ کہیں کہ اللہ ﷻ کی صفتوں کو رسولوں نبیوں، شہیدوں اور ولیوں پر کیوں ثابت کرتے ہو؟ ہم کہتے ہیں کہ ہم نے اللہ ﷻ کی کوئی صفت غیر اللہ ﷻ کیلئے ثابت نہیں کی۔ اللہ ﷻ کا کوئی بندہ اللہ ﷻ کا شریک نہیں ہوتا۔ اللہ ﷻ ہر شرک سے پاک ہے۔ مگر یاد رکھو اللہ ﷻ کا کوئی بندہ اللہ ہوتا ہے اور نہ اللہ ﷻ کا شریک۔ مگر وہ مظہر اللہ یعنی اللہ کا مظہر ہوتا ہے۔ اللہ ﷻ اپنے انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کو شریک نہیں بناتا۔ بلکہ اپنے کمالات الوہیت اور صفات

الوہیت کا آئینہ بنا دیتا ہے ان آئینوں میں کمالات الوہیت کے جلوے نظر آتے ہیں بلکہ میں تو یوں کہوں گا کہ پوری کائنات میں اللہ ﷻ کے حسن کے سوا کسی کا حسن ہے ہی نہیں اگر میں انبیاء کرام اور اولیاء عظام کو خدا کے حسن کا آئینہ کہہ دوں تو مجھ پر کفر کا فتویٰ؟ مگر حقائق کائنات میں جہاں جہاں بھی حسن ہے وہ اللہ ﷻ کا نور ہے کہیں علم اور کہیں عمل' کہیں نکہت ہو اور کہیں نزاکت' کہیں اچھائی ہو اور کہیں کوئی خوبی عالم کے ذرے ذرے میں جہاں جہاں بھی جو حسن پایا جاتا ہے وہ اللہ ﷻ ہی کا حسن ہے' چاند' سورج اور ستاروں میں کس نے روشنی پیدا کی اور آسمان کو خوبصورت ستاروں سے کس نے مزین کیا؟ اور زمین کو خوبصورت طرح طرح کے پودوں سے کس نے زینت بخشی اور پھر ان خوب صورت پودوں میں خوشبو اور طرح طرح کے رنگ کس نے بھرے اور ان تمام اشیاء میں خوبصورتی اور حسن حقیقتاً کس کا ہے؟ حسن و جمال' جمادات اور نباتات میں کس کا حسن ہے؟ انکے اندر جو حسن ہے صرف اور صرف میرے اللہ ﷻ کا ہے اور تعریف کس کی ہے؟ سب تعریفیں اللہ ﷻ ہی کیلئے ہیں جو پرورش فرمانے والا ہے سب جہانوں کا۔ تم جس چیز کی بھی حمد کرو گے تو جب حسن اللہ ﷻ ہی کا ہے تو تعریف بھی اللہ ﷻ کی ہے اور اگر تم کسی عالم دین کے علم کی۔ عابد کی عبادت کی۔ زاہد کے زہد کی تعریف کرو گے تو وہ حمد و تعریف بھی اللہ ﷻ کیلئے ہوگی۔ یہی "الحمدللہ رب العالمین" کے معنی ہیں گویا جو حسن جہاں جہاں ہے وہ اللہ ﷻ ہی کا ہے۔

☆ میرے دوستو اور عزیزو! جب جمادات و نباتات' زمین و آسمان' چرند و پرند اور حیوان و انسان حتیٰ کہ کائنات کے ذرہ ذرہ میں اللہ ﷻ ہی کا حسن اگر ہو سکتا ہے اور یہ سب چیزیں اللہ ﷻ کے حسن کا آئینہ ہو سکتی ہیں؟ تو اللہ ﷻ کے نبیوں اور ولیوں نے کیا قصور کیا ہے کہ وہ اللہ ﷻ کے حسن کا آئینہ نہیں ہو سکتے۔ اگر انبیاء کرام اور اولیاء عظام کے اندر خدا کا حسن الوہیت' جمال الوہیت اور صفات الوہیت کے انوار کا پایا جانا شرک ہے تو ان چیزوں کے اندر اللہ ﷻ کے حسن کے سوا کس کا حسن ہے؟ اور اگر ان اشیاء میں اللہ ﷻ ہی کا حسن ہے تو یہاں بھی شرک ہوگا اگر شرک یہاں نہیں تو وہاں بھی نہیں۔

☆ اب وہ لوگ کہتے ہیں کہ اللہ ﷻ کی کچھ صفات خاصا ہیں۔ انکو اگر کسی مخلوق میں مانو گے تو مشرک بن جاؤ گے اور جو صفات خاصا نہیں ہیں ان کو اگر مخلوق میں مانو گے تو مشرک نہیں بنو گے تو میں کہتا ہوں کہ یہ بات تمہاری طرف سے قطعاً غلط ہے قرآن کریم نے کب کہا کہ یہ میری صفات خاصا ہیں اگر غیر اللہ کیلئے ثابت کرو گے تو مشرک بن جاؤ گے اور فلاں صفات کا میری مخلوق کیلئے ثابت کرو گے تو مشرک نہیں بنو گے۔ ارے اللہ ﷻ اپنی ہر صفت میں "وحدہ لاشریک" ہے اگر وہ رازق ہونے میں علیم ہونے میں خالق ہونے میں لاشریک ہے تو وہ سمیع و بصیر اور رؤف الرحیم ہونے میں بھی لاشریک ہے تو اس لئے اللہ ﷻ کی صفت رافت اور صفت رحمت کا جلوہ اگر حضور ﷺ میں پایا جائے تو شرک نہیں ہے کیوں بھائی اس لئے کہ اللہ ﷻ فرماتا ہے

عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمؤمنین رؤف رحیم

ترجمہ ☆ ان پر گراں ہے تمہارا مشقت میں پڑنا' بہت چاہنے والے ہیں تمہاری بھلائی کو ایمان والوں پر نہایت مہربان بے حد رحم فرمانے والے ہیں۔ (توبہ ۱۲۸)

☆ حالانکہ "رؤف رحیم" اللہ ﷻ کے صفاتی نام ہیں۔ مگر اللہ ﷻ نے اپنے حبیب ﷺ کے غلاموں کو "رحماء بینھم" فرمایا یعنی (آپس میں بڑے رحم دل ہیں) مصطفیٰ ﷺ کے غلاموں کی شان یہ ہے کہ وہ آپس میں بڑے رحیم ہیں اور اللہ ﷻ نے اپنے مقبول بندوں کو "رحماء" کا خطاب فرمایا تو کیا رحمت خدا کی صفت نہیں ہے؟ اگر اللہ ﷻ اپنے صفت علم غیب کا جلوہ کسی نبی کی ذات میں پیدا کر دے تو بھی شرک نہیں ہے۔ ہم ذاتی علم غیب کسی نبی میں ایک ساعت کیلئے بھی نہیں مانتے اور پھر اللہ ﷻ نے ہر انسان کیلئے

فرمایا "فجعلہ سمیعا بصیرا "(تو ہم نے اسے سننے اور دیکھنے والا بنایا) اور "سمیع و بصیر" اللہ ﷻ کے صفاتی نام ہیں تو جب تک انسان اللہ ﷻ کی صفت سمیع و بصیر کا مظہر بنتا ہے تو شرک نہیں ہے۔ اگر اولیاء اللہ صفت سمیع و بصیر کا مظہر بن جائیں تو شرک ہے؟ ارے کائنات کے ہر ذرے میں اللہ ﷻ کا حسن و جمال مانو گے تو یہ توحید ہوگی اور اگر اللہ ﷻ کے سوا کسی اور کا حسن مانو گے تو یہ شرک ہو جائیگا۔ الحمد للہ! ہم موحد ہیں اور ہمارا عقیدہ ہے کہ اللہ ﷻ صفت میں شرک سے پاک ہے خواہ وہ صفت عامہ ہو یا صفت خاصہ۔ وہ ہر صفت میں شرک سے پاک ہے، پاک ہے، پاک ہے۔ لیکن اللہ ﷻ کی صفات کا مظہر ہونا شرک نہیں ہے۔ ہاں البتہ جیسی مستقل صفت اللہ ﷻ کی ہے ویسی کسی کا ثابت کرنا شرک ہے۔ ہمارے اندر سماع بصر اور علم ہے یہ اللہ ﷻ کا دیا ہوا ہے مستقل نہیں ہے اس لئے انبیاء علیہم السلام کا علم غیب اللہ ﷻ کا دیا ہوا ہے مستقل نہیں ہے اگر صفت خلق اللہ ﷻ نے کسی بندے کو دی ہوئی ہے تو وہ بھی عطائی ہے مستقل نہیں ہے اللہ ﷻ نے کہیں

تمہیں کہیں فرشتوں کو اور کہیں رسولوں کو کریم فرمایا اور قرآن حکیم نے اعلان فرمادیا ہے کہ "انہ لقول رسول کریم "(وہ تو قول ہے رسول کریم کا) تو پتہ چلا کہ اللہ ﷻ نے اپنی صفت کرم اور رحمت کا آئینہ اپنے رسولوں کو بنایا ہے جس کے اندر رحمت کا جذبہ ہے۔ وہ اللہ ﷻ کی صفت رحمت کا مظہر ہے غرض یہ کہ حقائق کائنات میں جو حسن ہے وہ اللہ ﷻ کے حسن کا ظہور ہے مگر وہ خدا کے حسن کے جزوی جلوے ہیں اور انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام میں تو اللہ ﷻ کا حسن اتم ہے یعنی اللہ ﷻ نے اپنے قوی اور کثیر جلوے ہائے حسن کو انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کے اندر پیدا کر دیا گویا انبیاء علیہم السلام اور اولیاء عظام مظہر اللہ ہیں۔

☆ دوسری گذارش جو عرض کرنا بہت ضروری ہے وہ یہ ہے کہ اہل قبور اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور ہمارا سلام سنتے اور جواب دیتے ہیں۔ اس لئے حضور ﷺ نے فرمایا جب تم مسلمانوں کے قبور کے قریب سے گذرو تو اس طرح سلام کہو "سلامتی ہو تم پر اے قوم مومنین اور تمہارے پاس وہ چیز آئی جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا اور تم کو مہلت دی گئی ایک مدت معین تک اور ہم بھی اگر اللہ ﷻ نے چاہا تمہارے پاس آنے والے ہیں"

☆ امام ابن کثیر فرماتے ہیں کہ اگر قبروں والے موجود نہیں ہیں اور وہ سن نہیں رہے تو حضور ﷺ نے تمہیں ویسے ہی کہہ دیا کہ تم وہاں جاؤ اور سلام کہو اور وہ تمہیں جواب دیں گے اور تم نہیں سنو گے اور تمہارا نہ سننا اور بات ہے مگر صاحب قبور تمہارا سلام سنتے ہیں اور جواب دیتے ہیں۔ اس لئے اے میرے غلامو! جب تم قبروں پر جاؤ تو وہاں جا کر کہو "اے گھر والو! مومنو اور مسلمانو تم پر سلامتی ہو اگر اللہ ﷻ نے چاہا تو ہم بھی تم سے آکر ملیں گے اللہ ﷻ ہم سے پہلے اور بعد والوں پر رحم فرمائے اور ہم اللہ ﷻ سے تمہارے لئے اور اپنے لیے عافیت کی دعا مانگتے ہیں" ابن کثیر نے اپنے تفسیر میں کہا کہ حضور ﷺ کا یہ تعلیم اور تلقین فرمانا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ لوگ اپنی قبروں میں زندہ موجود ہیں ہماری آواز سنتے ہیں اور ہمارے سلاموں کا جواب بھی دیتے ہیں۔ یہ بات علامہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے نہیں کہی بلکہ علامہ ابن کثیر نے کہی ہے تو ایک مرتبہ میں نے کہیں عید الاضحیٰ کے موقع پر یہ حوالہ بیان کر دیا تو لوگ میرے پیچھے پڑ گئے اور کہنے لگے یہ ہو ہی نہیں سکتا میں نے کہا مدرسہ انوار العلوم میں آجاؤ۔ اگر میں حوالہ نہ دیکھا سکوں تو پھر مجھے جھوٹا کہنا چنانچہ انکے کئی معتبر آدمی میرے پاس آگئے میں اس وقت انکا نام نہیں لیتا۔ نام لینے کی ضرورت بھی نہیں ہے انہوں نے کہا کہ آپ ہمیں حوالہ دیکھائیں میں نے کہا اگر حوالہ دیکھادوں تو کیا ہوگا؟ تو بس آپ حوالہ دیکھائیں میں نے کہا اگر میں حوالہ دیکھادوں تو کیا آپ مان لیں گے؟ تو انہوں نے ماننے کا وعدہ نہیں کیا۔ میں نے پھر بھی حوالہ دیکھا دیا جب میں حوالہ دیکھادیا تو وہ

حیران و پریشان ہو گئے۔

☆ عزیزان محترم! امام ابن کثیر فرماتے ہیں کہ اگر وہ نہیں سنتے اور جواب نہیں دیتے اور قبر والے وہاں ہیں ہی نہیں تو حضور ﷺ نے انہیں کیسے حکم دے دیا؟ تو پتہ چلا کہ وہ قبروں میں موجود ہیں۔ سنتے بھی ہیں اور جواب بھی دیتے ہیں [illegible] تو میں نے فقط حدیثوں کا حوالہ دیا ہے اور ابن کثیر کا حوالہ میں نے اس لیے دیا کہ ان سے [illegible] کے جذبات میں ٹھنڈ پڑ جائیگی ورنہ وہ اور حدیث ہے اور ان پر حدیثوں کا بھی کوئی اثر نہیں [illegible] ان کے کسی بزرگ کا نام آ جائے تو پھر ان کو ذرہ سوچنے کا موقع مل جاتا ہے۔

☆ ہم پر یہ ایک الزام لگایا جاتا ہے کہ ہم اللہ ﷻ کی صفت کو نبیوں اور ولیوں [illegible] مانتے ہیں۔ ہم ہرگز اللہ ﷻ کی صفات کو کسی نبی اور ولی میں نہیں مانتے ہاں خدا کی صفات کا جلوہ ان میں ضرور پایا جاتا ہے اور اس کیلئے میں بخاری شریف کی ایک حدیث پڑھتا ہوں تاکہ اہلسنت کا عقیدہ واضح ہو جائے یہ حدیث قدسی ہے اللہ ﷻ فرماتا ہے

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول ﷺ ان اللہ قال من عادی لی ولیا فقد اذنتہ بالحرب وما تقرب الی عبدی بشیء احب الی مما افترضت علیہ ولا یزال عبدی یتقرب الی بالنوافل حتی احببتہ فکنت سمعہ الذی یسمع بہ وبصرہ الذی یبصر بہ ویدہ التی یبطش بہا ورجلہ التی یمشی بہا وان سالنی لاعطینہ ولئن استعاذنی لاعیذنہ وماترددت عن شیء انا فاعلہ ترددی عن نفس المؤمن یکرہ الموت وانا اکرہ مساءتہ

☆ میں نے پوری حدیث اس لیے پڑھی ہے کہ اگر کوئی لکھنا چاہے تو لکھ لے اور یہ کوئی ضعیف حدیث نہیں یہ بخاری شریف کی حدیث ہے بخاری شریف کی اپنی ایک ہیبت ہے اسلئے بعض لوگوں نے کہا اگر بخاری شریف کی ہیبت ہم پر طاری نہ ہوتی تو ہم اس حدیث کا انکار کر دیتے جو ہمیں برداشت نہیں ہوتی مگر صحیح بخاری کی ہیبت نے ہمیں انکار کرنے کی جرأت نہیں دی۔

☆ بہر حال یہ حدیث سن لو اور خوب یاد کر لو اللہ ﷻ اپنے حبیب ﷺ کی زبان اقدس پر فرماتا ہے کہ

من عادی لی ولیا فقد اذنتہ بالحرب

ترجمہ ☆ جس نے میرے ولی سے عداوت کی میرا اس سے اعلان جنگ ہے۔

وما تقرب الی عبدی بشیء احب الی مما افترضت علیہ

ترجمہ ☆ اور جن چیزوں کے ذریعے بندہ میرے قریب ہوتا ہے ان میں سب سے زیادہ اہم چیز میرے نزدیک فرائض ہیں۔

☆ یعنی سب سے زیادہ محبوب ترین میری قربت کا ذریعہ یہ ہے کہ میرا بندہ میرے فرائض بجالاتا رہے اگر میرا بندہ جسماً روحاً سراً ظاہراً باطناً اور حقیقتاً ہر طریقہ کے علی وجہ الاتم میرے فرائض کو پورا کرتا رہے تو میرے پاس اس کو وہ قرب حاصل ہوگا جو سب سے [illegible] درجے کا ہوگا آگے فرماتا ہے

ولا یزال عبدی یتقرب الی بالنوافل

ترجمہ ☆ میرا بندہ نوافل کے ذریعے بھی میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے

حتی احببتہ

ترجمہ ☆ یہاں تک کہ میں اسے اپنا محبوب بنا لیتا ہوں۔

☆ تو کیا ہوتا ہے؟ ہوتا یہ ہے کہ

فکنت سمعہ الذی یسمع بہ وبصرہ الذی یبصر بہ ویدہ التی یبطش بہا ورجلہ التی یمشی بہا وان

ترجمہ ☆ کہ میں اس کے کان ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اسکی آنکھیں ہو جاتا ہوں جن سے وہ دیکھتا ہے اور اسکے ہاتھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور میں اسکے پاؤں بن جاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے۔

☆ اور ایک روایت میں یوں آتا ہے کہ میں اپنے بندے کی زبان ہو جاتا ہوں جس

سے وہ ہوتا ہے۔ (یہ قرب نوافل فنائی صفات کا مرتبہ ہے) پھر فرماتا ہے۔

سالنی لاعطینہ

ترجمہ☆ اگر وہ مجھ سے کچھ مانگتا ہے تو میں اسے ضرور دیتا ہوں۔

ولئن استعاذنی لاعیذنہ

ترجمہ☆ اور اگر وہ مجھ سے پناہ مانگ کر کسی بری چیز سے بچنا چاہے تو میں اسے ضرور بچاتا ہوں۔

وماترددت عن شیء انا فاعلہ

ترجمہ☆ میں نے کبھی کسی بات میں اس قدر تردد نہیں کیا۔

☆ تردد کے معنی اگرچہ تحیر کے ہیں مگر اللہ عزوجل تحیر سے پاک ہے۔ اس کے [illegible] مراد ہیں کیونکہ جب کسی بات میں تردد یا تحیر ہو تو پھر لازم معنی پر تعبیر ہو جاتی ہے۔ یہاں تحیر کے معنی لازمی مراد ہیں کیونکہ تردد کے معنی یا تحیر دائمی مراد ہیں۔ اللہ عزوجل نے "ملزوم" بول کر "لازم" مراد لیا ہے اور فرمایا ہے

وماترددت عن شیء انا فاعلہ ترددی عن نفس المؤمن یکرہ الموت

ترجمہ☆ میں کسی بات میں وہ تحیر نہیں کرتا جو مومن کی جان قبض کرنے میں کرتا ہوں۔

☆ کیا مقصد؟ مقصد یہ کہ جب تک میرا بندہ موت پر راضی نہیں ہوتا "قضائے معلق" کے اعتبار سے اسکی عمر اور آگے بڑھا دیتا ہوں جب تک وہ میرا بندہ موت کو نا پسند کرتا رہتا ہے میں تقدیر معلق کے اعتبار سے اسکی عمر کو آگے بڑھاتا رہتا ہوں کیونکہ میں اپنے بندے کو غمگین نہیں دیکھنا چاہتا اور جس بات کو مومن پسند نہ کرے میں اسکو پسند نہیں کرتا۔ موت سے فرار نہیں مرنا ضرور ہے لہذا

وانا اکرہ مساءتہ

ترجمہ☆ میں مومن کیلئے ایسا منظر پیش کروں گا کہ اس کا دل اس دنیا سے جانے کیلئے بے تاب ہو جائے گا اور وہ پھر اسکی روح قبض کر لی جائیگی۔

☆ تو اللہ عزوجل اپنے بندوں کے ساتھ یہ معاملہ فرماتا ہے۔ عزیزان محترم! اللہ عزوجل کے کسی بندے کو سمع اور بصر بنا یہ کیا ہے؟ اس کا کیا مطلب ہے کیا نعوذ باللہ اللہ عزوجل کے کسی بندے کے اندر سما جاتا ہے یا کیا بندہ خدا بن جاتا ہے؟ ہمارا یہ ایمان ہے اور نہ عقیدہ۔ یہ بندہ نہ خدا بنتا ہے اور نہ خدا بندے کے اندر سمایا ہے۔ خدا 'خدا ہے اور بندہ 'بندہ ہے۔ مگر بات کیا ہے؟ بات یہ ہے کہ اللہ عزوجل کی صفت سمع کی تجلی اسکی صفت سمع پر چھا گئی ہے۔ اللہ عزوجل کی صفت قدرت کا حکم اسکی صفت قدرت میں داخل ہو گیا یعنی اللہ عزوجل کی صفات اللہ عزوجل کے پاس ہیں ہاں اسکی صفات کا جلوہ اسکے اندر پیدا ہو گیا (گویا) یہ بندہ اللہ عزوجل کی صفات کا آئینہ ہو گیا۔ یہ خدا نہیں ہوگا بلکہ مظہر خدا ہوگا اگر یہ شرک ہے تو پھر کائنات کے ذرے ذرے سے شرک ٹپکتا ہے کیونکہ کائنات کے ہر ذرے سے خدا ہی کا حسن ٹپکتا ہے اگر پھول کی ایک پتی سے خدا کا حسن چمکے تو یہ شرک نہیں ہے اور اگر ولی کے اندر خدا کا حسن چمکے تو وہ کیسے شرک ہوگا؟

☆ عزیزان محترم! اس لیے میں عرض کر رہا تھا کہ وہ خواہ مخواہ ہمارے پیچھے پڑے ہوئے ہیں کہ تم مشرک ہو گئے فلاں ہو گئے یہ ہو گئے وہ ہو گئے اور پھر یہ کہنا کہ تم غیر اللہ کو مختار مانتے ہو۔ ارے بے شک [illegible] اللہ کو مختار مانتے ہیں لیکن اس درجہ میں کہ جس درجہ میں اللہ عزوجل نے انکو اختیار دیا ہے حدیث [illegible] کیا ہے؟ حدیث میں یہ ہے

ان سالنی لاعطینہ

ترجمہ☆ اگر میرا ولی مجھ سے مانگے تو میں اسکو ضرور دونگا۔

☆ تو ایمان سے کہنا کہ اللہ عزوجل نے اپنے بندے کو مانگنے کا اختیار دیا کہ نہیں دیا؟ اگر اللہ عزوجل اپنے کسی بندے کو مانگنے کا اختیار نہ دے تو کوئی کیسے مانگ سکتا ہے؟ اللہ عزوجل نے اپنے مقرب بندے کو مانگنے کا اختیار دیا ہے تبھی تو وہ مانگتا ہے' مانگنے کا اختیار اپنے

مقرب بندے کو دیا مگر دینے کا اختیار اپنے پاس رکھا۔

☆ آپ کہیں گے کہ جب دینے کا اختیار اللہ ﷻ ہے بندے کا تو کچھ نہ ہوا رے بے شک دینے کا اختیار اللہ ﷻ ہے مگر آپ نے اللہ ﷻ کے وعدہ کو دیکھا وہ کیا ہے؟ وہ یہ ہے کہ اگر بندہ میرے دیئے ہوئے اختیار سے مانگے تو ہوگا کیا؟ ہوگا یہ کہ

ان سالنی لاعطینه

ترجمہ☆ میں اسکو ضرور دوں گا۔

☆ تو اب اگر بندہ اپنے رب سے مانگے تو اللہ ﷻ اسکو دے گا کیونکہ وعدہ کیا ہے گا۔ بے شک دینا اس کا اختیار ہے مگر اس دینے کا جب وعدہ کرلیا اور وہ وعدہ خلاف نہیں کرتا لہٰذا جب کوئی "ولی" اللہ ﷻ سے کوئی ایسی چیز طلب کرے گا جس کا طلب کرنا اللہ ﷻ کی حکمت کے منافی نہ ہوگا تو اللہ ﷻ سے ضرور عطا فرمائے گا۔ دعا مانگنا اولیاء اللہ کا اختیار ہے اور دعا قبول کرنا یہ اللہ ﷻ کا اختیار ہے مگر جب خدا نے وعدہ کرلیا تو پھر یہ بتاؤ۔ تمہیں خدا کے وعدہ پر ایمان ہے کہ نہیں ہے۔ جب خدا نے وعدہ کرلیا کہ اگر تو نے مانگا تو میں ضرور دوں گا۔ "وان سالنی لا عطینه " "ل" تاکید کا ہے اور "ن" ثقیلہ کے ساتھ اللہ ﷻ نے دو تاکیدیں فرمائیں ان دو تاکیدوں کی وجہ کیا ہے؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ صوفی تو انکار نہیں کریگا مگر وہ تو ضرور انکار کریں گے اور تاکید انکار کی وجہ سے ہوتی ہے لہٰذا ان کے انکار کی وجہ سے دو تاکیدیں فرمادیں کہ اے انکار کرنے والو "لا عطینه " کہ میں اسے ضرور دوں گا ضرور دوں گا۔ تم لاکھ انکار کرتے رہو میں تو ضرور دوں گا۔ تو پتہ چلا کہ ہم پر یہ شرک کا الزام بے بنیاد اور باطل ہے ہم اللہ ﷻ "وحده لا شریك " مانتے ہیں "قل هو الله احد " پر ہمارا ایمان ہے مگر یہ تعلیم وہ جو بے داغ اور بے خطا زبان نبوت ﷺ ہمیں تعلیم فرمائی۔ اس لئے ہم زبان نبوت ﷺ کو بشریت کے ہر عیب سے بے عیب اور پاک سمجھتے ہیں۔ ہماری توحید یہ ہے کہ ہمارے آقا ﷺ یقیناً بشر ہیں مگر بشریت کے ہر عیب سے پاک ہیں۔

مقام حیرت

☆ مجھے حیرت ہے کہ یہ لوگ ان کے پیچھے نہیں پڑتے جو واقعی توحید کا انکار کرنے والے ہیں اور یہ لوگ ہمارے سر پر سوار ہیں کہ تم موحد نہیں تم مشرک ہو آپ کو علم ہے کہ کب سے ان دہریوں کا اعتراض لوگوں کے سامنے چکر کاٹ رہا ہے کہ اگر تمہارا خدا واقعی ہے تو وہ ہمارا مجرم ہے۔ اسے ہماری عدالت میں پیش کرو۔ کیوں؟ اس لیے کہ وہ امیر کا بھی خدا ہے اور غریب کا بھی، تندرست کا بھی خدا ہے اور بیمار کا بھی، وہ طاقت ور کا بھی خدا ہے اور کمزور کا بھی تو کیا وجہ ہے؟ کہ طاقت ور کو طاقت ور کردے اور کمزور کو کمزور کردے اور امیر جب چاہے غریب کو بیکل کر رکھ دے اور اگر واقعی وہ سب کا مالک ہے تو کسی کو امیر اور کسی کو غریب کرنا یہ عدل کے خلاف ہے اور جو عدل کے خلاف کرے وہ ظالم ہے اور جو ظالم ہے وہ مجرم ہے اور جو مجرم ہے اسے ہماری عدالت میں پیش کرو۔